إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔

حیوٰۃ المسلمین

مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

تسہیل مقدمہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

المیزان

فہرست مضامین حیوٰۃ المسلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تسہیلِ مقدمہ

از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امابعد

یک من و خیلِ آرزو دل بچہ مدعا دہم
تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

تاریخ اسلام کے ایک ہزار سال کس آب و تاب. شان و شوکت عروج و اقبال کے ساتھ گزرے۔ اپنوں سے زیادہ بیگانوں کی زبانیں طوعًا کرہًا اس کے محیر العقول کارناموں کی معترف ہیں اس میں بہت طویل زمانہ ایسا بھی گذرا کہ تقریبًا پورا عالم صرف کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے ماننے والوں کے زیرنگیں تھا۔ کوئی قابل ذکر سلطنت و ریاست نہ تھی جو مسلمانوں کی باج گزار نہ ہو۔

اس ایک ہزار سالہ دور میں درمیانی خلفشار اور باہمی افتراق کے

فتنے ضرور ہوئے مگر اسلام اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار پر مجموعی اور عمومی طور پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔ فتنے آئے اور بادل کی طرح چھٹ گئے بقول اقبال مرحوم

رکتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا

لیکن تقریبًا گیارھویں صدی ہجری اور سترھویں صدی عیسوی مسلمانوں کے مسلسل اور عمومی انحطاط اور اقوام یورپ کے خروج وعروج کا زمانہ ہے

اس وقت سے مسلمانوں پر مسلسل فتنوں کا طوفان اور تمام شعبہائے زندگی علمی۔ عملی۔ اخلاقی۔ معاشرتی۔ سیاسی۔ اقتصادی حالات میں عالمگیر انحطاط اس تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے کہ ان کے موجودہ حالات کو اگر پچاس برس پہلے زمانہ کے ساتھ موازنہ کرنے لگیں تو یہ محسوس ہوگا کہ وہ کوئی اور قوم تھی اور یہ کوئی دوسری قوم ہے ؎

مے خانہ نے رنگ وروپ بدلا ایسا
میکش میکش رہا نہ ساقی ساقی

صالحین ومصلحین سے اِس امت کا کوئی دَور الحمدللہ خالی نہیں رہا۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی خالی نہ رہے گا۔ مگر کثرت وقلت اور درجات ومراتب کا فرق اسی رفتار انحطاط کی طرح ان میں بھی بڑھا۔ اس جماعت میں قلت بھی آئی اور ضعف بھی۔ لیکن حسب وعدۂ حدیث یہ جماعت ہر جگہ اور ہر زمانہ میں مسلمانوں کے امراض کی تشخیص اور علاج کی تجویز اور اصلاح کی

تدبیر میں اپنا منصبی فرض ادا کرتی رہی اور سیف وقلم کے دونوں معرکوں میں انھیں حضرات کی قیادت و رہبری کارگر ثابت ہوئی۔

ہندوستان میں ولی اللٰہی خاندان کے درخشاں نجوم ہدایت سےلیکر قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما اور ان کے اصحاب و رفقاء کی مساعی جمیلہ اور ان کے مبارک اثرات و نتائج آج بھی بحمد اللہ جا بجا باقی ہیں ہمارے اِس آخری دور میں بقیۃ السلف حجۃ الخلف مجدد الملت حضرت سیّدی حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کو حق تعالیٰ نے حقیقی معنے میں **حکیم الامت** بنایا تھا۔ مسلمانوں کی صلاح و فلاح کی فکر اُن کی حوائج طبعیہ میں داخل اور عمر کے بیشتر اوقات کا اہم مشغلہ ہوگئی تھی۔

ٹھیک چودھویں صدی ہجری کا شروع اس وقت کے اصلاحی کاموں کے آغاز کا وقت ہے۔ ۱۳۰۱ھ میں آپ کو دارالعلوم دیوبند سے علوم دینیہ کی تکمیل پر سندِ فراغت اور ائمہ و اقطابِ زمانہ کے ہاتھوں دستارِ فضیلت ملتی ہے۔ درس وفتویٰ کا کام تو دارالعلوم ہی میں اساتذہ کے سامنے شروع ہوچکا تھا۔ اب مستقل طور پر کانپور میں قیام فرماکر درس وفتوی کے ساتھ تبلیغ وارشاد اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی مجددانہ جذبہ کے ماتحت شروع ہوگیا۔

دین کے ہر رخنہ پر نظر اور اس کی اصلاح کی فکر امت کی ہر ضرورت کا خیال اور اس کی صحیح و سہل تدبیریں حق تعالیٰ نے آپ پر القاء فرمائیں اور

پورے پندرہ سال کانپور کے قیام میں یہ سلسلہ دور دراز تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد بمقتضائے جاذبۂ آلہیہ خالص اصلاح وارشاد کا داعیہ غالب آیا اور ۱۳۱۵ھ میں کانپور کی ملازمت ترک فرماکر تھانہ بھون میں قیام فرمایا اور خدمت واصلاحِ خلق کے جتنے شعبے ہو سکتے تھے ہر شعبہ اور ہر راستہ سے تنِ تنہا وہ خدمات انجام دیں کہ بڑی بڑی جماعتیں اور ادارے اس کا عشر عشیر کرنے سے بھی عاجز ہیں۔ خلوت اور گوشہ نشینی طبعًا محبوب ہونے کے باوجود مجددانہ جذبہ نے آپ کو گوشہ سے نکالا اور ملک کے چپے چپے گوشے گوشے میں پہنچ کر مواعظ حسنہ اور زبانی تبلیغ اور مخصوص انداز اصلاح سے مسلمانوں کو بیدار کیا۔ اس کے ساتھ تربیت سالکین اور تصنیف وفتویٰ وغیرہ کے مشاغل پہلے سے زیادہ جاری رہے۔

۱۳۱۵ھ سے ۱۳۳۰ھ تک ٹھیک پندرہ سال ہی اس طرز کا سلسلۂ اصلاح وخدمت خلق جاری رہا۔

۱۳۳۱ھ میں ضعف وامراض اور بعض دوسرے اسباب سے سفر ترک فرماکر عذر سفر کا اعلان شائع فرمایا۔ اور اب یکسوئی کے ساتھ افاضۂ باطنی اور تربیت سالکین اور خدمتِ خلق کا گویا نیا باب شروع ہوا جس میں فتویٰ اور تصنیف وتالیف اور مقامی مواعظ وملفوظات کا ایک خاص نہج ہوگیا۔ جس کا رنگ واثر پہلے سے کہیں قوی تر تھا اور جس نے گویا ملک کے گوشہ گوشہ کو نور ہدایت سے بھر دیا۔

وراثتِ نبوت یا جذبۂ مجددیت سے جو شفقت علی الخلق اور اصلاحِ

مسلمین کی فکر آپ پر ہمہ وقت مسلّط تھی اس نے آپ کا سونا جاگنا رفتار وگفتار، آرام وراحت سب کا سب اسی مشغلہ کی نذر کردیا۔

جہاں کہیں مسلمانوں پر کوئی مصیبت آتی یا کسی پریشانی کی خبر آتی وہ غم میں اس طرح گھلنے لگتے تھے جیسے کسی شفیق باپ کی صلبی اولاد پر کوئی مصیبت آتی ہو ؎

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

اس سے یہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس دَورِ پُرفتن میں ایسے جذبہ رکھنے والے کو چین وآرام کہاں۔ خود احقر نے بارہا دیکھا کہ جب کوئی فتنہ مسلمانوں میں چلا جس سے ان کی دینی یا دنیوی تباہی کا خطرہ تھا تو حضرت کا نظام صحت مختل اور قویٰ میں ضعف واضمحلال نظر آنے لگتا تھا ایک ایسے ہی فتنہ کے زمانہ میں خود فرمایا کہ:۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت اور اس کے نتائج کا تصور اگر کھانے سے پہلے آجاتا ہے، تو بھوک اڑجاتی ہے۔ اور سونے سے پہلے آجاتا ہے، تو نیند اڑجاتی ہے۔"

سنہ ۱۳۴۶ھ میں مسلمانوں کی دین ومذہب سے عام غفلت اور اُس کی وجہ سے ان پر عالمگیر مصائب کے طوفان پیہم کے مشاہدہ اور خطراتِ آئندہ کے اندیشہ نے کچھ ایسی حالت پیدا کردی کہ حضرت والا کی صحت پر اثر پڑنے لگا اضمحلال ہوگیا۔ شب وروز یہ فکر رہتی تھی کہ اس کا علاج کیا ہو

اور کس طرح ہو۔ بآخر رحمتِ خداوندی نے دستگیری فرمائی اور ۲۰ جمادی الاوّل ۱۳۴۶ھ ہجری کی نماز صبح میں قلب مبارک پر وارد ہوا کہ بعض اعمال خاصہ ایسے ہیں جن کا التزام کرنے سے مسلمانوں کے یہ مصائب دور ہو سکتے ہیں۔

کیونکہ ان اعمال کو جہل اور افلاس اور تشویش کے دُور کرنے میں خاص دخل ہے، اور یہی تین چیزیں ہیں جن پر تمام مصائب و آفات مرتب ہیں، اس لئے اسی وقت عزم فرمایا کہ ان اعمال خاصہ کو مرتب کر کے عام مسلمانوں میں اس کی اشاعت کا پورا اہتمام کیا جائے۔ چنانچہ یہ پچیس اصولِ حیات علیحدہ علیحدہ جمع فرما کر ہر ایک کو "روح" کے نام سے اور مجموعہ کو "حیوٰۃ المسلمین" کے نام سے موسوم فرما کر شائع کیا۔ شروع میں ایک نہایت اہم مقدمہ تحریر فرمایا جس میں قرآن کریم کی ایک سو آیتوں سے یہ ثابت فرمایا کہ مسلمانوں کی تمام پریشان حالی اور تباہی خود ان کے اعمال و افعال کے ثمرات ہیں۔

درد سر ما ہمیں سر ماست
بارے کہ بدوشِ ماست دوش ست

اور یہ کہ آج تک جو جو تدبیریں اصلاح حال اور رفع مصائب کی گئیں وہ سب اسی لئے ناکام رہیں کہ اسباب مرض کی طرف نظر نہیں ہوئی اور ان کے ازالہ کی صحیح فکر نہیں کی گئی۔

ف۱ عجیب بات ہے کہ اس مقدمہ کی شرح کا اتفاق بھی احقر کو تصنیف سے پورے بیس سال کے بعد اور ٹھیک ۲۰ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ کو ہوا۔ ۱۲ محمد شفیع

ف۲ یہ مضمون خود حضرت والا نے دیباچہ حیوٰۃ المسلمین کے عربی حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے ۱۲ محمد شفیع

حیوٰۃ المسلمین کی پچیس ارواح کی تصنیف میں حضرت والا نے اس کا خاص اہتمام فرمایا کہ مشکل سے مشکل مضمون کو سہل سے سہل کر کے لکھا تاکہ ہر خاص و عام اس سے بآسانی مستفید ہو سکے۔ اور اسی اہتمام کی بناء پر خلاف معمول اس کی تصنیف میں حضرت کو کئی کئی مسودے بدلنے پڑے دوران تصنیف میں ایک روز احقر حاضر خدمت ہوا تو حیوٰۃ المسلمین کی ایک روح کا مسودہ دو ورق میں لکھا ہوا ہاتھ میں تھا۔ فرمایا کہ کسی تصنیف میں مجھے اتنا تعب نہیں ہوا جتنا اس کی تصنیف میں ہوتا ہے کیونکہ ہر جگہ علمی اشکالات کی رعایت کے ساتھ ان کو سہل وسلیس اور فہم عوام کے قابل بنانے کی فکر رہتی ہے۔ اسی لئے اس روح کا لکھا لکھایا ایک مسودہ چاک کر کے دوبارہ لکھا ہے۔

البتہ مقدمہ حیوٰۃ المسلمین چونکہ کوئی عملی حصہ نہ تھا اس میں اس سہولت وسلاست کا اہتمام نہیں کیا گیا وہ عالمانہ زبان اور علمی اصطلاحات پر مشتمل ہونے کے سبب دقیق و مشکل رہ گیا۔ لیکن چونکہ اس مقدمہ میں مسلمانوں کی تباہی کے اصلی اسباب اور ان ارواح کے مؤثر علاج ہونے کو قرآن و حدیث سے مدلل کر کے ثابت کیا گیا ہے۔ جو عمل کے لئے داعی اور محرک ہے اس لئے ضرورت معلوم ہوئی کہ اس کو بھی واضح اور سلیس و سہل کر کے لکھ دیا جائے تاکہ اس پر عمل کا شوق و رغبت پیدا ہو۔ اس کی تسہیل کی ایک صورت یہ تھی کہ حضرت کی تحریر پر حواشی لکھ کر مشکل الفاظ و مضامین کی توضیح کر دی جاتی۔ مگر آج کل کی سہولت پسند طبیعتیں اس سے بھی مشوش ہوتی ہیں۔

اِس لئے یہ صورت اختیار کی گئی کہ اول مضامینِ مقدمہ کو اپنی عبارت میں واضح کر کے لکھ دیا جائے پھر حضرت کی اصل تحریر کو بھی مع مختصر تسہیل بصورت حواشی کے لکھ کر پیش کیا جائے واللہ الموفق والمعین۔

مقدمہ حیوٰۃ المسلمین چند مضامین پر مشتمل ہے۔

اول یہ کہ حقیقی زندگی دنیا و آخرت میں صرف اللہ تعالیٰ کے فرماں برداروں کا حق اور حصہ ہے، خدا کے نافرمان اور باغی حقیقی حیات سے دونوں جگہ محروم ہیں۔ اس مضمون کو قرآن کی ننانوے آیتوں سے ثابت کیا گیا ہے،

دوم۔ خدا کے نافرمان اور باغیوں کو جو دنیا کی ظاہری اور چند روزہ حیات میں اسباب آسائش و آرائش دیئے جاتے ہیں؛ اس کا راز

سوم۔ دنیا و آخرت کی ہر فلاح اور حقیقی و دائمی راحت اور اطمینان و سکون صرف قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں منحصر ہے۔ اس کو چھوڑ کر دوسری تدبیروں میں لگنا مسلمانوں کے لئے بدبختی اور ناکامی ہے۔

چہارم۔ ابناءِ عصر (موجودہ اسلامی برادری) کو اس پر تنبیہ کہ وہ مصائب سے پریشان ہو کر مختلف تدبیروں کی طرف دوڑتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ جو تدبیر نافع محض ہے اور ہزاروں سال کے تجربہ و مشاہدہ سے اُس کا نفع یقینی ہے اُسی کی طرف نہیں آتے۔ یعنی تعلیمات قرآن اور ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

پنجم۔ قرآن و حدیث کے بتلائے ہوئے اعمال کو قومی فلاح اور دفع مصائب

میں دخل و تاثیر کی صورت۔

ان پانچوں مضامین کو شرح مقدمہ میں ترتیب وار کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

ا۔حقیقی زندگی صرف اللہ کے فرمانبرداروں کا حصّہ ہے

تمہاری قوم کی تو ہے بنا ہی دینِ ایماں پر
تمہاری زندگی موقوف ہے تعمیلِ قرآں پر
تمہاری فتحیابی منحصر ہے فضلِ یزداں پر
نہ قوت پر نہ کثرت پر نہ شوکت پر نہ ساماں پر (مجذوبؒ)

قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ آنے والی تعلیمات کو جابجا کہیں روح کے نام سے کہیں حیات کے اور کہیں نور کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ مثلاً آیات ذیل میں ارشاد ہے:۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِىْ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا۔ (الانعام آیت ۱۲۲)

جو شخص پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ بنا دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے لوگوں پر چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہو کہ وہ تاریکیوں میں ہے ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

اور اسی طرح ہم نے روح (یعنی وحی) بھیجی

رُوحًا مِّنْ اَمْرِنَا. (شوریٰ آیت ۵۲) ہے اپنے حکم سے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (انفال آیت ۲۴) اے ایمان والو تم اللہ و رسول کے حکم کو بجا لایا کرو جبکہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں۔

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ. (المجادلہ آیت ۲۲) ان لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کردیا اور ان کو اپنی روح (یعنی اپنے فیض) سے قوت دی۔

آیاتِ مذکورہ میں قرآنی تعلیمات کو حیات اور روح سے موسوم کیا گیا ہے جس سے مراد اُخروی اور دائمی زندگی ہونا تو ظاہر ہی ہے اور حضرت عروہ بن زبیر وغیرہ کے نزدیک حیوٰۃ دنیوی کو بھی شامل ہے۔ (روح المعانی۔ ابن کثیر)

اور مندرجہ ذیل آیات سے یہ بات بصراحت و وضاحت ثابت ہے کہ حقیقی زندگی اور راحت دنیا میں بھی صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرماں برداروں کا حصّہ ہے، نافرمان دنیا میں بھی حقیقی زندگی اور حقیقی راحت سے محروم ہیں۔

ارشاد ہے:-

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ جو کوئی نیک کام کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحبِ ایمان ہو تو ہم اس شخص کو دنیا میں بالطف زندگی دیں گے

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (النحل آیت ۹۷) اور آخرت ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کو بدلہ دیں گے۔

محققین ائمہ تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہم نے اس آیت میں حیات کی تفسیر حیات دنیوی ہی سے کی ہے اور فرمایا ہے کہ حیات طیبہ سے وہ زندگی مراد ہے جس میں سکون واطمینان حاصل ہو (روح المعانی) اور یہ زندگی صرف ان لوگوں کو حاصل ہو سکتی ہے جن کو قناعت کی دولت نصیب ہو اور جو کچھ حق تعالیٰ نے ان کی قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر راضی ہوں حرص و طمع سے آزاد ہوں اور ظاہر ہے کہ یہ حیات صرف اہل ایمان مطیعان حق کو ہی میسر ہو سکتی ہے۔ خدا کے نافرمان اور باغی کو یہ زندگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کی زندگی ہزار اسباب راحت اور ہر قسم کی نعمت و دولت کے موجود ہوتے ہوئے بھی تنگ اور بے لذت ہوتی ہے وہ اپنی حرص و طمع کی وجہ سے کسی حد پر مطمئن نہیں ہوتا ہر وقت دولت بڑھانے کی فکر میں سرگرداں رہتا ہے اور جب کوئی امر ذہنی منصوبے کے خلاف سامنے آتا ہے تو تقدیر الٰہی پر رضامند نہ ہونے کے سبب اتنا پریشان ہوجاتا ہے کہ بسا اوقات خودکشی کی نوبت آجاتی ہے جیسے آج کل کے سرمایہ داروں کے بہت سے وقائع اس پر شاہد ہیں۔ اسی مضمون کو آیت ذیل میں بصراحت بیان فرمایا گیا ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ

جو شخص میری نصیحت سے اعراض کریگا تو اس کے لئے (قیامت سے پہلے دنیا

يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى. اور قبر میں تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت

(سورۂ طٰہٰ آیت ۱۲۴) کے دن ہم اس کو اندھا کرکے (قبر سے)

اُٹھائیں گے۔

نصیحت سے اعراض کرنے والوں کے لئے جس تنگ زندگی کی وعید اس آیت میں ہے بعض ائمۂ تفسیر نے اس کی مراد برزخ اور قبر کی زندگی قرار دی ہے اور بعض نے یہی دنیا کی زندگی محققین ائمۂ تفسیر حضرت عطاء اور سعید بن جبیر وغیرہ سے یہی منقول ہے (روح المعانی)

اور صحیح یہ ہے کہ دونوں میں کوئی تعارض ومنافات نہیں اس کی زندگی دنیا میں بھی تنگ رہے گی اور قبر میں بھی (بیان القرآن)

نیز اہل جہنم کے متعلق ایک اور آیت میں مذکور ہے۔

ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى نہ اُس (دوزخ) میں مر ہی جاوے گا اور

(الاعلیٰ آیت ۱۳) نہ (آرام کی زندگی) جئے گا۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ جس حیات میں راحت اور حلاوت نہ ہو وہ زندگی اگرچہ صورت اور ظاہر کے اعتبار سے موت نہیں مگر معنی اور حقیقت کے اعتبار سے زندگی کہلانے کی بھی مستحق نہیں اور تجربہ شاہد ہے کہ خدا کے باغی اور نافرمان کو زندگی کی حلاوت کبھی میسر نہیں ہو سکتی اول تو وہ اپنی حرص وطمع کے سبب کسی حد پر قناعت نہیں کرتا ہمیشہ دولت بڑھانے کی فکر میں سرگرداں وپریشان رہتا ہے۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی بڑے سے بڑے انسان کی ہر تمنا اور ہر مقصد پورا نہیں ہوتا خدا تعالیٰ کے فرمانبردار اہل ایمان

کو تو ایسے وقت تقدیر الٰہی پر رضا اور خلاف مراد چیزیں پیش آنے پر آخرت کے ثواب سے تسلی ہو جاتی ہے اور نافرمان باغی ان دونوں سے محروم ہونے کے سبب پریشان ہی پریشان رہتا ہے۔ غرض مدعا حاصل ہوا تو اسکی فکر میں سرگرداں نہ ہوا تو اُس کے غم میں حیران و پریشان۔ دونوں حالتوں میں اُس کو سکونِ قلب اور اطمینان جو راحت و حیات کی روح ہے حاصل نہیں ہوتی ؎

اگر دنیا نہ باشد دردمندیم وگر باشد بمہرش پائے بندیم

ان تینوں آیات کے مجموعہ سے یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی کہ حقیقی زندگی جو آرام و اطمینان اور سکون و سرور کا نام ہے وہ دنیا میں بھی صرف حق تعالیٰ کے فرماں برداروں کا حق اور حصہ ہے کافر و فاجر اس سے دنیا میں بھی محروم ہے گو ظاہری دولت اور سامان راحت اس کے پاس کتنا ہی دکھائی دے مگر سامانِ راحت سے راحت حاصل ہونا ضروری نہیں۔ یہ مضمون قرآن کریم کی بہت سی آیات سے ثابت ہے جن میں سے سو آیتیں اس کے ثبوت کے لئے مقدمہ حیٰوۃ المسلمین کے حاشیہ میں حضرت سیدی حکیم الامت قدس سرہٗ نے جمع فرمائی ہیں۔ ان آیات کو معہ ترجمہ و مختصر فوائد کے یہاں لکھا جاتا ہے۔

۲۔ کفار کے لئے دولت کی فراوانی کا راز

یہاں کسی کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ دنیا میں تو خدا کے باغی اور نافرمانوں کو فرماں برداروں سے زائد دولت مند باعزت اور پھولتے پھلتے دیکھا

جاتا ہے پھر راحت و زندگانی کا فرماں برداروں کے ساتھ مخصوص ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟

مگر ادنیٰ غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کفار و فجار کو دولت اور سامانِ راحت چاہے کتنا ہی حاصل ہو حقیقی راحت اور حقیقی زندگی پھر بھی میسر نہیں۔

ہاں دورِ حاضر کی مادہ پرستی نے عام دماغوں کو کچھ ایسا مسحور کر دیا ہے کہ وہ سامانِ راحت ہی کو راحت سمجھ بیٹھے اور اس کی تحصیل میں اصلی اور حقیقی راحت کو قربان کر دیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ وسیع و رفیع عمارت نفیس اور عمدہ مکان۔ خوب صورت فرنیچر۔ کھانے پینے اور پہننے کے پرتکلف سامان اور کل اثاث البیت کی غرض اور مقصود اصلی یہ ہے کہ انسان سکون و سرور اور راحت و اطمینان کے ساتھ اس میں زندگی بسر کرے اور جب سکون و اطمینان میسر نہ ہو بلکہ کسی درد و غم یا فکر و تشویش میں مبتلا ہو تو یہ سارے سامان بیکار محض ہیں۔

لیکن بہت سے گم کردہ راہ مسافر جو راحت حاصل کرنے کے لئے سامانِ راحت جمع کرنے نکلے تھے، اس سامان ہی میں ایسے محو ہو گئے کہ اصلی راحت جو کچھ پہلے حاصل بھی تھی اُسے بھی کھو بیٹھے اور سامانِ راحت جمع کرنے میں حیران و سرگرداں رہنے ہی کو زندگی سمجھنے لگے ؎

منتشر رہنے میں پانے لگے آرام حواس
شوق مجموعۂ ہوش و خرد افزا نہ رہا

یہ بات کچھ زیادہ غور و فکر کی محتاج نہیں کہ راحت اور سامانِ راحت علیحدہ علیحدہ دو چیزیں ہیں نہ تو راحت سامان پر موقوف ہے کہ بغیر اس کے حاصل ہی نہ ہو سکے اور نہ سامان کے لوازم میں سے ہے کہ سامان راحت جمع ہو جائے تو راحت ضرور حاصل ہو جائے۔

سامان راحت اور چیز ہے اور راحت اور شئے۔ سامان تو بازار سے خریدا جاسکتا ہے مگر راحت نہ کسی بازار میں بکتی ہے نہ کسی قیمت پر خریدی جاسکتی ہے وہ خالص عطیۂ حق تعالے ہے

ہر شخص اپنے گرد و پیش میں سینکڑوں ایسے آدمی دیکھتا ہے جو افلاس اور بے سامانی کے باوجود تندرست مطمئن خوش خرم مسرور نظر آتے ہیں ؎

اُدھر ٹکڑے تھا دامن اور اِدھر پرزے گریباں تھا
مگر مانندِ گل میں اِن پھٹے حالوں بھی خنداں تھا

اور اس کے مقابلہ میں سیکڑوں ایسے انسان بھی دیکھتا ہی جن کا مکان بھی عالی شان وسیع و رفیع اسکا فرنیچر بھی بہترین ہے۔ اسمیں تمام آرائش و آسایش کے سامان بھی موجود ہیں۔ اسکے اہل وعیال اور خدام بھی حاضر و موجود ہیں مگر وہ بدنصیب کسی دَرد و بے چینی یا افکار و تشویش میں مبتلا ہے۔ اس سارے سامانِ راحت سے جو راحت اُسکو مل رہی ہے، کوئی اسکے دل سے پوچھے تو پتہ لگے کہ وہ اپنی اِس زندگی سے اُس خانہ مست مفلس کی زندگی کو بدرجہا بہتر اور راحت کی زندگی سمجھتا ہی جو خشک روٹی کھا کر اطمینان و سکون اور راحت و سُرور کے ساتھ ہوتا ہے۔

ذرا غور کریں تو یہ بات واضح ہوجائے گی کہ سامانِ راحت تو کسبی چیز ہے سعی و محنت پھر دولت واثر کے ذریعہ ہر وقت ہر جگہ حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن خود راحت کسبی اور اختیاری نہیں وہ محض وہبی چیز اور خالص عطیہ ہے حق سبحانہ وتعالیٰ کا جو کبھی بدون اس ساز وسامان کے بھی عطا کردی جاتی ہے اور کبھی سارے سامان جمع ہوتے بھی نہیں دی جاتی۔ راحت نہ کسی بازار میں بکتی ہے نہ کسی فیکٹری میں بنائی جاتی ہے نہ کسی بڑی سے بڑی قیمت پر خریدی جاسکتی ہے۔

ایک سرمایہ دار دولتمند آرام کی نیند لینے کے لئے مکان موسم کے مناسب عمدہ، وسیع اور صاف۔ چارپائی بہترین بستر اور گدّے تکیئے نفیس۔ ہوا اور روشنی طبیعت اور موسم کے مطابق اپنی دولت کے عوض جمع کرسکتا ہے۔ لیکن جو چیز ان سب اسباب و ذرائع سے مقصود اصلی ہے یعنی نیند وہ یقیناً پھر بھی اس کے اختیار میں نہیں بلکہ بلا واسطہ حق تعالیٰ کا عطیہ ہے جو اس سامان جمع کرنے والے کو عادت اکثریہ کے طور پر عطا کردی جاتی ہے اور جب مشیت خداوندی نہیں ہوتی تو یہ سب اسباب وسامان بیکار ثابت ہوتے ہیں۔ کوئی بے چینی لگا دی جاتی ہے کہ نیند اس کے پاس تک نہیں آتی۔

الغرض راحت جو قلب کے سکون واطمینان اور سُرور کا نام ہے، وہ کسبی و اختیاری نہیں بلکہ محض موہبت وعطیۂ حق تعالیٰ ہے جو کبھی بے سامانوں کو بھی دے دیا جاتا ہے اور کبھی ساز وسامان والوں

کو بھی نصیب نہیں ہوتا۔

مگر بہت سے بے وقوف انسان سامان راحت جمع کرنے اور اس کی حفاظت کرنے میں اتنے منہمک حیران و پریشان رہتے ہیں کہ اصلی راحت جو اس سامان سے مقصود تھی ان کے پاس تک نہیں آتی۔ یہ راحت کی حقیقت سے ناآشنا مسکین بھی بڑا قابلِ رحم ہے کہ اس پریشانی کو راحت سمجھنے لگے جو درحقیقت بخشندۂ راحت مالک حقیقی سے غفلت اور اس کے ارشادات سے اعراض کی نقد سزا ہے۔ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ[۱] قرآن کریم نے صاف صاف لفظوں میں بتلادیا کہ سامان دنیا کی فراہمی میں حیران و پریشان اور مشوش و سرگرداں رہنا ایک عذابِ نقد ہے جو آخرت کے عذاب سے پہلے غافل اور نافرمان انسان پر منجانب اللہ مسلط کیا جاتا ہے ارشاد ہے:

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ۔	ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں۔ اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزوں سے دنیوی زندگی میں بھی ان کو عذاب میں رکھے اور ان کی جان کفر ہی کی حالت میں نکل جائے

(توبہ، آیت ۵۵)

[۱] اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے کاش وہ سمجھ لیتے ۱۲منہ (القلم آیت ۳۳)

اِس آیت کا حاصل یہی ہے کہ اہل ایمان کفار کی حالت ظاہری دولت اور ساز و سامان سے تعجب میں نہ پڑیں کیونکہ وہ ان کے لئے کوئی خوش ہونے کی چیز نہیں۔ بلکہ اگر غور کریں تو دو وجہ سے نقد عذاب اوّل یہ کہ سامان و اسباب سے جو مقصود اصلی تھا یعنی راحت وسکون ان کو کبھی میسر نہیں، دوسرے اِن چیزوں میں لگ کر ان کی غفلت و نافرمانی اور بڑھتی جاتی ہے جو ان کی غیر فانی دائمی زندگی کو تباہ و برباد کرنے والی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان اگر عمل میں کوتاہی یا بے راہی اختیار کریں تو ان کو فوری تنبیہ کے لئے دنیا ہی میں ہر صلاح و فلاح اور ظاہری دولت و عزت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اور جس طرح نافرمانی کے باوجود دنیا کی دولت و عزت کا عطا ہونا کفار کے لئے نقد عذاب ہے اِسی طرح اہل ایمان مبتلائے معاصی کے لئے ان چیزوں سے محروم ہونا عنایتِ حق جل وعلا کی ایک لطیف صورت ہے تاکہ وہ اس فوری تنبیہ سے ہوشیار ہو کر نافرمانیوں سے باز آئیں۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (السجدۃ آیت ۲۱)	اور البتہ ہم اُن کو چکھا دیتے ہیں (دنیا میں) کچھ عذابِ قریب، بڑے عذابِ (آخرت) سے پہلے تاکہ وہ باز آجائیں

دنیوی ترقی اور فلاح کے لئے مسلم قوم کو دوسری اقوام پر قیاس کرنا غلطی ہے	یہاں یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ جس طرح افرادِ انسانی کے مزاج مختلف، ان کے

امراض کی کیفیات مختلف اور علاج ودوا کی صورتیں مختلف ہیں۔ ایک ہی مرض کے دو مریضوں میں سے ایک شخص کے لئے ایک دوا اکسیر کا کام دیتی ہے اور دوسرے کو بوجہ اختلاف مزاج اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات مضر ہوتی ہے۔

اِسی طرح اقوام عالم کے بھی مزاج مختلف ہیں، ان کے امراض اور طریق علاج مختلف ہیں، ان کے عروج ونزول اور ترقی وتنزل کے اسباب اور تدبیریں ایک دوسرے سے متغائر ہیں۔

غیر مسلم اقوام جس طریق عمل کو اختیار کرکے دنیا میں ظاہری ارتقاء اور فلاح وبہبود عزت و دولت حاصل کرلیتی ہیں، یہ ضرور نہیں کہ مسلمان بھی اُس طریق کو اختیار کرکے دنیوی زندگی کی صلاح وفلاح حاصل کرلیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ وہ طریق ان کے حق میں غیر مفید یا مضر ثابت ہو۔

ہندو اگر سُود خواری سے اور انگریز چالاکی ومکاری سے دنیا میں عزت و دولت کا کوئی حِصّہ جمع کرلیں تو لازم نہیں کہ مسلمان بھی ان کی نقل اُتار کر یہ چیزیں حاصل کرسکیں۔ کیونکہ دوست ودشمن کے ساتھ یکساں معاملہ نہیں کیا جاتا۔ دشمن کو ڈھیل دی جاتی ہے جس کو اصطلاح شرع میں استدراج کہتے ہیں اور دوست پر فوری تنبیہ کی جاتی ہے۔ قرآن مجید میں جا بجا اسکی تصریحات موجود ہیں کہ سرکشوں اور باغیوں کیلئے دنیا میں دولت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس میں وہ مست ومغرور ہوکر اور گمراہی میں پڑ جاتے ہیں۔ ایسے

لوگوں کے حق میں ارشاد ہے:

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ (الانعام۔ آیت ۴۴) ہم نے ان پر ہر شے کے دروازے کھول دیئے۔

یہ ظاہری دولت و فراغت حقیقت میں خدا کا قہر و غضب ہوتا ہے جس کو یہ احمق اپنی فلاح و بہبود سمجھتا ہے۔

اور اہل ایمان اگر کسی عملی خرابی اور گناہ میں مبتلا ہوں تو ان کو دنیا ہی میں یہ سزا دے دی جاتی ہے کہ وہ دولت و عزت سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ اِس لئے حلال و حرام اور جائز و ناجائز سے بالکل بے فکر ہو کر سود۔ رشوت۔ شراب۔ قمار۔ فواحش۔ لہو و لعب میں مبتلا رہ کر غیر مسلم اقوام تو دنیوی فلاح و ترقی سے محروم نہیں ہوتیں، مگر مسلمان ان کی نقالی کریں اور ان محرمات اور خلاف شرع چیزوں کا ارتکاب کرتے ہوئے دنیا میں صلاح و فلاح کی امید رکھیں تو یہ ان کا خیال خام اور خواب خوش ہے جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔

اسلام کے ساڑھے تیرہ سو سال کا تجربہ و مشاہدہ گواہ ہے کہ قوم مسلم نے جب کبھی تعلیمات نبویہ اور سنتِ رسولؐ کو اپنا اُسوہ بنایا اور اس پر عامل ہوئی تو آخرت کے درجات جو اصل مقاصد ہیں وہ تو ان کو حاصل ہوئے ہی ہیں دنیوی اور ظاہری دولت و عزت بھی اُن کے قدموں پر آگری اور کھلی آنکھوں اس وعدہ کا مشاہدہ کرنے لگے۔

يَأْتِيهِ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ اللہ سے ڈرنے والے کے پاس

دنیا ذلیل ہوکر آتی ہے۔

اور جس وقت بھی انھوں نے اس اسوۂ حسنہ سے منہ موڑا آخرت کے عذاب کے علاوہ دنیا کی ہر صلاح و فلاح دولت و عزت نے بھی اُن سے منہ موڑ لیا۔ ع

چوں ازو گشتی ہمہ چیز از تو گشت

۳۔ مسلمانوں کی ہر فلاح اتباعِ رسولؐ میں منحصر ہے

فلاح آخرت | مذکورۂ بالا تصریحات سے ثابت ہوگیا کہ آخرت کی صلاح و فلاح اور آرام وعیش کی زندگی تو مطلقاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے اتباع میں منحصر ہے۔ ان سے جاہل یا غافل رہ کر کوئی انسان کتنی ہی محنت وجاں فشانی اور زہد وریاضت اختیار کرے وہ راستہ کے غلط ہونے کے سبب بالکل بیکار بلکہ مضر ہوگی ؎

محال ست سعدی کہ راہ صفا

تواں یافت جز در پئے مصطفا

کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم مطلق سعی ومحنت اور عبادت وریاضت کی صورت رضائے حق اور آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ خاص وہ سعی اور محنت درکار ہے جس کی تعلیم خود حق سبحانہ وتعالیٰ نے بذریعۂ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی ہے۔ ارشاد ہے:۔

وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ آخرت کے لئے ایسی سعی کرے جو اُس کے مناسب ہے اور وہ مؤمن بھی ہو۔ (بنی اسرائیل آیت ۱۹)

عقلاً بھی یہ بات معمولی غور و فکر سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ کسی انسان کی پسند و ناپسند کا حال جب تک خود وہ بیان نہ کرے دوسرا شخص نہیں سمجھ سکتا کہ اس کو ترشی پسند ہے یا شیرینی مجلس پسند ہے یا خلوت و تنہائی حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ عالی کی پسند و ناپسند، رضا و عدم رضا کا ادراک انسان کو بدون اسی کے بیان کے کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اسی چیز کے بیان و تبلیغ کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے جاتے ہیں، اسی کا نام دین و مذہب ہے تو جو شخص عبادت و ریاضت میں کوئی محنت مشقت محض اپنی رائے سے یا کسی ایسے شخص یا ایسی کتاب کے اتباع سے کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں ہے۔ اس کی سعی و محنت رائیگاں اور باطل اور اس جاہل کے مشابہ ہے جو کسی شخص کی رضا حاصل کرنے کے لئے خدمت کرنا چاہے اور سخت گرمی کے وقت انگیٹھی سلگا کر اس کے پاس رکھ دے یا سخت سردی میں پنکھا جھلنے لگے تو خدمت میں سعی تو بلا شبہ اس نے بھی کی مگر وہ سب ضائع اور لغو اور مستحق عتاب و ناراضی ہے ؎

ہر کسے باظنِ خود شد یار من
وز درونِ من نہ جست اسرار من

رضا جوئی کے لئے کارگر خدمت اسی شخص کی ہو سکتی ہے جو پہلے اپنے

محبوب کی مزاج شناسی کی کوشش کرکے اس کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیزوں کو معلوم کرلے۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ کی پسند و ناپسند کا حال بجز وحی اور تعلیماتِ نبوت کے کسی طرح نہیں پہچانا جاسکتا۔ اس لئے رضائے حق سبحانہ و تعالیٰ اور فلاح آخرت کے لئے کوئی کوشش اور کوئی ریاضت و عبادت اور مجاہدہ و مشاہدہ بدون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور آپ کی تعلیمات کو مشعلِ راہ بنانے کے ممکن نہیں۔ فلاح دنیا دنیا کی چند روزہ اور ناقص زندگی میں بھی حقیقی راحت و سرور اور آرام و عیش تو صرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیمات کے اتباع ہی میں منحصر ہے۔

اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تبعین کے لئے جس طرح آخرت کی دائمی زندگی میں فلاح و صلاح اور ہر طرح کی راحت کا وعدہ ہے۔ اسی طرح دنیا میں بھی حقیقی راحت و سکون صرف انھیں کا حصہ ہے اور جنت میں جانے سے پہلے دنیا ہی میں ایک طرح کی جنت ان کو دے دی جاتی ہے کہ قناعت اور تقدیر الٰہی پر رضا کے سبب وہ کسی حال میں پریشان و مشوش نہیں ہوتے دنیا کے مصائب و آفات اور پریشانیوں کی صورتیں ان پر ضرور آتی ہیں اور بسا اوقات دوسروں سے زیادہ آتی ہیں۔ لیکن ان کے قلوب اس وقت بھی اپنی جگہ پر مطمئن اور مسرور ہوتے ہیں۔ زمانہ کے بڑے سے بڑے حوادث ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ وہ مرنے

میں بھی جیتے ہیں اور بگڑنے میں بھی بنتے ہیں ؎

نہ کچھ شوخی چلی بادِ صبا کی
بگڑنے میں بھی زلف اُس کی بنا کی

راحت و عیش جس کا تعلق قلب کے سکون و اطمینان سے ہے، بلاشبہ سارے عالم سے زیادہ انھیں حضرات کو حاصل ہے۔ یہی وہ نشہ ہے جس کے سرور سے وہ شاہانہ ساز و سامان کو ذرا نظر میں نہیں لاتے ؎

زانکہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب
من ملک نیم روز بدانگے نمے خرم

ان کی بے سرو سامانی کے باوجود ساز و سامان ان کی راحت کو نہیں پا سکتے ؎

خوش فرش بوریا و گدائی و خواب من
کیں عیش نیست درخور اورنگِ خسروی

ان کا رشتۂ نیاز ایک ایسی بارگاہ عالی سے جڑ جاتا ہے کہ وہ ان کو سارے عالم سے بے نیاز کردیتی ہے ؎

فقر میں بھی میں سراسر کبر و غرور و ناز ہوں
کس کا نیازمند ہوں سب سے جو بے نیاز ہوں

یہی وہ نقد جنت ہے جو اللہ والوں کو دنیا ہی میں مل جاتی ہے اس کو بعض ائمۂ تفسیر نے آیت ذیل کی تفسیر میں لیا ہے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ جو شخص ڈرے اللہ سے اسی کے لئے

(الرحمٰن آیت ۴۶) دُو جنتیں ہیں۔

یعنی ایک جنت آخرت میں اور ایک اِسی دنیا میں۔اور بعض روایات حدیث میں جو دنیا کو مؤمن کے لئے (سجن) یعنی قید خانہ فرمایا ہے یہ جنت اس کے منافی نہیں۔ظاہری اسباب و سامان اور صورت کے اعتبار سے دنیا ان کے لئے قید خانہ ہے۔لیکن باطنی راحت وسکون کے اعتبار سے یہ قید خانہ بھی ان کے لئے جنت ہی ہے۔

لَهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ۔ اُس کا ایک دروازہ ہے کہ اُس کے اندر تو رحمت ہی رحمت ہے اور باہر کی جانب عذاب ہے۔ (الحدید آیت ۱۳)

الغرض دنیا کی ظاہری زندگی میں بھی حقیقی راحت وسکون صرف انھیں حضرات کا حصہ ہے جو وحی الٰہی اور تعلیمات نبوی کے پیرو ہیں۔

البتہ اس دنیوی زندگی میں اتنا فرق ضرور ہے کہ تعلیمات نبویہ سے اعراض کرنے والے اگر بالکل کافر اور خدا کے باغی ہیں ان کو استدراج (ڈھیل) کے طور پر دنیاوی اور ظاہری سامانِ راحت۔عزت و دولت سے محروم نہیں کیا جاتا۔اور اگر وہ اہل ایمان ہیں تو فوری تنبیہ کے لئے اکثر ان کو اس زندگی میں عزت و دولت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

مسلمانوں کے لئے دنیا کی عزت و دولت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں منحصر ہے

اس سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے سوا دوسری قومیں خدا تعالیٰ کی مرضی و نامرضی اور حلال و حرام سے بے فکر ہوکر دنیوی ترقی کے لئے کوئی اسکیم بناویں تو دنیا کی ظاہری حیات میں اس کا کامیاب ہوجانا ممکن ہے۔ گو حقیقی راحت حاصل نہ ہو مگر ظاہری سامان راحت اور عزت و دولت ان کو اختراعی نظام نازی ازم اور کمیونزم اور سوشل ازم وغیرہ کے ذریعہ حاصل ہوجاوے تو بعید نہیں۔

غرض جن لوگوں نے متاعِ دنیا اور اس کے چندروزہ ظاہری ساز وسامان ہی کو اپنا محبوب حقیقی اور قبلۂ مقصود بنالیا ہے اور جن کی حالت قرآن نے یہ بیان کی ہے کہ:

اَلَّذِیْنَ رَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِھَا۔ — وہ لوگ جو صرف حیات دنیا پر راضی اور مطمئن ہوگئے۔

حقیقت شناس صاحب بصیرت تو ان کو یہی کہیں گے کہ ؎

آنانکہ بجز روئے تو جائے نگرانند
کوتہ نظرانند چہ کوتہ نظرانند

لیکن بہرحال ان کا یہ مقصود برلن اور امریکہ کی منڈیوں میں چین و جاپان کے بازاروں میں اسٹالن اور مارکس کی چوکھٹ پر جبہ سائی کرنے میں حاصل ہوجانا ممکن ہے۔

لیکن مسلمان جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ پر ایمان رکھنے والا

ہے۔ وہ ان بے دینوں کی نقل اتار کر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اس کے لئے دنیوی عزت و دولت کے حصول میں بھی بجز سبز گنبد میں آرام فرمانے والے تاجدار مدینہ سیدالانبیاء والمرسلین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے کہیں جائے پناہ نہیں۔ ہمارے خواجہ صاحب مرحوم نے خوب فرمایا ہے:

بنیں ہم نہ ہندی نہ روسی نہ نازی بنالیں بس اپنے کو سچا حجازی
ہمیں پھر بہرحال لے جائیں بازی مریں تو شہید اور ماریں تو غازی

تاریخ اسلام کا مُجرِیٰ اس پر شاہد ہے کہ مسلمان قوم نے جب کبھی اُسوۂ حسنہ نبویہ سے منھ موڑا تو دنیا کی عزت و دولت نے بھی اس سے منھ موڑ لیا۔ جس وقت وہ تعلیمات نبویہ کے حامل اور اُن پر پورے عامل تھے تو ان کے عروج و اقبال کا یہ عالم تھا کہ جنگل میں سر کے نیچے اینٹ رکھ کر سوجانے والے امیرالمومنین کے نام سے کسریٰ و قیصر کے محلات میں زلزلہ پڑجاتا تھا ؂

قباؤں میں پیوند پیٹوں پہ پتھر
قدم کے تلے تاجِ کسریٰ و قیصر

اور جب انھوں نے اس میں غفلت و کوتاہی شروع کی تو چار دانگ عالم میں ان کی پھیلی ہوئی سلطنت و حکومت خود بخود سمٹنا شروع ہوگئی نہ اندلس کے قصر حمراء و زہراء ان کو بچا سکے اور نہ مصر و قاہرہ کی قوتِ قاہرہ کام آسکی۔ پھر جب کبھی سنبھلے تو حکومت سنبھل گئی اور بہکے تو سلطنت و حکومت میں بھی زوال آگیا۔ غرض مسلمانوں کی دنیوی مصائب

وآفات اورعزت و دولت اور حکومت وغیرہ سے محرومی بھی ان کے برے اعمال کے نتائج اور تعلیمات قرآن وحدیث سے غفلت اوراعراض کے ثمرات ہیں۔ اگر ماضی کا تجربہ مستقبل کے لئے مشعلِ ہدایت اور درسِ عبرت ہوسکتا ہے تو مسلمانوں کے عہدماضی کا طویل وعریض زمانہ اور اس کی تاریخ کا ہرمرقع انکو ان کی ہرصلاح وفلاح کے لئے صرف ایک سبق دیتا ہے جو بالکل واضح اور جلی ہے۔ جس کو امام مدینہ حضرت مالک بن انسؓ کے الفاظ میں اس طرح بیان کیا جاتا ہے:۔

لَنْ یُّصْلِحَ اٰخِرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا مَا صَلَحَ بِهٖ اَوَّلُهَا

اُس اُمت کے آخری دور کی اصلاح کوئی چیز بجز اس طریق کار کے نہیں کرسکتی جس کے ذریعہ اُس امت کے دورِاول کی اِصلاح ہوئی تھی۔"

اور یہ ظاہر ہے کہ وہ طریق کار جس نے عرب کے بدوؤں کو تہذیبِ انسانی کا معلم وحشیوں کو سیاست مندوں کا مجدّد۔ گمراہوں کو دنیا کا رہبر بداخلاقوں کو خوش اخلاقی کا پیکر۔ مریضوں کو مسیحا بنادیا وہ کیا تھا۔ صرف قرآنی نظام اور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات وارشادات کا اتباع۔

۴۔ مسلمانوں سے التماس

آج کل مسلمان ہرطرف سے اعداء کے نرغہ اور طرح طرح کی

مصائب سے پریشان ہو کر قسم قسم کی تدبیریں اس بلا سے نکلنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ان تدبیروں میں بار بار کی ناکامی و نامرادی کے باوجود وہ نہیں آتے تو صرف اس تدبیر کی طرف نہیں آتے جو ان کی سب کامیابیوں کی کفیل اور تجربہ سے صحیح و یقینی ثابت ہو چکی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو صحیح اور مضبوط کرنا۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی تدبیروں پر عمل کرنا۔ ولنعم ماقیل ؎

نہ ہرگز اُن پہ غالب کسبِ مال و جاہ سے ہوگے
نہ جب تک حملہ آور اُن پہ دینی راہ سے ہوگے
نہ ہرگز کامراں سعیِ گہ و بے گاہ سے ہوگے
نہ جب تک مِل کے سب وابستہ حبل اللہ سے ہوگے

اس کا یہ مطلب نہیں کہ رفع مصائب کے لئے اپنی قوت اور دشمنوں سے حفاظت کی ظاہری تدبیریں بیکار و فضول ہیں کیونکہ تعلیمات قرآن و حدیث میں خود ان مادّی تدبیروں کا بھی اہتمام موجود ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان مادّی تدبیروں میں تو تمہارے دشمن تم سے کہیں زیادہ اور آگے ہیں اور جب تک تم سامان جمع کر کے ان کے درجہ تک پہونچو گے وہ اس سے بہت آگے پہونچ لیں گے۔ اس لئے صرف ان ظاہری تدابیر اور مادّی قوت کی فراہمی سے مسلمان کسی وقت بھی ان سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔

مسلمانوں کی وہ مخصوص قوت جس کا کسی دوسری قوم کے پاس

جواب نہیں۔ان کا وہ میگزین جس کے سامنے ساری دنیا کی طاقتیں سرنگوں ہیں اور جس نے ان کے قلت عدد اور قلت سامان کے باوجود تاریخ اسلام کے ہر دور میں ان کو دوسروں پر ہمیشہ فتح مند اور سربلند کیا۔ وہ صرف ان کا تعلق مع اللہ اور وہ روحانی رشتہ ہے جو ان کو ساری قوتوں کے خالق و مالک کے ساتھ حاصل ہے۔ جس کے لازمی نتیجہ میں امداد غیبی۔نصرت آلہی۔فرشتوں کی امداد دوسری قوموں پر رعب وغیرہ ہر قدم پر ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔

مگر یہ ظاہر ہے کہ یہ رشتہ و تعلق صرف اطاعت اور فرمانبرداری سے حاصل ہو سکتا ہے، نافرمانی کے ساتھ باقی نہیں رہتا۔

غزوۂ بدر میں جو فرشتوں کا لشکر مسلمانوں کی امداد کے لئے اُتر آیا تھا۔وہ میدانِ بدر کی مقامی و ہنگامی یا مجاہدین بدر کی شخصی خصوصیت نہیں تھی اور نہ اس زمانہ کی خصوصیت کو اس میں دخل تھا۔بلکہ حسب تصریح قرآنی اس کا مدار اطاعت خداوندی پر اور اس میں بھی خصوصًا صبر و تقویٰ کے دو جوہروں پر تھا جو اس میدان کے سپاہیوں کو حاصل تھے۔اسی مضمون کو قرآن حکیم نے اس آیت میں بالفاظ شرط ظاہر کیا ہے:

بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ	بیشک اگر تم صبر و تقویٰ اختیار کرو اور
مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ	کفار یکبارگی تم پر آپڑیں تو تمہارا پروردگار
رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ	پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری امداد

مُسَوِّمِیْنَ۔ (آل عمران آیت ۱۲۵) فرمائے گا۔

مسلمان اگر آج بھی حق تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق اطاعت اسی طرح مستحکم کرلیں اور صبر و تقویٰ کے اوصاف پیدا کرلیں تو اُس کے فرشتے آج بھی زندہ و موجود اور نصرت مسلمین کے لئے طیار ہیں۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اِسی مضمون کو قرآن کریم کی دوسری آیت میں بالفاظ ذیل ارشاد فرمایا ہے:۔

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا۔ (آل عمران آیت ۱۲۰) بے شک اگر تم صبر و تقویٰ اختیار کرو تو تمہیں دشمن کا کید کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

یہ مسئلہ کہ مسلمانوں کی فتح و نصرت کا سب سے بڑا سبب ان کا تعلق مع اللہ اور نصرت خداوندی ہے صرف نظری اور فکری نہیں بار بار کے پیہم تجربوں نے اس کو ایسا بدیہی کر دیا تھا کہ جو مسلمان کسی سبب سے عملی کوتاہیوں میں مبتلا بھی تھے وہ بھی علمی اور فکری درجہ میں اس پر یقین رکھتے تھے کہ ہماری فلاح و کامیابی صرف اطاعتِ خداوندی اور تعلیمات قرآن کے ساتھ وابستہ ہے۔ اسلامی فرماں رواؤں میں سب سے مجرم اور ظالم حجاج بن یوسف ثقفی مشہور ہے۔ اس کا ایک فرمان نمونہ کے لئے دیکھئے۔

ظالم امت حجاج بن یوسف کا ایک خط محمد بن قاسم گورنر سندھ کے نام

محمد بن قاسم فاتح سندھ نے جب دریائے سندھ کو عبور کرلیا اور راجہ داہر کی زبردست ہاتھیوں کی فوج سے مقابلہ ٹھن گیا۔ تو حجاج بن یوسف ثقفی (جو عراق کے وائسرائے کی حیثیت رکھتا تھا) کا خط محمد بن قاسم کے نام بمضمون ذیل پہونچا:

"پنج وقتہ نماز پڑھنے میں سستی نہ ہو، تکبیر و قراءت قیام و قعود اور رکوع و سجود میں خدا تعالیٰ کے روبرو تضرع و زاری کیا کرو، زبان پر ہر وقت ذکر الٰہی جاری رکھو، کسی شخص کو شوکت و قوت خدا تعالیٰ کی مہربانی کے بغیر میسّر نہیں ہوسکتی۔ اگر تم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھو گے تو یقیناً مظفر و منصور ہو گے۔"

(آئینہ حقیقت نما صفحہ ۱۰۵ مصنفہ مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)

پھر راجہ داہر کے مارے جانے کا حال محمد بن قاسم نے حجاج بن یوسف کو لکھا، تو قاصد حجاج کی طرف سے یہ خط لے کر آیا:۔

"تمہارا اہتمام و انتظام اور ہر ایک کام شرع کے موافق ہے مگر ہر خاص و عام کو امان دینے اور دوست و دشمن میں تمیز نہ کرنے سے ایسا نہ ہو کہ کام بگڑ جائے۔ جو لوگ بزرگ اور ذی وقعت ہوں ان کو ضرور امان دو۔ لیکن شریر اور بدمعاشوں کو دیکھ بھال کر آزاد کیا کرو۔ اپنے عہد

وپیمان کا ہمیشہ لحاظ رکھو، اور امن پسند رعایا کی استمالت کرو۔" (آئینۂ حقیقت نما)

یہ کسی حجرہ نشین مُلاّ کی تلقین یا کسی خانقاہ کی تعلیم نہیں، ایک رعب داب والے بااختیار امیر (وائسرائے) کا فرمان ہے۔ اور امیر بھی وہ کوئی خلفاء راشدین میں سے نہیں، صلحاء و متقین میں سے نہیں، سب سے زیادہ بدنام امیر ہے مگر خدا ترسی سے نہ سہی دنیا طلبی اور حکومت و سلطنت کی خواہش ہی کے سبب سہی اتنی بات پر وہ بھی کامل یقین رکھتا ہے اور اپنے ماتحت حکام کو اس کا فرمان بھیجتا ہے کہ یہ ہماری عبادات نماز۔ روزہ اور دیگر احکام قرآنیہ کی اطاعت ہی ہمارے فتح و ظفر کی روح ہے، اور ہماری ہر کامیابی دنیوی بھی اس میں مضمر ہے۔

قریب قریب اِسی مضمون کا ایک فرمان حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے عہد خلافت کے تمام مسلم حکام کے نام جاری فرمایا تھا جس کو امام مالکؒ نے مؤطا میں بالفاظ ذیل روایت کیا ہے۔

اِنَّ اَھَمَّ اَمْرِکُمْ عِنْدِی الصَّلٰوۃُ فَمَنْ ضَیَّعَھَا فَھُوَ لِمَا سِوَاھَا اَضْیَعُ	میرے نزدیک تمہارے سب کاموں میں سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے جس نے اس کو ضائع کردیا وہ دوسرے کام کو اور بھی زیادہ ضائع کرے گا۔

یہ حکم بھی کوئی درسگاہی اور خانقاہی تلقین نہیں جس کو کوئی روشن خیال یہ کہہ کر نظر انداز کردے کہ یہ سیاست سے ناآشنا خلوت نشینوں

کے خیالات ہیں۔ بلکہ امت اسلامیہ کے سب سے بڑے موجدِ سیاست امیرالمومنین کا فرمان ہے جو طلباء اور عوام کو نہیں بلکہ حکام و امراء کو بھیجا جاتا ہے کہ وہ خود اس پر عامل ہوں اور دوسروں سے عمل کرائیں۔ فاتح مصر عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کو مصر جیسے عظیم الشان شہر کا محاصرہ کئے ہوئے صرف ایک مہینہ گذرا تھا کہ فاروق اعظمؓ کو اتنی تاخیر بھی اسلامی فتوحات کے دستور پر ناگوار ہوئی اور تاخیر فتح کے مرض کی تشخیص اور اس کے علاج کی تجویز یہ فرمائی:

"کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے دل میں مصر و قاہرہ کے اموال عظیمہ کی طمع آگئی اور اخلاص عمل میں کمی آگئی یہی سبب تاخیر فتح کا ہو رہا ہے۔ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد اپنے ان خیالات سے توبہ اور نصرت الٰہی کے لئے دعا کر کے یکبارگی حملہ کرو۔" (ترجمہ بمقوفہ)

عمرو بن عاصؓ نے حکم کی تعمیل کی تو اسی روز میدان ہاتھ میں اور مصر کا تخت زیر قدم تھا۔

یہ واقعات ہیں جن سے تاریخ اسلام کے صفحات لبریز ہیں کہاں تک نقل کیا جائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آج کے مسلمان اپنی کامیابی و فلاح کی دوا کبھی جرمن اور سٹالن کے کارخانوں میں اور کبھی برطانیہ و امریکہ کے ایوانوں میں تلاش کرتے ہیں لیکن جو اکسیر اعظم ان کے گھر میں موجود اور جس کا استعمال سہل اور ان کے مزاج ملی کے بالکل موافق اور بار بار

کے تجربہ سے اس کا اثر یقینی ہے اُسی کی طرف توجہ نہیں کی جاتی ؎

یک سبد پرناں ترا بر فرقِ سر

تو ہمی جوئی لبِ ناں در بدر

الغرض اب تو بار بار کے تجربوں نے ثابت کر دیا کہ نئی روشن خیالی کے ناخنِ تدبیر اس گتھی کو سلجھانے میں ناکام اور مغربی سیاست کا راستہ مسلمان قوم کے لئے یقیناً ناموافق ثابت ہوا

اب تو یقین ہو جانا چاہیئے کہ ان کی فلاح غیروں کی نقالی اور انھیں کی اصطلاح پر "آگے بڑھنے" میں نہیں، بلکہ اب سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کی طرف لوٹ جانے اور صرف اس سیاست کو اختیار کرنے میں ہے جو قرآنی بنیادوں اور اسلامی اخلاق و معاملات اور صبر و تقویٰ پر قائم ہو جس میں صدیق و فاروق کی سیاست کا رنگ ہو۔ جس کی بلندی و برتری کو آج بھی دنیا کا ہر دانشمند ماننے کے لئے مجبور ہے۔

ابھی پچھلے دنوں خود مسٹر گاندھی نے اِس کا اقرار و اعلان کیا کہ صرف صدیق و فاروق ہی کی سیاست قابلِ تقلید سیاست ہے۔

خدا کرے کہ مسلمان جب اس پر توجہ دیں اور مسلمانوں کی قومی فلاح کے لئے ظاہری تدابیر کے ساتھ اِس روحِ تدابیر یعنی تعلق مع اللہ کو مضبوط کرنے میں پوری سعی کرنے لگیں تو فلاح و کامیابی ان کے ساتھ ہو۔ و ما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

۵-اعمال شرعیہ کو قومی صلاح و فلاح میں دخل و تاثیر

قرآن و حدیث کی تصریحات اور تاریخی تجربہ و مشاہدہ سے مذکورہ بالا تحریر میں یہ امر واضح ہو چکا ہے کہ مسلمان قوم کا ایک خاص مزاج ہے۔ کہ اس کی دنیوی ترقی و بہبود بھی اطاعتِ خداوندی اور اتباعِ احکامِ شرعیہ میں منحصر ہے۔ اس کو چھوڑ کر وہ کتنا ہی سامان جمع کرلیں اور کتنی ہی تدبیریں کام میں لائیں ان کی کامیابی ناممکن ہے۔

لیکن عقلی طور پر یہ سوال ہوسکتا ہے کہ اعمال شرعیہ بالخصوص عبادات نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ کو قومی فلاح و ترقی میں کیا دخل ہے اور اِن چیزوں سے کسی قوم کا گرنا یا ابھرنا کیسے ممکن ہے؟

سو ظاہری معالجات اور ادویہ کی ایک مثال سے اس کو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔ اطباء کی تصریحات کے موافق دواؤں کی دو قسمیں ہیں، ایک مؤثر بالکیفیۃ دوسرے مؤثر بالخاصہ۔ دوسری قسم کی وہ دوائیں ہیں جو تجربہ سے کسی مرض کے ازالہ میں مؤثر و مفید ثابت ہوئی ہوں، لیکن یہ کسی کو معلوم نہیں ہوسکا کہ ان کی تاثیر کا سبب کیا ہے؟

مثلاً دانۂ فرنگ (جواہرات میں سے ایک قسم کا پتھر ہے) کا منھ میں یا ہاتھ وغیرہ میں رکھنا دردِ گردہ کے لئے مسکن و مفید ہے۔ عود صلیب بچوں کے گلے میں لٹکانا ام الصبیان کے لئے مفید ہے۔ یہ کسی کو

معلوم نہیں کہ ان چیزوں اور ان امراض میں باہمی تعلق کیا ہے اور کیوں یہ دوائیں ان امراض کے ازالہ میں مؤثر ہیں۔ اسی طرح اور بہت سی دوائیں ہیں جن کو خاص کیفیت حرارت برودت کے سبب نہیں بلکہ محض بالخاصہ مؤثر مانا گیا اور تجربہ کیا گیا ہے۔

اور مؤثر بالکیفیۃ کے یہ معنے ہیں کہ ایک دوا اپنی کیفیت اپنے مزاج کے اعتبار سے گرم خشک ہے تو وہ طبعی طور پر ایسے امراض کے ازالہ میں مؤثر ہوگی جو سردی اور رطوبت سے پیدا ہوئے ہیں، یا کسی دوا کا مزاج سرد اور خشک ہے تو وہ اُن امراض کے لئے مفید ہوگی جو اس کی ضد یعنی گرمی اور رطوبت سے پیدا ہوں۔ ان کی تاثیر بالکیفیۃ کہلاتی ہے۔

پھر مؤثر بالکیفیۃ کی دو قسمیں ہیں ایک مؤثر بلا واسطہ دوسرے مؤثر بواسطہ۔ اول کی مثال جیسے ایک مرض خالص سردی سے پیدا ہو تو اس کا علاج ایسی دوا سے کیا جائے جو خالص گرم ہے اور دوسری صورت یعنی مؤثر بواسطہ کی مثال یہ ہے کہ کسی خاص خلط (مادہ) کے سبب سے گرمی خشکی پیدا ہوئی، دوا سے اس مادہ کا ازالہ کیا گیا اس کے ازالہ سے گرمی خشکی کا بھی ازالہ ہوگیا تو یہ دوا گرمی خشکی کے ازالہ میں بواسطہ مؤثر ہوئی۔

ٹھیک اِسی طرح احکام شرعیہ کو ایک مطب روحانی سمجھئے پھر اس میں صلاح و فلاح انسانی کے لئے بالخاصہ مؤثر یا مفید ہونا

تو تمام احکام شرعیہ کے لئے نصوص سے ثابت ہے اور حکماء امت اور اطباء ملت کو اپنے ذوقِ نورانی اور ادراک وجدانی سے مکشوف ہوا ہے کہ تمام احکام شرعیہ کو مسلمانوں کی دینی اور دنیوی صلاح و فلاح اور ہر ترقی میں دخل خاص اور تاثیر عجیب ہے گو وجہ اور کیفیت تاثیر معلوم نہ ہو۔

اور بہت سے اعمال وہ بھی ہیں جو انسانی صلاح و فلاح کیلئے مفید بالکیفیت ہیں۔ یعنی ان کی تاثیر کی کیفیت اور سبب ذرا غور سے معلوم ہو سکتا ہے۔

پھر ان میں سے بعض بلا واسطہ مؤثر قریب ہیں اور بعض بواسطہ یا بوسائط مؤثر ہیں۔

مثلاً احکام شرعیہ میں سے صدق القول۔ امانت داری۔ عہد اور وعدہ کی پابندی۔ خوش خلقی۔ شیریں کلامی۔ انسانی ہمدردی وغیرہ وہ اعمال ہیں جو انسان کو ہر دلعزیز اور محبوب بنانے میں بلا واسطہ مؤثر ہیں۔ پھر اس کے واسطہ سے معاشی ترقیات میں اور اُس کے واسطہ سے مجموعۂ قوم کی خوشحالی میں مؤثر ہیں۔

اِسی طرح بقدر وسعت و قدرت اپنی حفاظت اور مدافعت کا سامان جمع کرنا دشمنوں کے شر سے محفوظ و مامون رہنے میں بلا واسطہ مؤثر ہے، اور اس کے واسطہ سے قومی وقار اور رفاہیت میں مؤثر ہے۔ اسی طرح معاصی (بُرے اعمال) کوئی بواسطہ اور کوئی بلا واسطہ اور

کوئی بالخاصہ مسلمانوں کے لئے دنیا میں مصائب و آفات اور عزت و دولت سے محرومی کے اسباب ہیں جو بارہا کے تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہیں۔

اِس مضمون کو حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ نے اپنے ایک مستقل رسالہ جزاء الاعمال میں بھی مفصل بیان فرمایا ہے۔

ملت اسلامیہ کی پوری فلاح و ترقی تو پورے احکام الٰہیہ کی مکمل پابندی پر موقوف ہے۔ لیکن اس وقت کچھ تو مسلمانوں کی عالمگیر غفلت اور کچھ فضا کی نامساعدت کے سبب دفعتہً پورے احکام کی مکمل پابندی کسی قدر دشوار ہونے کے سبب سیدی حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ نے "حیٰوۃ المسلمین" میں اعمال کی قسم دوم جو مؤثر بالکیفیت ہیں پھر ان کی بھی قسم دوم یعنی مؤثر بالواسطہ میں سے ایسے مخصوص اعمال کا انتخاب فرمایا ہے جن کی علمی تحصیل اور عملی تعمیل بہت آسان ہے اور جن کو اختیار کر لینے سے مسلمانوں کے موجودہ مصائب کا ازالہ اور بقیہ اعمال کی اصلاح کی توقع قریب ہو جاتی ہے۔

ضرورت ہے کہ مسلمان ان (ارواح و اعمال) کی خود پابندی کریں اور اپنے احباب و اعزا اور عام مسلمانوں میں ان کی اشاعت اور ان پر عمل کی ترغیب میں پورے اہتمام سے کوشش کریں۔

مسلمانوں کے اکثر افراد بھی اگر ان اعمال میں سے اکثر کے

پابند ہو گئے، تو وہ دن دور نہیں کہ مسلمان گرداب مصائب سے نکل کر عافیت وعزت اور راحت وطمانینت کی زندگی حاصل کریں واللہ الموفق والمعین۔

ناکارۂ خلائق

بندہ محمد شفیع دیوبندی عفا اللہ عنہ وعافاہ

۲۶ رجمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ

حیوۃ المسلمین

(مقدمہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ انزل فی کتابہ اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہٗ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منہا والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الذی شرفہ بخطابہ "وکذالك اوحینا الیك روحا من امرنا" ودعا امتہ الیٰ جزیل ثوابہ فی قولہ "یاایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم" وقادھم الیٰ رفیع جنابہ فی قولہ "اولئك کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ"

لہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسکو زندہ بنادیا اور ہم نے اسکو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اسکو لئے ہوئے لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جس کی حالت یہ ہو کہ وہ تاریکیوں میں ہے ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا ۱۲ (الانعام آیت ۱۲۲)

لہ اور اسی طرح ہم نے آپ کے پاس روح (یعنی وحی) بھیجی ہے اپنے حکم سے ۱۲ (شوریٰ آیت ۵۲-۱)

لہ اے ایمان والو تم اللہ و رسول کے حکم کو بجالایا کرو جبکہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں ۱۲ (انفال آیت ۲۴)

لہ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کردیا ہے اور ان کو اپنی روح (یعنی اپنے فیض) سے قوت دی ہے ۱۲ (المجادلہ آیت ۲۲)

وبعد فقد قال تعالیٰ "منؔ عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مومن فلنحیینّہ حیٰوۃ طیّبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون" وقال تعالیٰ "ومنؔ اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیٰمۃ اعمیٰ"۔ ان آیات کے ساتھ ایک اور آیت جو اہل جہنم کے حق میں ہے یعنی ثمؔ لا یموت فیھا ولا یحییٰ اگر بطور مقدمہ کے ملائی جاوے (جس کا حاصل یہ ہے کہ جس حیٰوۃ میں راحت وحلاوت نہ ہو وہ گوؔ صورۃً غیر موت ہو مگر معنیً غیر حیٰوۃ بھی ہے تو اس انضمام کے بعد مثل نصوؔص کثیرہ شہیرہ کے خطبہؔ کی

زندگی ۱۲ لذت ۱۲ ملانا ۱۲ مانند ۱۲ آیتیں ۱۲ بہت ۱۲ مشہور ۱۲

عہ ولنسرد بعضا منھا یدل علی العاجل من الاختصاص الذی حقیقتہ اثبات حکم شئ ونفیہ عن غیرہ ومجموع ھٰذہ الآیات یفید مجموع الامرین وقید بالعاجل لانہ ھو الخفی کما سیاتی فی آخر الحواشی للتمھید فمنھا قولہ تعالیٰ

(نوٹ) یہاں مصنفؒ نے مسئلہ زیر بحث کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کی سو جگہ سے آیات کا حوالہ دیا ہے۔ تاج کمپنی نے ان آیات قرآنی کو مکمل طبع کیا ہے۔ بلاحظہ ہو صفحہ ۵۹ تا صفحہ ۱۰۲

لہ جو کوئی نیک کام کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو (دنیا میں) بالطف زندگی دینگے اور (آخرت میں) انکے اچھے کاموں کے عوض میں انکو بدلہ دینگے ۱۲ (النحل آیت ۹۷)

۲ہ جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کریگا تو اسکے لئے (قیامت سے پہلے دنیا اور قبر میں) تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا کر کے (قبر سے) اُٹھا دیں گے ۱۲ (طٰہٰ آیت ۱۲۴)

۳ہ پھر نہ اُس (دوزخ) میں مر ہی جاویگا اور نہ آرام کی زندگی جئے گا ۱۲ (الاعلیٰ آیت ۱۳)

۴ہ یعنی بے لطف زندگی کو ظاہر میں موت نہیں ہے مگر حقیقت میں زندگی بھی نہیں ہے ۱۲

۵ہ یعنی اول کی چار آیتوں میں سے جو کہ لفظ وبعد سے پہلے ہیں یہ ثابت ہو کہ اصل زندگی (یعنی باطنی اور آخرت میں رہنے والی) فقط انہی لوگوں کو حاصل ہے جو خدا کے تابعدار ہیں اور نافرمان درحقیقت مردہ ہیں ۱۲

آیات میں حیوٰۃ باطنی و اُخروی کا اور مابعد الخطبہ کی آیاتؑ میں علی تفسیر المحققینؑ حیوٰۃ ظاہری و دنیوی کا بھی اختصاص صرف مطیعان حق کے ساتھ نہایت واضح اور مصرح ہے، مگر باوجود اس قدر وضاحت وصراحت (ظاہر ہونے ۱۲) کے ہمارے اسلامی بھائی اس مسئلہ سے اس قدر غافل ہیں کہ گویا اس مسئلہ کے دلائل (دلیلوں ۱۲) کو کبھی نہ ان کی آنکھوں نے دیکھا نہ ان کے کانوں نے سنا اور نہ ان کے قلب پر ان کا گذر ہوا اور حیوٰۃ کی ان دونوں قسموں میں سے بھی حیوٰۃ اُخرویؑ کا اختصاص مذکور ان کے

لہ خطبہ کے بعد کی آیتوں سے مراد آیت ۵ و ۶ ہیں جو کہ لفظ "وبعد" کے بعد ہیں ۱۲

۲ محققین کے نزدیک حیوٰۃ طیبہ اور معیشۃ ضنک سے مراد دنیوی زندگی ہے یعنی دنیا کی اصل زندگی (یعنی چین و راحت بھی صرف انہی لوگوں کو حاصل ہے جو خدا کے مطیع و فرماں بردار ہیں اور نافرمان لوگوں کو جس طرح باطنی حیات نصیب نہیں اسی طرح وہ درحقیقت ظاہری حیات کی لذت سے بھی محروم ہیں اور گو بعض علماء نے حیوٰۃ طیبہ سے مراد آخرت کی زندگی اور معیشت ضنک سے برزخ کی زندگی مراد لی ہے مگر بہت سے بہت اس اختلاف کا حاصل یہ ہوگا کہ ان دو آیتوں سے یہ مدعا ثابت نہ ہو لیکن دوسری آیتوں میں اصل مقصود صاف صاف موجود ہے۔ جیسا کہ ضمیمہ سے معلوم ہو جاویگا۔ اس اختلاف سے اصل مقصود میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا ۱۲

۳ قولہ حیات اُخروی الیٰ قولہ بعید ہے یعنی آخرت کا صرف اللہ کے فرمانبرداروں کیلئے خاص ہونے کو تو لوگ کسی قدر سمجھتے بھی ہیں مگر یہ کہ دنیوی زندگی بھی بدون اسکے راحت سے میسر نہیں ہوتی اسکی طرف کسیکو خیال بھی نہیں ہوتا ۱۲

اذہان (ذہنوں ۱۲) سے اتنا بعید (دور ۱۲) نہیں جتنا حیوٰۃ دنیوی کا اختصاص بعید ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں پر عالم (تمام دنیا ۱۲) میں عموماً (عام طور پر ۱۲) اور کشور ہند (ملک ہندوستان ۱۲) میں خصوصاً مصیبتوں پر مصیبتیں اور بلاؤں پر بلائیں نازل ہوتی چلی جاتی ہیں مگر (ہاں مگر ۱۲) نہ اُن کے ذہن کو مطلق (ذرہ برابر ۱۲) اس طرف التفات (توجہ ۱۲) ہوتا ہے نہ ان کی زبان پر اس کا نام آتا ہے نہ ان کے قلم سے یہ مضمون نکلتا ہے۔ اگر کسی کو علاج و تدبیر کی طرف توجہ ہوتی بھی ہے تو وہ نسخے استعمال کئے جاتے ہیں جن کی نسبت بے تکلف یہ کہنا یقیناً صحیح ہے کہ ؎

گفت[۱] ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند | آں عمارت نیست ویراں کردہ اند
بے[۲] خبر بودند از حالِ دروں | استعیذ اللہ مما یفترون

---

[۱] یہ اشعار مولانا رومی نے ایک قصہ میں فرمائے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ جب طبیبوں کے علاج سے کنیزک کو نفع نہ ہوا تو بادشاہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ایک اہل باطن کو بھیجا اُس نے نبض دیکھ کر یہ کہا کہ طبیبوں نے مرض نہیں پہچانا اس لئے علاج مرض کے خلاف ہونے سے مزاج میں بجائے درستی کے نادرستی بڑھ گئی ۱۲

[۲] مطلب یہ کہ جن طبیبوں نے علاج کیا ہے ان کو اندرونی حالت کا پتہ نہیں لگا مصرع عربی کے یہ معنیٰ ہیں کہ پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی اس بات سے جس کو وہ طبیب لوگ اپنی طرف سے گھڑتے ہیں، گھڑنا یہی ہے کہ مرض تھا کچھ بتادیا کچھ ۱۲

رنجش[۱] از صفرا واز سودا نبود بوئے ہر ہیزم پدید آید زدود

اور اس بے اصول[بے قاعدہ ۱۲] علاج کا لازمی[ضروری ۱۲] نتیجہ[اثر ۱۲] یہ ہوگا کہ ؎

ہرچہ[۲] کردند از علاج واز دوا رنج افزوں گشت وحاجت ناروا

از ہلیلہ[۳] قبض شد اطلاق رفت آب آتش را مدد شد، ہمچو نفت

سستی[۴] دل شد فزون وخواب کم سوزش چشم ودل پُر درد وغم

مگر باوجود اس ناکامی پر ناکامی کے ان عطائی[اناڑی ۱۲] اطباء کی حالت اس خطائی طبیب کی سی ہے جس نے کسی کو بے موقع مسہل[جلاب ۱۲] دیا تھا اور برابر زیادتِ اسہال[زیادہ دست ۱۲] کی خبر اس کو پہنچ رہی تھی، مگر وہ ہر اطلاع کے جواب میں یہی کہتا تھا کہ مادہ فاسد ہے نکلنے دو حتیٰ کہ وہ مر بھی گیا۔ مگر یہ اس کا مرنا سن کر بھی اپنی اسی رائے کو صحیح سمجھا کئے اور یہ فرمایا کہ

۱؎ بیماری اس کی کسی خلط صفراوی سوداوی کے سبب نہیں بلکہ عشق کی بیماری ہے اور جس طرح دھویں سے لکڑی کی بُو آتی ہے اور اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ فلاں لکڑی ہے اسی طرح علامتوں سے اس کا پتہ چلتا ہے ۱۲

۲؎ جتنا علاج اور دوا کی کچھ نفع نہیں ہوا بلکہ اور بیماری بڑھتی گئی ۱۲

۳؎ ہلیلہ سے دست آیا کرتے ہیں مگر اس سے قبض ہوگیا، پانی سے آگ بجھ جاتی ہے مگر یہاں پر پانی سے آگ اور بھڑک اُٹھی جیسے نفت ایک روغن ہے آگ پر چھڑک دینے سے آگ بھڑک اٹھتی ہے، خلاصہ یہ کہ ہر دوا نے الٹا اثر کیا اس واسطے کہ علاج بے قاعدہ تھا ۱۲

۴؎ دل کی سستی اور آنکھ کی سوزش زیادہ ہوگئی اور نیند اڑ گئی اور دل درد وغم سے پُر ہوگیا ۱۲

اللہ رے مادے جس کے نکلنے سے مرگیا نہ نکلتا تو نہ معلوم کیا ہو جاتا۔

اِس جہل عملی کی وجہ صرف یہی جہل علمی ہے کہ ان مصائب (مصیبتوں ۱۲) کے منشاء کی تعیین میں ان کو نصوص الٰہیہ (۱) و نبویہ کی پوری تصدیق نہیں، اے صاحب جب اللہ و رسول پر ایمان ہے جس کے معنیٰ ہیں ہر امر و ہر خبر میں ان کی تصدیق کرنا اور ان کو سچا سمجھنا پھر یہ کیسی تصدیق ہے کہ کسی میں تصدیق کسی میں عدم تصدیق افتؤمنون (۲) ببعض الکتاب وتکفرون ببعض اس لئے سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ اس تجاہل (نادانی ۱۲) یا تغافل (غفلت ۱۲) پر از سرِ نو (۳) تنبیہ کی جاوے تاکہ مرض کے سبب (علم ۱۲) کا تعین

---

۱ یعنی حدیث و قرآن کی ۱۲

۲ یعنی کیا تم بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو یعنی بعض احکام مانتے ہو اور بعض نہیں مانتے ۱۲

۳ وانما قال "از سرِ نو" لان الشریعۃ طالما نبھت علیہ ثم بترجمۃ الشریعۃ نبہ علیہ العلماء ومنھا رسالۃ جزاء الاعمال التی کتبتھا قبل ذلک بقلیل فمن ثم سُمّی ھذا التنبیہ جدیدا وحرکنی علی ذالک ما لحقنی من القلق الشدید علی سوء حال المسلمین منذ ایام بحیث ازعجنی واضنانی فاخذ اللطف الالٰھی بیدی والقی فی روعی اثناء صلوٰۃ الفجر لعشرین من جمادی الاوّل سنہ ۱۳۴۶ھ مدخلیۃ بعض الاعمال بخصوصھا فی کشف بعض الغمۃ التی لا طاقۃ لھم بھا یرفع بعض منھا للجھل وبعض منھا للافلاس وبعض منھا للتشویش وھذہ ھی اُمھات جمیع البلایا والرزایا وان اکتب شیئا من ذٰلک وابلغہ المسلمین من دون التعرض لوجہ المدخلیۃ المذکورۃ

پھر علاج صحیح کا تیقن ہو اور اس تعین وتیقن کے بعد اسباب کے ازالہ اور علاج کی تحصیل کا اہتمام کریں اور براہین عقلیہ ونقلیہ ونیز مشاہدہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) لان المقصود النافع للعامۃ ھی المسائل لا الدلائل ورجائی کونہ نافعا وللادواء النازلۃ دافعا فاراح ذٰلک جاشی وازاح منہ الغواشی فشرعت فیہ راجیا من اللّٰہ فیہ النفع. وھو ولی کل وضع ورفع ۱۲ منہ

اس حاشیہ کا ترجمہ یہ ہے کہ متن میں جو تنبیہ کے ساتھ از سرِ نو کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ درحقیقت یہ کوئی نئی تنبیہ نہیں ہے، کیونکہ مدت دراز ہوئی کہ شریعت مقدسہ نے متنبہ کیا تھا پھر ہمیشہ علماء کرام اس کو بیان فرماتے رہے ہیں اور قسم قسم کی کتابیں تصنیف فرمائیں چنانچہ ان میں سے ایک جزاء الاعمال ہے جس کو کچھ عرصہ ہوا مولانا مدظلہم نے تالیف فرمایا تھا اور اس جدید تنبیہ کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ حضرت مولانا صاحب نے یہ بیان فرمائی ہے کہ مجھے اس جدید کے لکھنے کی طرف اس وجہ سے توجہ ہوئی کہ چند دنوں سے مسلمانوں کی بدحالی سے مجھے سخت قلق ہوا جس نے مجھے بے قرار اور لاغر کردیا۔ پس لطف الٰہی نے میرا ہاتھ پکڑا اور ۲ رجمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ھ کو نماز فجر میں میرے دل میں اللہ نے ڈالا کہ بعض اعمال کو بعض مصیبتوں کے جن کے برداشت کی لوگوں کو طاقت نہیں ہے، دُور کرنے میں خاص دخل ہے۔ ان میں سے بعض اعمال سے تو جہل رفع ہوتا ہے اور بعض سے افلاس اور بعض سے تشویش وپریشانی، اور یہی تینوں یعنی جہل وافلاس وتشویش ہی تمام بلاؤں اور مصیبتوں کی جڑ ہیں پس ان تینوں کی اصلاح سے اور تمام باتوں کی بھی اصلاح ہوجائے گی اور یہ بات بھی منجانب اللہ اسی وقت دل میں آئی کہ ان اعمال میں سے کچھ لکھوں اور مسلمانوں کو پہنچاؤں اور دخل کی وجہ لکھنے کی

وتجربہ سے محقق وثابت ہوچکا ہے کہ دوّرِ[۱] حاضر میں ان اسباب ومعالجات کی تعلیم وتفہیم منحصر[۲] ہوگئی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں پس بلاخوف منازع (مقابل ۱۲) حضورؐ کی شان عالی میں یہ دعویٰ بالکل سچا دعویٰ ہے ؎

ذاتؐ[۳] پاک کاملے پرمایۂ — آفتابے درمیان سایۂ
حاذقش[۴] گو کو حکیم حاذق ست — صادقش داں کو امین و صادق ست
درعلاجش[۵] سحر مطلق را ببیں — درمزاجش قدرتِ حق را ببیں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ضرورت نہیں کیونکہ عام لوگوں کے لئے نافع اور مقصود مسائل ہیں نہ کہ ان کی دلیلیں اور خدا نے مجھے اُمید دلائی کہ اس سے یہ بلاٹل جاوے گی۔ اور لوگوں کو نفع ہوگا پس خدا سے نفع کی اُمید کرکے میں نے اس کو شروع کر دیا اور وہی بلند کرنے اور پست کردینے والا ہے ۱۲ منہ

۱؎ دورِ حاضر سے مراد حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قیامت تک کا زمانہ ۱۲

۲؎ یعنی فقط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہی اس کا علاج ہیں ۱۲

۳؎ آپ کی ذات پاک ہے آپ کامل ہیں صاحب کمالات آفتاب ہیں درمیان سایہ کے یعنی جیسے سایہ کے درمیان آفتاب ہوتا ہے ایسے ہی آپ ہمارے لئے آفتاب ہیں ۱۲

۴؎ ماہر آپ کو سمجھو کیونکہ آپ طبیب ماہر ہیں، سچا آپ کو یقین کرو کیونکہ آپ سچے اور امین ہیں ۱۲

۵؎ آپ کے علاج میں سحر مطلق کو دیکھو گے یعنی بہت جلد اثر کرنے والا کہ کبھی مخالف ہوتا ہی نہیں آپ کے مزاج میں قدرت حق کو دیکھو گے ۱۲

جو شخص آپ کی صحت تشخیص کا اعتقاد کر کے آپ کی تجویز پر عمل کرے گا وہ بے ساختہ کہنے لگے گا ؎

مطلعِ نورِ حق و دفعِ حرج ؎۱ | معنیٔ الصبر مفتاح الفرج
اے لقائے تو جواب ہر سوال ؎۲ | مشکل از تو حل شود بے قیل و قال
ترجمان ہر چہ ما را در دل ست ؎۳ | دستگیر ہر کہ پائیش در گل ست
مرحبا یا مجتبیٰ یا مرتضیٰ ؎۴ | ان تغب جاء القضا ضاق الفضا
انت مولی القوم من لا یشتہی ؎۵ | قد ردی کلا لئن لم ینتہ

؎۱ نورِ حق کے آپ مطلع ہیں یعنی نورِ حق آپ میں روشن ہے اور آپ حرج و تنگی کے دفع اور دور کرنے کے سبب ہیں آپ الصبر مفتاح الفرج کے معنی ہیں جیسے صبر میں یہ خاصیت ہے کہ اس سے وہ بلا آسان ہو جاتی ہے اسی طرح آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے سے آسانی و راحت نصیب ہوتی ہے ۱۲

؎۲ مطلب یہ کہ آپ ایسے بابرکت ہیں کہ آپ کے دیدار ہی سے ہر سوال حل ہو جاتا ہے اور ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے ۱۲

؎۳ جو بات ہمارے دل میں ہے، آپ اس کے بیان کرنے والے ہیں اور جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو آپ اس کے دستگیر ہیں ۱۲

؎۴ آپ کو مرحبا ہے اے برگزیدہ و پسندیدہ، اگر آپ غائب یعنی دُور ہوں تو موت آجائے اور فضا یعنی دنیا تنگ (و تاریک) ہو جائے ۱۲

؎۵ معنی یہ ہیں کہ آپ مددگار و خیرخواہ ہیں لوگوں کے جو آپ کی طرف رغبت نہیں کرتا وہ ہلاک ہو جائیگا جیسا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ابوجہل مخالفت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے باز نہ آویگا تو ہم اس کے بال پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹیں گے ۱۲

اور اگر یہ شخص آپ کی کسی تجویز کی لِم بھی نہ سمجھے گا تب بھی جیسا کہ لوازم اعتقاد سے ہے یہ کہے گا ؎

آنکہ[1] از حق یابد او وحی و خطاب | ہرچہ فرماید بود عین صواب
آنکہ[2] جاں بخشد اگر بکشد رواست | نائب ست او دست او دستِ خداست
ہمچو[3] اسمٰعیل پیشش سر بنہ | شاد و خنداں پیش تیغش جاں بدہ
تا[4] بماند جانت خنداں تا ابد | ہمچو جانِ پاک احمد با احد

---

[1] جس ذات کو حق تعالیٰ کی جانب سے وحی و خطاب ہوتا ہے وہ جو کچھ فرما وے بالکل ٹھیک ہوگا کیونکہ وہ درحقیقت اللہ کا حکم وارشاد ہے ان کی اس میں یہ شان ہوگی

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود | گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یعنی آپ کا ارشاد اللہ کا ارشاد ہے اگرچہ زبان سے عبداللہ کے صادر ہوا ہے ۱۲

[2] جو کہ جان دینے والا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ) وہ اگر مار ڈالے تو جائز ہے (جب اللہ تعالےٰ کے لئے یہ فعل جائز ہے اور فعل جائز کو کبھی خود کیا کرتے ہیں کبھی نائب سے کراتے ہیں پس آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نائب ہیں خدا کے آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے ۱۲

[3] اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح آپ کے سامنے سر رکھ دو خوشی خوشی آپ کی تلوار کے سامنے سر جھکا دو جان دینے سے مراد راحت وہوائے نفسانی کا ترک کرنا ہے مطلب یہ کہ جو ریاضت ومجاہدہ اصلاح ظاہر و باطن کے متعلق تم کو تعلیم کریں اسکو خوشی سے قبول کرو اور اس پر عمل کرو تاکہ ابدالآباد نجات وقرب الٰہی سے خوش رہو جس طرح احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام الٰہی پر رضا وتسلیم سے عمل فرمایا اور قرب خاص سے مسرور ہیں ۱۲

[4] تاکہ تیری جان ہمیشہ خنداں رہے، جیسے حضرت احمدؐ کی جانِ پاک، احد یعنی اللہ کے ساتھ ہمیشہ راضی وخنداں ہے ۱۲

عاشقاں[1] جامِ فرح آنگہ کشند کہ بدستِ خویش خوباں شاں کشند
آں[2] کسے راکش چنیں شاہے کشد سوئے تخت وبہتریں جاہے کشد[3]

اور آپ نے نہایت شفقت وغایت رحمت سے اپنا پورا مطب بے دریغ عام خلائق کے روبرو پیش فرمایا آگے استعمال کرنے والوں یا استعمال نہ کرنے والوں کی سعادت وشقاوت جس نے جب کبھی بھی استعمال کیا صلاح وفلاح اس کے پیش پیش رہی اور[4] جس نے اس میں اہمال کیا اگر اس کو کچھ حصّہ عقیدت ومحبت کا حاصل ہے۔ اس

[1] اور عشاق تو اس وقت خوش ہوتے ہیں کہ ان کے معشوق اپنے ہاتھ سے اُنکو قتل کر ڈالیں ۱۲
[2] جس شخص کو کہ ایسا بادشاہ مار ڈالے (در حقیقت وہ مارتا نہیں ہے بلکہ) تخت اور بہترین مرتبہ (یعنی بہشت کی طرف کھینچ رہا ہے)
[3] الابیات العشرون المذکورة فی الخطبة من المثنوی المعنوی بتغیر یسیر فی بعضھا ۱۲ منہ
ف یہ بیس شعر مثنوی شریف کے ہیں صرف بعض میں مناسبت مقام سے کچھ الفاظ کا تغیر کر دیا گیا ہے ۱۲
[4] یعنی مسلمان ہو کر جو لوگ احکام خداوندی پر عمل نہیں کرتے ان کو بطور تنبیہ دنیا سے محرومی نصیب ہوتی ہے تاکہ وہ اس تنبیہ سے اپنی حالت کی اصلاح کرلیں اور جو مسلمان نہیں ہیں ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا جاتا ہے کہ ظاہراً دنیاوی ترقی ان کو خوب دے دی جاتی ہے اور ظاہراً اس لئے کہا کہ حقیقةً حقیقی وروحانی چین اس میں ان کو نصیب نہیں ہوتا کیونکہ وہ فقط خدا کی اطاعت ہی میں ہے اور ان کی اندرونی حالت سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے کہ خالص چین وآرام کو اپنے اندر نہیں پاتے اور آخرت میں اُنکے لئے کچھ نہ ہونا یہ تو ظاہر ہی ہے اس معاملہ کو استدراج کہتے ہیں، اور اسی ظاہری ترقی اور آخرت وحقیقی محرومی کا بیان ذیل کی آیتوں میں ہے ۱۲

عقیدت و محبت کی برکت سے اس پر عنایت اس طرح متوجہ ہوتی ہے کہ صلاح و فلاح سے اس کو حرمان عاجل نصیب کیا جاتا ہے تاکہ اس فوری تنبیہ سے وہ اپنی اصلاح کر سکے اور جو عقیدت و محبت سے خالی ہیں، اس خلو کی شامت سے ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا جاتا ہے کہ بطور استدراج کے ان کو صورۃً و عاجلاً کامیابی عطا کر دی جاتی ہے اور حقیقۃً و آجلاً حرمان ہی ان کے نصیب حال ہوتا ہے چنانچہ حرمان آجل تو ظاہر ہی ہے اور حرمان حقیقی کا شاہد ان کی اندرونی حالت ہے کہ خالص راحت و حلاوت کو وہ خود اپنے اندر مفقود پاتے ہیں اسی فلاح عاجل وصوری و حرمان آجل و حقیقی کا ذکر ان آیات میں ہے، قولہ تعالیٰ ایحسبون[۵۱] انما نمدھم بہ من مال وبنین نسارع لھم فی الخیرات بل لا یشعرون و قولہ تعالیٰ فلا[۵۲] تعجبک اموالھم و لا اولادھم انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوٰۃ الدنیا وتزھق انفسھم وھم کافرون جب عیاناً و برہاناً صلاح و فلاح کا انحصار

---

۵۱ یعنی کیا یہ لوگ گمان کر رہے ہیں کہ ہم انکو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی فائدے پہنچا رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اسکی وجہ) نہیں جانتے ۱۲ (المؤمنون آیت ۵۵ و ۵۶)

۵۲ ان کے اموال و اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں، اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزوں سے دنیوی زندگی میں (بھی) ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان کفر ہی کی حالت میں نکل جائے ۱۲ (توبہ آیت ۵۵)

مطب نبوی ہی کے نسخوں میں ثابت ہو چکا تو برادران اسلامی پر جن
کو مرض کی خبر اور اس کے سبب اور نسخے سے بے خبری ہے واجب
ولازم ہوا کہ اب اس علمی تغافل و تجاہل یا عملی تکاسل و تثاقل کو ہمیشہ
کے لئے خیرباد کہیں اور ان حکمی و حتمی نسخوں کا استعمال کریں اور عاجلاً
وآجلاً وصورۃً وحقیقۃً صلاح و فلاح کا متزایداً ومتصاعداً مشاہدہ کریں
یہ تنبیہ کلی ہے جلب منافع و دفع مضار کے طریق صحیح پر اور تنبیہ جزئی و
مبسوط تمام شریعت مطہرہ ہے لیکن تنبیہ کلی و اجمالی تو اس لئے کافی
نہیں کہ عمل بدون تفصیل متعذر ہے اور تنبیہ جزئی و تفصیلی پر مختصر وقت
میں مطلع ہونا متعسر ہے اس لئے ضرورت اس کی ہے کہ اسلامی بھائیوں
کی حالت حاضرہ غیر متحملۃ التاخیر فی المعالجہ کے اعتبار سے جو اجزاء اس

ل۵ جس کے علاج میں دیر کرنیکی گنجائش نہیں۔

ع۵ قید بھا لان الآخرۃ لا یرتاب احد ممن یعتقد الاسلام فی تسبب الاعمال لجزاءھا وایضا اصلاح ھذہ الاعمال یتحمل فیہ التاخیر الی آخر الآجال بخلاف الحالۃ الحاضرۃ فلاجل ھٰذین الفرقین مست الحاجۃ الی تخصیص الحاضرۃ بالتعیین والتبیین ۱۲ منہ (ترجمہ) حالت حاضرہ غیر متحملۃ التاخیر کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کہ جتنے مسلمان ہیں ان میں کسی کو شک نہیں ہے کہ آخرت میں اعمال کا بدلہ ملے گا پس اور اعمال کو بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں اور دوسرے ان اعمال میں موت تک اصلاح کی گنجائش ہے بخلاف اس حالت کے کہ اس میں تاخیر کی گنجائش نہیں ہے لہٰذا اس کی اصلاح کی طرف خاص طور پر توجہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ۱۲

تفصیل میں ایک بناء خاص پر مستحق تقدیم فی التعلیم ہیں سر دست ان کی تعیین و تبیین بقدر ضرورت کردی جاوے اور وہ بناء خاص یہ ہے کہ جس طرح ادویہ حسیہ میں بعض ادویہ ازالۂ امراض میں مؤثر بالخاصیت[1] ہیں اور بعض مؤثر بالکیفیت[2] پھر ان میں بعض مؤثر بلا واسطہ ہیں مثلاً اس طرح کہ مرض حرارت ساذج (خالص ۱۲) سے تھا کسی جزو بارد سے اس کا

---

[1] بعض دواؤں میں خدا نے ایسی تاثیر رکھ دی ہے کہ ان کے استعمال سے وہ امراض جاتے رہتے ہیں جن کی وہ دوائیں ہیں اس تاثیر کو خاصیت کہتے ہیں اور ایسی دوائیں مؤثر بالخاصیت کہلاتی ہیں جیسے کہربا کا دل پر لٹکانا کہ اسکی تاثیر نہیں تجربہ سے معلوم ہے کہ یہ اختلاج قلب میں نافع ہوتا ہے باقی کوئی خاص بات جس کو اسکے نافع ہونے کا سبب بتایا جائے معلوم نہیں اور جن دواؤں میں علاوہ خاصیت کے کوئی سبب معین معلوم ہے مثلاً مرض اگر گرمی سے ہو تو سرد دوا سے علاج کیا جاتا ہے تو یہاں عقل سے اسکا پتہ چلتا ہے کہ اس دوا کی سردی نے اس مرض کی گرمی کو دور کر دیا کیونکہ ایک ضد سے دوسری ضد رخصت ہو جاتی ہے ایسی دوائیں مؤثر بالکیفیت کہلاتی ہیں ۱۲

[2] یعنی جو دوائیں مؤثر بالکیفیت ہیں ان میں سے بعض تو براہ راست مفید ہیں مثلاً اگر کسی شخص کو گرمی سادہ ہو جسمیں کسی خلط کا میل نہ ہو تو اس وقت ٹھنڈی دوا دینا براہ راست اسکی گرمی کو دور کریگی اور بعض مرتبہ کسی درمیانی واسطہ سے نفع ہوتا ہے مثلاً حرارت کسی خلط کے باعث تھی اب اسکو ایسی دوا دی جائے جس سے یہ خلط کم ہو جائے یا اسکی اصلاح ہو جاوے تو اس صورت میں گرمی کو براہ راست دور کرنے کی دوا نہیں دیگئی بلکہ اس خلط کی اصلاح یا کمی کی وجہ سے وہ حرارت خود بخود دور ہو گئی تو یہ دوا بواسطہ مزیل حرارت ہے ۱۲

علاج کیا گیا۔ اور بعض مؤثر بواسطہ مثلاً اس طرح کہ وہ حرارت کسی خلط سے تھی اس کا علاج ایسے جزو سے کیا گیا جو بالذات اس خلط کی مقلل[1] یا معدّل[2] ہے اور بواسطہ اس تقلیل یا تعدیل کے مزیل حرارت اسی طرح حکماء امت و اطباء ملت کو کہ مبصران آثار و ماہران اسرار ہیں اپنے ذوق نورانی و ادراک وجدانی سے مکشوف ہوا ہے کہ اعمال مؤثر بالخاصہ بھی ہیں اور یہ حکم تمام شرائع کو عام ہے اور ان میں سے بعض مؤثر بالکیفیۃ بھی ہیں، پھر ان میں بعض مؤثر قریب ہیں اور بعض مؤثر بالواسطہ یا بالوسائط اس وقت میں نے تعجیل حصول منفعت و تسہیل قبول دعوت کی مصلحت سے یہ تجویز کیا ہے کہ احکام میں سے قسم دوم کی بھی قسم دوم کے بعض ان اجزاء کی فہرست کو جو علماً و عملاً ہر طرح سہل ہیں اپنے بھائیوں کے روبرو پیش کروں اور زیادت تسہیل کے لئے تدریجاً ایک ایک دو دو جزو پیش کروں چند مدت میں وہ سب خود جمع بھی ہو جاویں گے اور وہ اجزاء اس قسم کے ہوں گے۔ اسلام۔ علم دین۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ قرآن خوش اخلاقی۔ خوش معاملگی۔ کسب حلال۔ ترک اسراف۔ حکایاتِ اولیاء۔ دعاء وامثالہا اور اجزاء کی خاصیت پر (کہ وہی موضوع ہے اس عجالہ کا جو کہ شروع تمہید میں مذکور ہے) نظر کر کے اس فہرست کا نام حیوٰۃ المسلمین قرار دیتا ہوں اور ان اجزاء کو ارواح سے

---

[1] کم کرنے والی ۱۲ [2] معتدل کرنے والی ۱۲

ملقب کرتا ہوں جو اساس حیوٰۃ ہے اور ان ارواح[1] کا تعدد ہر مسلم کے لئے تعدد آثار کے اعتبار سے ایسا ہے جیسا ہر حی کے لئے ارواح طیبہ حیوانی و نفسانی طبعی کا تعدد۔

واللہ[2] ولی الھدایۃ۔ وبیدہ الرعایۃ والحمایۃ۔

کتبہ

اشرف علی

لغرۃ جمادی الاُخریٰ ۱۳۴۶ھ

---

[1] یعنی جیسے ہر جاندار کے لئے طبی روحیں کئی ہیں حیوانی و نفسانی وطبعی اور ہر ایک روح کا اثر اس جاندار میں علیحدہ ہے، روح حیوانی کا اور اثر ہے اور نفسانی وطبعی کا جدا اثر اسی طرح ہر مسلمان کے لئے ان سب روحوں کا جدا جدا اثر ہے ۱۲

[2] اور اللہ ہدایت کا مالک ہے، اور اس کے قبضہ میں نگہبانی اور حفاظت ہے ۱۲

ضمیمۂ دیباچہ حیوۃ المسلمین

بعد حمد و صلوٰۃ ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ حیوۃ المسلمین بظاہر ایک چھوٹا سا رسالہ ہے لیکن ادنیٰ غور سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اِس پر دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی مثل پُوری طرح صادق آتی ہے اور اس کا دیباچہ تو ایک ایسا بے بہا خزینہ ہے کہ اس کی تعریف کے واسطے الفاظ مِلنا دُشوار ہے یہ پوری کتاب حِرزِجان بنانے کے قابل ہے اور خصوصًا دیباچہ تو ہر وقت پیشِ نظر رکھنا لازم ہے۔ اور چونکہ یہ کتاب باوجود نہایت آسان ہونے کے اپنے ایک ایک لفظ میں بہت بہت خوبیوں کو لیئے ہوئے ہے۔ اِس کی تالیف میں حضرت مؤلف سلّمہٗ کو اپنا بہت کچھ قیمتی وقت صرف کرنا پڑا ہے اور بڑی بڑی رعایتیں اِس میں رکھی گئی ہیں۔ اور یہ مولانا مدظلہم العالی ہی کی خداداد قابلیت کا کام ہے کہ اِس قدر مشکل اور پیچیدہ باتوں کو ایسی آسان عبارت میں ادا فرما دیا کہ ہر شخص اس کو پوری طرح سمجھ سکے۔ اِس واسطے ضرورت تو اس کی ہے کہ تمام کتاب کی مفصل شرح لکھی جائے (خدا کرے یہ آرزو بھی جلد بر آئے) لیکن دیباچہ کی

عبارت بھی کسی قدر مشکل تھی اِس واسطے سرِدست دیباچہ کا حاشیہ لکھا گیا ہے۔ اور دیباچہ کے حاشیہ پر تائید کے لئے ننّانوے آیتیں حضرتِ والا نے تحریر فرمائی تھیں اُن کے ترجمہ وغیرہ کی حاشیہ میں گنجائش نہ تھی اور اُن کا ترجمہ تھا ضروری۔ کیونکہ مقصودِ رسالہ گو نہایت درجہ یقینی ہے مگر اِس زمانہ میں اُس سے از حد غفلت بڑھ گئی ہے بلکہ غفلت سے آگے انکار ہونے لگا ہے اِس واسطے تاکید اور تائید کی سخت ضرورت ہے۔ بناءً علیہ اِن آیات کے ترجمہ کو بطور تتمّہ دیباچہ کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔ فقط والسّلام

آیاتِ قرآنی مع ترجمہ[1]

نوٹ :۔ یہاں مصنفؒ نے مسئلۂ زیرِ بحث کو ثابت کرنے کے لئے قرآن شریف کی سو جگہ سے آیات کا حوالہ دیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نیک بندوں کے واسطے چین اور راحت ہے اور بدوں کے واسطے تکلیف اور ہلاکت وغیرہ کی وعید نکلتی ہے۔ اِن کے علاوہ اور بہت سی آیتیں ہیں جن سے یہ مدعا ثابت ہوتا ہے پس مسلمانوں پر لازم ہے کہ فلاحِ دارین کو اِتباعِ دین ہی میں منحصر جانیں

---

(۱) فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (البقرہ ۵۴)

سو تم اب اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو جاؤ پھر بعض آدمی بعض آدمیوں کو قتل کرو۔ (یہ حکم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو ہوا تھا جب انھوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا تھا)

(۲) فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۔ (البقرہ ۵۹)

سو بدل ڈالا اِن ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس (کے کہنے) کی اِن سے فرمائش کی گئی تھی اس پر ہم نے نازل کی اِن ظالموں پر ایک آفتِ سماوی اِس وجہ سے کہ وہ عدول حکمی کرتے تھے۔

(۳) وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۚ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ

---

[1] یہ ترجمہ آیاتِ قرآنی تفسیر بیان القرآن سے منقول ہے۔

بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾ (البقرہ)

اور جم گئی ان پر ذلت اور پستی (کہ دوسروں کی نگاہ میں قدر اور خود ان میں اولوالعزمی نہ رہی) اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے (اور) یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکامِ الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو (کہ وہ قتل خود ان کے نزدیک بھی) ناحق (ہوتا تھا) اور (نیز) یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرۂ (اطاعت) سے نکل نکل جاتے تھے۔

(۴) فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ (بقرہ آیت ۸۵)

سو اور کیا سزا ہونا چاہیئے ایسے شخص کی جو تم لوگوں میں سے ایسی حرکت کرے بجز (اس کے کہ) رسوائی ہو دنیوی زندگانی میں اور روزِ قیامت کو بڑے سخت عذاب میں ڈال دیئے جاویں۔

(۵) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ڛ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١١٤﴾ (البقرہ)

اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر (اور عبادت) کئے جانے سے بندش کرے اور ان کے ویران ہونے (کے بارہ) میں کوشش کرے ان لوگوں کو تو کبھی بے ہیبت (اور بیباک) ہو کر ان میں قدم بھی نہ

رکھنا چاہیئے تھا (بلکہ) جب جاتے ہیبت و ادب سے جاتے) اِن لوگوں کو دنیا میں بھی رُسوائی (نصیب) ہوگی اور (اُن کو) آخرت میں سزائے عظیم ہوگی۔

(۶) وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ (البقرہ)

اور بعضے آدمی (جو کہ مومن ہیں) ایسے ہیں جو (دعامیں یوں) کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو عذابِ دوزخ سے بچائیے۔ ایسے لوگوں کو (دونوں جہان میں) بڑا حصہ ملے گا بدولت ان کے اُس عمل (یعنی طلبِ دارین) کے، اور اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب لینے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد اُن لوگوں کے بارہ میں جنھوں نے عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ کفر کیا تھا اور جو عیسٰی علیہ السلام پر ایمان لائے تھے :-

(۷) وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ (آلِ عمران)

اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں اُن کو غالب رکھنے والا ہوں اُن لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روزِ قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی سو میں (اس وقت) تمہارے درمیان (عملی) فیصلہ کردوں گا اُن امور میں جن میں تم باہم

اختلاف کرتے تھے۔ تفصیل (فیصلہ کی) یہ ہے کہ جو لوگ (اِن اختلاف کرنے والوں میں) کافر تھے سو اُن کو سخت عذاب دوں گا (دونوں جہان میں) دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور ان لوگوں کا کوئی حامی (طرفدار) نہ ہوگا۔"

(۸) وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۳۹﴾ (آل عمران)

اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور (آخر کو) غالب تم ہی رہو گے، اگر تم پورے مومن رہے۔

(۹) فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۗ
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۴۸﴾ (آل عمران)

اِن کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا کا بھی بدلہ دیا اور آخرت کا بھی عمدہ بدلہ دیا اور اللہ کو ایسے نیکو کاروں سے محبت ہے۔

(۱۰) سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا
بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۖ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ
مَثْوَى الظَّالِمِينَ ﴿۱۵۱﴾ (آلِ عمران)

ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں ہول (وہیبت) کافروں کے دلوں میں بسبب اس کے کہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو ٹھیرا دیا جس پر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی اور اُن کی جگہ جہنم ہے، اور وہ بُری جگہ ہے بے انصافوں کی۔

(۱۱) إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا
اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ ﴿۱۵۵﴾ (آل عمران)

یقیناً تم میں جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں (مسلمانوں اور کفار کی) باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان نے

لغزش دے دی اُن کے بعض اعمال کے سبب۔

(۱۲) فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ (آل عمران)

پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ (اس واقعہ میں) رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔

(۱۳) وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۚ (النساء، آیت ۱۰۰)

اور جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا تو اُس کو روئے زمین پر جانے کی بہت جگہ ملے گی اور (اظہار دین کی) بہت گنجایش۔

(۱۴) فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ (النساء، آیت ۱۶۰ و ۱۶۱)

سو یہود کے انہی بڑے بڑے جرائم کے سبب ہم نے بہت سی پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں اِن پر حرام کر دیں اور بسبب اس کے کہ وہ بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع بن جاتے تھے۔ اور بسبب اِس کے کہ وہ سُود لیا کرتے تھے حالانکہ ان کو (توریت میں) اِس سے ممانعت کی گئی تھی اور بسبب اس کے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ سے کھا جاتے تھے۔

(۱۵) ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۳۳﴾ (المائدۃ)

ڈاکوؤں کے بارہ میں یہ (سزا تو) اُن کے لئے دُنیا میں سخت رُسوائی اور اُن کو آخرت میں (جو) عذاب عظیم ہوگا (سو الگ)

(۱۶) وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ﴿۵۶﴾ (المائدۃ)

اور جو شخص (اِس طرح) اللہ سے دوستی رکھے گا اور اس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بے شک غالب ہے۔

(۱۷) قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذٰلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۚ مَنْ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ۚ أُولٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿۶۰﴾ (المائدہ)

آپ کہئے کہ کیا میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو اس سے خدا کے یہاں پاداش مِلنے میں زیادہ بُرا ہو، وہ ان اشخاص کا طریقہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دُور کر دیا ہو اور اُن پر غضب فرمایا ہو اور ان کو بندر اور سور بنا دیا ہو اور انھوں نے شیطان کی پرستش کی ہو (اب دیکھ لو کہ کونسا طریقہ بُرا ہے) ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی بہت بُرے ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دُور ہیں۔

(۱۸) وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿۶۴﴾ (المائدہ)

اور ہم نے ان میں باہم قیامت تک عداوت و بغض ڈال دیا جب کبھی (مسلمانوں کے ساتھ) لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں حق تعالیٰ اس کو فرو کر دیتے ہیں اور ملک میں (خفیہ) فساد کرتے پھرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے۔

(۱۹) وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۚ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ (المائدۃ)

اور اگر یہ لوگ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پروردگار کی طرف سے (اب) ان کے پاس بھیجی گئی (یعنی قرآن) اس کی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اُوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے اُن میں ایک جماعت راہِ راست پر چلنے والی (بھی) ہے اور زیادہ ان میں ایسے ہی ہیں کہ اُن کے کردار بہت بُرے ہیں۔

(۲۰) اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۶﴾ (الانعام)

کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کو ہم نے دنیا میں ایسی قوت (جسمانی اور مالی) دی تھی کہ تم کو وہ فوقیت نہیں دی اور ہم نے اُن پر خوب بارشیں برسائیں اور ہم نے اُن کے (کھیت اور باغوں کے) نیچے سے نہریں جاری کیں پھر ہم نے اُن کو اُن کے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور ان کے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کر دیا۔

نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے بارہ میں ہے:۔

(۲۱) فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ﴿۶۴﴾ (الاعراف)

تو ہم نے نوح کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں تھے اُن کو بچالیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلادیا تھا اُن کو ہم نے غرق کردیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے ہورہے تھے

ہود علیہ السلام اور اُن کی قوم کے بارہ میں ہے:۔

(۲۲) فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۷۲﴾ (الاعراف)

غرض ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور اُن لوگوں کی جڑ تک کاٹ دی جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان والے نہ تھے۔

صالح علیہ السلام اور اُن کی قوم کے بارہ میں ہے:۔

(۲۳) فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ (الاعراف)

پس آپکڑا اُن کو زلزلہ نے سو اپنے گھر میں اَوندھے کے اَوندھے پڑے رہ گئے۔

لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کے بارہ میں ہے:۔

(۲۴) فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖؗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۸۴﴾ (الاعراف)

سو ہم نے لوط کو اور اُن کے متعلقین کو بچالیا بجز اُن کی بیوی کے کہ وہ اُن ہی لوگوں میں رہی جو عذاب میں رہ گئے تھے۔ اور ہم نے اُن پر ایک نئی طرح کا مینھ برسایا (کہ وہ پتھروں کا تھا) سو دیکھ تو سہی کہ اِن مجرموں کا انجام کیسا ہوا۔

شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کے بارہ میں ہے:-

(۲۵) فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ (الاعراف)

پس اُن کو زلزلہ نے آپکڑا سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔ جنھوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی اُن کی یہ حالت ہوگئی جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے جنھوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی (خود) وہی خسارہ میں پڑ گئے۔

(۲۶) وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ
مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ
بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ (الاعراف)

اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگر کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن اُنھوں نے تو (پیغمبروں کی) تکذیب کی تو ہم نے (بھی) اُن کے اعمال (بد) کی وجہ سے اُن کو پکڑ لیا۔

(۲۷) فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ
وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۚ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾
وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ
عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ
مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ
هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ

فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٣٦﴾ وَ
وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ
وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۚ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى
بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ۚ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ
وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿١٣٧﴾ (الاعراف)

پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور گھُن کا کیڑا اور مینڈک اور خون کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے سو وہ تکبر کرتے تھے اور وہ لوگ کچھ تھے ہی جرائم پیشہ۔ اور جب ان پر کوئی عذاب واقع ہوتا تو یوں کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے اس بات کی دعا کر دیجئے جس کا اس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے اگر آپ اس عذاب کو ہم سے اُٹھا دیں تو ہم ضرور ضرور آپ کے کہنے سے ایمان لے آویں گے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی رہا کر کے آپ کے ہمراہ کر دیں گے۔ پھر جب اُن سے اس عذاب کو ایک وقت خاص تک کہ اس تک ان کو پہنچنا تھا ہٹا دیتے تو وہ فوراً عہد شکنی کرنے لگتے پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا یعنی ان کو دریا میں غرق کر دیا۔ اس سبب سے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور اُن سے بالکل ہی بے توجہی کرتے تھے۔ اور ہم نے اُن لوگوں کو جو کہ بالکل کمزور شمار کیئے جاتے تھے اُس زمین کے پورب پچھم کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں اُن کے صبر کی وجہ سے پورا ہو گیا اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو کچھ وہ اونچی اونچی عمارتیں بنواتے تھے سب کو درہم برہم کر دیا۔

(۲۸) إِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ
وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿١٥٢﴾ (الاعراف)

جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے (اگر اب بھی توبہ نہ کریں گے تو) اُن پر بہت جلد اُن کے رب
کی طرف سے غضب اور ذلت اِس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی (اور انہی کی کیا تخصیص ہے)
ہم توسب افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

(۲۹) فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ
السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا
يَفْسُقُونَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا
قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿۱۶۶﴾ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ
إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ﴿۱۶۷﴾ (الاعراف)

سو (آخر) جب وہ اِس امر کے تارک ہی رہے جوان کو سمجھایا جاتا تھا (یعنی نہ مانا) توہم نے اُن لوگوں
کو تو بچا لیا جو اس بُری بات سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو (حکم مذکور میں) زیادتی
کرتے تھے ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ یعنی جب وہ جس کام سے اُن کو منع کیا گیا تھا اس میں
حد سے نکل گئے توہم نے ان کو (براہ قہر) کہہ دیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ۔ اور وہ وقت یاد کرنا چاہیے
کہ جب آپ کے رب نے یہ بات بتلا دی کہ وہ ان یہود پر قیامت (کے قریب) تک ایسے
(کسی نہ کسی) شخص کو ضرور مسلط کرتا رہے گا جو ان کو سزائے شدید کی تکلیف پہنچاتا رہے گا۔

(۳۰) إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ
آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ
الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ
وَرَسُولَهُ ۚ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ (الانفال)

اُس وقت کو یاد کرو جب آپ کا رب (اُن) فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی (ومددگار ہوں)

سو (مجھ کو مددگار سمجھ کر) تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں سو تم (کفار کی) گردنوں پر مارو اور اُن کے پور پور کو مارو یہ اس بات کی سزا ہے کہ انھوں نے اللہ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ (اُس کو) سخت سزا دیتے ہیں۔

(۳۱) وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ (الانفال)

اور اللہ تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کا کمزور کرنا تھا۔

(۳۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ (الانفال)

اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دُور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

(۳۳) وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ (الانفال)

اور ان کا کیا استحقاق ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ (بالکل ہی معمولی) سزا (بھی) نہ دے حالانکہ وہ لوگ مسجد حرام سے روکتے ہیں حالانکہ وہ لوگ اِس مسجد کے متولّی (بننے کے بھی لائق نہیں) اس کے متولّی تو سوا متقیوں کے اور کوئی بھی اشخاص نہیں لیکن ان میں اکثر لوگ علم (اپنی نالائقی کا) نہیں رکھتے۔

(۳۴) ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ

اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ
بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾ (الانفال)

یہ بات (یعنی بے جرم سزا نہ دینا) اِس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے سُننے والے، بڑے جاننے والے ہیں۔ ان کی حالت فرعون والوں اور ان کے پہلے والوں کی سی حالت ہے کہ اُنھوں نے اپنے رب کی آیات کو جُھٹلایا اِس پر ہم نے اُن کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور فرعون والوں کو غرق کر دیا اور وہ سب ظالم تھے۔

(۳۵) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ
اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۰﴾ (الانفال)

اے پیغمبر آپ کے قبضہ میں جو قیدی ہیں (ان میں جو مسلمان ہو گئے ہیں) آپ ان سے فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان معلوم ہو گا (یعنی اگر تم دل سے مسلمان ہوئے ہو گے) تو جو کچھ تم سے (فدیہ میں) لیا گیا ہے (دنیا میں) اس سے بہتر تم کو دے دے گا اور (آخرت میں) تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں (اِس لئے تم کو بخش دیں گے اور (بڑی رحمت والے ہیں) اِس لئے تم کو نعم البدل دیں گے۔

(۳۶) لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۗ لَا تَبْدِيْلَ
لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾ (یونس)

اِن کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (منجانب اللہ خوف وحزن سے بچنے کی)

خوشخبری ہے (اور) اللہ کی باتوں میں (یعنی وعدوں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے۔

(۳۷) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ (یونس)

اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔

یونس علیہ السلام کی قوم کے بارہ میں ارشاد ہے :-

(۳۸) لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ (یونس)

جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رُسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں اُن پر سے ٹال دیا اور اُن کو ایک وقت خاص (یعنی وقت موت) تک (خیر و خوبی کے ساتھ) عیش دیا۔

(۳۹) وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ (ہود آیت ۳)

اور یہ (بھی ہے) کہ تم لوگ اپنے گناہ (شرک وکفر وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو وہ تم کو وقت مقررہ (یعنی وقت موت) تک (دنیا میں) خوش عیشی دے گا اور (آخرت میں) ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔

(۴۰) وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ (ہود)

اور اے میری قوم تم اپنے گناہ (کفر و شرک وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ اور) پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف متوجہ ہو وہ تم پر خوب بارشیں برساوے گا اور (ایمان و عمل کی برکت سے) تم کو اور قوت دے کر تمہاری قوت (موجودہ) میں ترقی دے گا (پس ایمان لے آؤ)

اور مجرم رہ کر (ایمان سے) اعراض مت کرو۔

(۴۱) وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ (ہود)

اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو کفر کے سبب ہلاک کر دے اور اُن کے رہنے والے (اپنی اور دوسروں کی) اصلاح میں لگے ہوں۔

(۴۲) وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ (یوسف)

اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

(۴۳) وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ (یوسف)

اور ہم نے ایسے (عجیب) طور پر یوسف (علیہ السلام) کو با اختیار بنا دیا کہ اِس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں ہم جس پر چاہیں اپنی عنایت کو متوجہ کر دیں اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے اور آخرت کا اُجر کہیں زیادہ بڑھ کر ہے ایمان والوں اور تقویٰ والوں کے لئے۔

(۴۴) وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِىَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ (الرعد)

اور یہ کافر تو ہمیشہ (آئے دن) اِس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے (بد) کرداروں کے سبب اِن پر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا رہتا ہے یا ان کی بستی کے قریب نازل ہوتا رہتا ہے یہاں تک

کہ (اسی حالت میں) اللہ کا وعدہ آجاوے گا یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں کرتے۔

(۴۵) لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ (الرعد)

اُن کے لئے دُنیوی زندگانی میں (بھی) عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اِس سے بدرجہا زیادہ سخت ہے اور اللہ (کے عذاب) سے ان کا کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

(۴۶) اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ (الرعد)

کیا یہ اس امر کو نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں اور اللہ (جو چاہتا ہے) حکم کرتا ہے اُس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں اور وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے۔

(۴۷) وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿۷﴾ (ابراہیم)

وہ وقت یاد کرو جب کہ تمہارے رب نے (میرے ذریعہ سے) تم کو اطلاع فرمادی کہ اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

(۴۸) فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ (ابراہیم)

پس ان رسولوں پر اُن کے رب نے (تسلی کے لئے) وحی نازل فرمائی کہ ہم (ہی) اِن ظالموں کو ضرور ہلاک کردیں گے۔ اور اِن کے (ہلاک کرنے کے) بعد تم کو اِس سرزمین میں آباد

رکھیں گے (اور) یہ (وعدہ) ہر اُس شخص کے لئے ہے جو خدا کے روبرو کھڑے ہونے سے
ڈرے اور میری وعید سے ڈرے۔

(۴۹) وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ
وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ (الحجر)

اور بَن والے (یعنی شعیب علیہ السلام کی اُمت بھی) بڑے ظالم تھے سو ہم نے اُن سے (بھی)
بدلہ لیا اور دونوں (قوموں کی) بستیاں صاف سڑک پر (واقع) ہیں۔

(۵۰) قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ
فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ
حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (النحل)

جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں انھوں نے (بھی انبیاء کے مقابلہ میں) بڑی بڑی تدبیریں
کیں سو اللہ تعالیٰ نے ان (کی تدبیروں) کا بنا بنایا گھر جڑ بنیاد سے ڈھا دیا پھر (وہ ایسے ناکام ہوئے
کہ گویا) اُوپر سے چھت آپڑی اور (علاوہ ناکامی کے) اُن پر (خدا کا) عذاب ایسی طرح آیا کہ
اُن کو خیال بھی نہ تھا۔

(۵۱) وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ
فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ۚ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۝ (النحل)

اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن (مکہ) چھوڑ دیا بعد اس کے کہ ان پر (کفار کی طرف سے)
ظلم کیا گیا ہم ان کو دنیا میں ضرور اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا ثواب (اس سے) بدرجہا بڑا ہے)

(۵۲) اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ
اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِىْ

تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ (النحل)

جو لوگ (دینِ حق کے باطل کرنے کو) بُری بُری تدبیریں کرتے ہیں کیا ایسے لوگ (یہ کارروائیاں کر کے) پھر بھی اس بات سے بے فکر (بیٹھے) ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو (کُفر کے وبال میں) زمین میں دھنسا دے یا اُن پر ایسے موقع سے عذاب آپڑے جہاں ان کو گمان بھی نہ ہو۔ یا ان کو چلتے پھرتے (کسی آفت میں) پکڑلے سو (اگر ان میں سے کوئی سی بات ہو جائے تو) یہ لوگ خدا کو ہرگز بھی نہیں ہرا سکتے یا ان کو گھٹاتے گھٹاتے پکڑلے۔

(۵۳) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ (النحل)

جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو بشرطیکہ صاحبِ ایمان ہو تو ہم اس شخص کو (دنیا میں) بالطف زندگی دیں گے اور (آخرت میں) ان کے اچھے کاموں کے عوض میں انکا اُجر دینگے۔

(۵۴) وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ

الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿١١٦﴾ مَتَاعٌ
قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١١٧﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا
قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۖ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا
أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٨﴾ (النحل ع)

اور اللہ تعالیٰ (وبالِ کفر سے ڈرانے کے لئے) ایک بستی والوں کی حالتِ عجیبہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ (بڑے) امن و اطمینان سے (رہتے) تھے (اور) ان کے کھانے پینے کی چیزیں بڑی فراغت سے ہر چہار طرف سے ان کے پاس پہنچا کرتی تھیں سو انھوں نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان حرکات کے سبب ایک محیط قحط اور خوف کا مزہ چکھایا۔ اور ان کے پاس اُن ہی میں کا ایک رسول بھی (منجانب اللہ) آیا سو اُس (رسول) کو (بھی) اُنھوں نے جھوٹا بتایا تب ان کو عذابِ (الٰہی) نے پکڑا جبکہ وہ بالکل ہی ظلم پر کمر باندھنے لگے سو جو چیزیں اللہ نے تم کو حلال اور پاک دی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم (واقع میں یا بزعم خود) اسی کی عبادت کرتے ہو تو تم پر تو خدا نے صرف مُردار کو حرام کیا ہے اور خون کو اور خنزیر کے گوشت (وغیرہ) کو اور جس چیز کو غیر اللہ کے نام زد کر دیا گیا ہو پھر جو شخص (فاقہ سے) بالکل بے قرار ہو جاوے بشرطیکہ طالبِ لذت نہ ہو اور نہ (ضرورت) سے تجاوز کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ بخش دینے والا مہربانی کرنے والا ہے اور جن چیزوں کے بارہ میں محض تمہاری زبانی جھوٹا دعویٰ ہے ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگا دوگے بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ فلاح نہ پاویں گے یہ (دنیا میں) چند روز عیش ہے اور (مرنے کے بعد) ان کے لئے دردناک سزا ہے اور صرف یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دی تھیں جن کا بیان ہم اس کے قبل (سورۂ انعام میں) آپ سے کر چکے ہیں؛ اور (ان کے حرام کرنے میں بھی)

ہم نے اُن پر کوئی زیادتی نہیں کی لیکن وہ خود ہی اپنے اُوپر زیادتی کیا کرتے تھے۔

(۵۵) وَإِذَآ أَرَدْنَآ أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا۟ فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا ٱلْقَوْلُ فَدَمَّرْنَٰهَا تَدْمِيرًا ﴿١٦﴾ (بنی اسرائیل)

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر (جب) وہ لوگ (کہنا نہیں مانتے بلکہ) وہاں شرارت مچاتے ہیں تب اُن پر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں

(۵۶) إِن تَرَنِ أَنَا۠ أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٣٩﴾ فَعَسَىٰ رَبِّىٓ أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ﴿٤٠﴾ أَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُۥ طَلَبًا ﴿٤١﴾ وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِۦ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَآ أَنفَقَ فِيهَا وَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَٰلَيْتَنِى لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّىٓ أَحَدًا ﴿٤٢﴾ وَلَمْ تَكُن لَّهُۥ فِئَةٌ يَنصُرُونَهُۥ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ﴿٤٣﴾ هُنَالِكَ ٱلْوَلَٰيَةُ لِلَّهِ ٱلْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾ (الکہف)

(ایک بددین شخص اپنے باغ وغیرہ پر اکڑ رہا تھا اس سے ایک دیندار نے کہا کہ) اگر تو مجھ کو مال و اولاد میں کمتر دیکھتا ہے تو مجھ کو وہ وقت نزدیک معلوم ہوتا ہے کہ میرا رب مجھ کو تیرے باغ سے اچھا باغ دے دے اور اس (تیرے باغ) پر کوئی تقدیری آفت آسمان سے بھیج دے جس سے وہ دفعتًا ایک صاف (چٹیل) میدان ہو کر رہ جاوے یا اُس سے اس کا پانی بالکل اندر (زمین میں) اُتر جاوے پھر تو اس (کے لانے) کی کوشش بھی نہ کر سکے اور (اس گفتگو کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ) اس شخص کے سامان تموّل کو آفت نے آگھیرا پس اُس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا اس پر

ہاتھ ملتا رہ گیا اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا میں اپنے رب کے ساتھ شریک نہ ٹھیراتا اور اُس (شخص) کے پاس کوئی مجمع نہ ہوا کہ خدا کے سوا اُس کی مدد کرتا اور نہ وہ خود بدلہ لے سکا ایسے موقع پر مدد کرنا اللہ برحق ہی کا کام ہے اسی کا ثواب سب سے اچھا ہے اور اُسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے۔

(۵۷) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ (مریم)

بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ اُن کے لئے (خلائق کے دل میں) محبت پیدا کر دے گا۔

(۵۸) قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ (طٰہٰ آیت ۹۷)

موسیٰ نے (سامری سے) فرمایا تو بس تیرے لئے اِس (دنیوی) زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو یہ کہتا پھرے گا کہ مجھ کو ہاتھ نہ لگانا۔

(۵۹) وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ (الانبیاء)

اور ہم نے بہت سی بستیاں جہاں کے رہنے والے ظالم تھے غارت کر دیں اور ان کے بعد دوسری قوم پیدا کر دی۔ سو جب اُن ظالموں نے ہمارا عذاب آتا دیکھا تو اِس بستی سے بھاگنا شروع کیا (کہ عذاب سے بچ جاویں حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ) بھاگو مت اور اپنے سامانِ عیش کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف واپس چلو شاید تم سے کوئی پوچھے پاچھے (کہ کیا گذری) وہ

لوگ کہنے لگے کہ ہائے ہماری کم بختی بیشک ہم لوگ ظالم تھے سو اُن کی یہی غل پکار رہی حتٰی کہ
ہم نے اُن کو ایسا کردیا جس طرح کھیتی کٹ گئی ہو اور آگ ٹھنڈی ہو گئی ہو۔

(ف) چونکہ اپنے ظلم کا اقرار بعد مشاہدۂ عذاب کے تھا اِس لئے نافع نہ ہوا۔ واللہ اعلم

(۶۰) وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ۝ (الانبیاء)

اور اُن لوگوں نے ان کے ساتھ (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ) بُرائی کرنا چاہا تھا
سو ہم نے انہی لوگوں کو ناکام کردیا۔

(۶۱) فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ ۝

سو ہم نے اُن کی دُعا قبول کی اور ان کو اِس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو
نجات دیا کرتے ہیں۔

(۶۲) وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا
عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ (الانبیاء)

اور ہم کتابوں میں لوحِ محفوظ کے بعد لکھ چکے ہیں کہ اس زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے۔

(۶۳) فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ
عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ۝ أَفَلَمْ يَسِيرُوا
فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ
بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي
الصُّدُورِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَ
إِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝ وَكَأَيِّن مِّن
قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ (الحج)

غرض کتنی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کیا جن کی یہ حالت تھی کہ وہ نافرمانی کرتی تھیں سو وہ چھتوں پر گری پڑی ہیں اور بہت سے بیکار کنوئیں اور بہت سے قلعی چونے کے محل۔ سو کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں جس سے ان کے دل ایسے ہو جاویں کہ اُن سے سمجھنے لگیں یا اُن کے کان ایسے ہو جاویں جن سے سُننے لگیں۔ بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں اور یہ لوگ آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہے تم لوگوں کے شمار کے موافق۔ اور بہت سی بستیاں ہیں جن کو میں نے مہلت دی تھی اور وہ نافرمانی کرتی تھیں میں نے ان کو پکڑ لیا اور میری ہی طرف لوٹنا ہوگا۔

(۶۴) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵۵ (النور)

تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ اُن کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا اِن سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی اور جس دین کو اُن کیلئے پسند کیا ہے اُس کو اُن کے لئے قوت دیگا اور ان کے اس خوف کے بعد مبدل بأمن کر دے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص اس کے بعد ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں۔

(۶۵) وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا

قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ (الفرقان)

اور وہ (رحمان کے بندے) ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بی بیوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمکو متقیوں کا افسر بنا دے۔

(۶۶) قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾

(موسیٰ علیہ السلام کو خدا کا) ارشاد ہوا کہ ہم ابھی تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بنائے دیتے ہیں اور ہم تم دونوں کو ایک خاص شوکت عطا کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کو تم پر دسترس نہ ہوگی ہمارے معجزے لے کر جاؤ تم دونوں اور جو تمہارا پیرو ہوگا غالب رہو گے۔

(۶۷) وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ (القصص)

اور ہم بہت سی بستیاں ہلاک کر چکے ہیں جو اپنے سامانِ عیش پر نازاں تھے سو یہ اُن کے گھر ہیں کہ اُن کے بعد آباد ہی نہ ہوئے مگر تھوڑی دیر کے لئے اور آخر کار ہم ہی مالک رہے اور آپ کا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک کہ اُن کے صدر مقام میں کسی پیغمبر کو نہ بھیج لے اور ہم ان بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے مگر اسی حالت میں کہ وہاں کے باشندے بہت ہی شرارت کرنے لگیں۔

(۶۸) فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۣ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۤ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ (القصص)

اور ہم نے اِس قارون کو اور اس کے محل سرائے کو زمین میں دھنسا دیا سو کوئی ایسی جماعت نہ ہوئی جو اُس

کو اللہ سے بچا لیتی اور نہ وہ خود ہی اپنے کو بچا سکا۔

(۶۹) فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ
وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ
وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ (العنکبوت)

تو ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کی سزا میں پکڑ لیا سو ان میں بعضوں پر تو ہم نے تند ہوا بھیجی اور ان میں بعضوں کو ہولناک آواز نے آدبایا اور ان میں بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں بعض کو ہم نے ڈبو دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا و لیکن یہی لوگ اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے۔

(۷۰) ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ
بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾ (الروم)

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا مزہ ان کو چکھا دے تاکہ وہ باز آجائیں آپ فرما دیجئے کہ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جو لوگ پہلے ہو گذرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا ان میں اکثر مشرک ہی تھے۔

(۷۱) وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ
وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾
وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ۭ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ (الاحزاب)

اور جن اہل کتاب نے ان (مشرکین) کی مدد کی تھی ان کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے

دلوں میں تمہارا رعب بٹھلا دیا بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کر لیا اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور اُن کے مالوں کا تم کو مالک بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی جس پر تم نے قدم نہیں رکھا، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

(۷۲) لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۚ ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾

یہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں افواہیں اڑایا کرتے ہیں اگر باز نہ آئے تو ضرور ہم آپ کو ان پر مسلط کریں گے پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پاویں گے وہ بھی پھٹکارے ہوئے۔ جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جاوے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں بھی یہی دستور رکھا ہے جو پہلے ہو گذرے ہیں اور آپ خدا کے دستور میں ردّوبدل نہ پاویں گے۔

(۷۳) لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۚ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۚ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ (سبا)

سبا کے لئے ان کے وطن میں نشانیاں موجود تھیں دو قطاریں باغ کی داہنے اور بائیں (اور ہم نے ان کو حکم دیا تھا کہ) اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو عمدہ شہر اور بخشنے والا پروردگار سو انھوں نے سرتابی کی تو ہم نے اُن پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا اور ہم نے ان کے ان دو رویہ باغوں کے

بدلے اور دو باغ دیئے جنمیں یہ چیزیں رہ گئیں بدمزہ پھل اور جھاؤ اور قدرے قلیل بیری۔ ان کو یہ سزا ہم نے اُن کی ناسپاسی کے سبب دی اور ہم ایسی سزا بڑے ناسپاس ہی کو دیا کرتے ہیں۔

(۴۷) فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ
وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ فَهَلْ يَنظُرُونَ
إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَن تَجِدَ
لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ
لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا
قَدِيرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا
مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ
أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ﴿٤٥﴾ (فاطر)

پھر جب ان (کفار قریش) کے پاس ایک پیغمبر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آ پہنچے تو بس اُن کی نفرت ہی کو ترقی ہوئی۔ دنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے اور اُن کی بُری تدبیروں کو (بھی ترقی ہوئی) اور بُری تدبیروں کا وبال اُن تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے سو کیا یہ اُسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے (کافر) لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ سو آپ خدا کے دستور کو بدلتا ہوا نہ پاویں گے اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ اُن سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا کیا انجام ہوا حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے اور خدا ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز اس کو ہرا دے نہ آسمان میں اور نہ زمین میں وہ بڑے علم والا بڑی قدرت والا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر اُن کے اعمال کے سبب دار و گیر فرمانے لگتا تو رُوئے زمین پر

ایک تنفس نہ چھوڑتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعادِ معین تک مہلت دے رہا ہے، سو جب ان کی وہ میعاد آپہنچے گی تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لے گا۔

(۷۵) فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ (الصّٰفّٰت)

سو اگر وہ (یونس) تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اُسی کے پیٹ میں رہتے۔

(۷۶) قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ (الزمر)

آپ کہئے کہ اے ایمان والے بندو تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو جو لوگ اِس دنیا میں نیکی کرتے ہیں اُن کے لئے نیک صلہ ہے اور اللہ کی زمین فراخ ہے (دین میں) مستقل رہنے والوں کو انکا صلہ بیشمار ہی ملیگا۔

(۷۷) فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ (المؤمن)

پھر خدا نے اُس (مومن) کو ان لوگوں (یعنی قوم فرعون) کی مُضر تدبیروں سے محفوظ رکھا۔

(۷۸) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ (ایضاً)

بلاشبہ ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اُس روز بھی جس میں کہ گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

(۷۹) اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ﴿۳۱﴾ (حٰمٓ السجدہ)

جن لوگوں نے اقرار کرلیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر مستقیم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم نہ اندیشہ کرو اور

نہ رنج کرو اور تم جنت پر خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا ہم تمہارے رفیق تھے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے۔

(۸۰) وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ ﴿۳۰﴾ (الشوریٰ)

اور تم کو جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے (پہنچتی ہے)

(۸۱) يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾ (الدخان)

جس روز ہم سخت پکڑ پکڑیں گے ہم بدلہ لے لیں گے۔

(۸۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿۷﴾ (محمد)

اے ایمان والو اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدم جما دے گا۔

(۸۳) فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَ
لَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۚ وَاِنْ
تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ
يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هٰۤاَنْتُمْ
هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَ
مَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ
الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا
اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾ (محمد)

تو تم ہمت مت ہارو اور (ہمت ہار کر) صلح کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال میں ہرگز کمی نہ کریگا یہ دنیوی زندگانی تو محض ایک لہو ولعب ہے اور اگر تم ایمان و تقویٰ اختیار کرو تو تم کو تمہارے اجر عطا کرے گا اور تم سے تمہارے مال طلب

نہ کریگا اور اگر تم سے تمہارے مال طلب کرے پھر انتہا درجہ تک تم سے طلب کرتا رہے تو تم بخل
کرنے لگو اور اللہ تعالیٰ تمہاری ناگواری ظاہر کردے ہاں تم لوگ ایسے ہو کہ تم کو اللہ کی راہ میں
خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے سو (اس پر بھی) بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو شخص
بخل کرتا ہے تو وہ خود اپنے سے بخل کرتا ہے اور اللہ تو کسی کا محتاج نہیں اور تم سب (اس کے)
محتاج ہو اور اگر تم رُوگردانی کروگے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کردیگا پھر وہ تم جیسی نہ ہوگی۔

(۴۸) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ
مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾
وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ
اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ
النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾
وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾ (الفتح)

بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت
کر رہے تھے اور اُن کے دلوں میں جو کچھ (اخلاص وغیرہ) تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا اور اللہ تعالے
نے ان میں اطمینان پیدا کردیا اور ان کو ایک لگتے ہاتھ فتح دے دی اور بہت سی غنیمتیں بھی جن کو
یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت
سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے۔ سو سردست تم کو یہ دیدی اور لوگوں کے ہاتھ
تم سے روک دیئے اور تاکہ یہ اہل ایمان کے لئے ایک نمونہ ہوجاوے اور تاکہ تم کو ایک سیدھی
سڑک پر ڈال دے اور ایک فتح اور بھی ہے جو (ابھی) تمہارے قابو میں نہیں آئی خدا تعالیٰ اس کو

احاطہ میں لئے ہوئے ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۸۵) هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ
عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝۲۸ (الفتح)

وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے اور اللہ کافی گواہ ہے۔

(۸۶) كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝۱۲ وَعَادٌ
وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝۱۳ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ
كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝۱۴ (ق)

ان سے پہلے قوم نوح اور اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ اور قوم تبع تکذیب کر چکے ہیں سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا سو میری وعید (ان سب پر) محقق ہوگئی۔

(۸۷) اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۝۴۴ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ
الدُّبُرَ ۝۴۵ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝۴۶ (القمر)

یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت ایسی ہے جو غالب ہی رہے گی عنقریب یہ جماعت شکست کھا وگی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔

(۸۸) اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ (المجادلہ آیت ۲۲)

ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کردیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے۔

(۸۹) فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ
يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا
يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ

فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا
اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۖ وَمَن يُشَاقِّ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ (الحشر)

سوان پر خدا (کا عذاب) ایسی جگہ سے پہنچا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا اور اِن کے دِلوں میں رُعب ڈال دیا کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے بھی اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی اُجاڑ رہے تھے سوائے دانشمند و عبرت حاصل کرو اور اگر اللہ تعالیٰ ان کی قسمت میں جلا وطن ہونا نہ لکھ چکتا تو ان کو دنیا ہی میں سزا دیتا اور اُن کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے یہ اسی سبب سے ہے کہ ان لوگوں نے اللہ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

(۹۰) أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ
فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِن قُوتِلْتُمْ لَنَنصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ
لَكَاذِبُونَ ۝ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِن قُوتِلُوا لَا
يَنصُرُونَهُمْ وَلَئِن نَّصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ۝
لَأَنتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِم مِّنَ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا
يَفْقَهُونَ ۝ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِن
وَرَاءِ جُدُرٍ ۚ بَأْسُهُم بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ۚ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ
شَتَّىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ۝ (الحشر)

کیا آپ نے اُن منافقین کی حالت نہیں دیکھی کہ اپنے بھائیوں سے کہ کفار اہل کتاب ہیں، کہتے ہیں کہ واللہ اگر تم نکالے گئے تو ہم تمہارے ساتھ نکل جاویں گے اور تمہارے معاملہ میں ہم کبھی کسی

کا کہنا نہ مانیں گے اور اگر تم سے کسی کی لڑائی ہوئی تو ہم تمھاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ واللہ اگر اہل کتاب نکالے گئے تو یہ اُن کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اُن سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر اُن کی مدد بھی کی تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کی کوئی مدد نہ ہوگی۔ بیشک تم لوگوں کا خوف اُن کے دلوں میں اللہ سے بھی زیادہ ہے یہ اِسی سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھتے نہیں یہ لوگ سب مل کر بھی تم سے نہ لڑینگے مگر حفاظت والی بستیوں میں یا دیوار کی آڑ میں اُن کی لڑائی آپس میں بڑی تیز ہے اے مخاطب تو ان کو متفق خیال کرتا ہے حالانکہ اُن کے قلوب غیر متفق ہیں یہ اس وجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔

(۹۱) عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ

اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تمہاری عداوت ہے دوستی کر دے۔

(۹۲) وَّاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۝۱۳ (الصف)

اور ایک اور ثمرہ بھی ہے کہ تم اس کو پسند کرتے ہو (یعنی) اللہ کی طرف سے مدد اور جلدی فتح یابی۔

(۹۳) وَلِلّٰهِ خَزَاۗىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۷
يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ
وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۸ (المنافقون)

اور اللہ ہی کے ہیں سب خزانے آسمانوں اور زمین کے ولیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں یہ (منافق) یوں کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ میں لوٹ کر جاوینگے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دے گا اور اللہ ہی کی ہے عزت اور اُس کے رسول کی اور مسلمانوں کی ولیکن منافقین جانتے نہیں۔

(۹۴) مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ ۝۱۱

کوئی مصیبت بدون خدا کے حکم کے نہیں آتی اور جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے قلب کو راہ دکھا دیتا ہے۔

(۹۵) وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝۳ (الطلاق)

اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اِس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے کافی ہے اللہ تعالیٰ اپنا کام پُورا کرکے رہتا ہے اللہ نے ہر شئے کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

(۹۶) وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝۹ (الطلاق)

اور بہت سی بستیاں تھیں جنھوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اُس کے رسول سے سرتابی کی سو ہم نے ان کا سخت حساب کیا اور ہم نے ان کو بڑی بھاری سزا دی۔ غرض اُنھوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھا اور ان کا انجام کار خسارہ ہی ہوا۔

(۹۷) اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۝۱۷ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝۱۸ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝۱۹ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۝۲۰ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۝۲۱ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ۝۲۲ فَانْطَلَقُوْا

وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۝٢٣ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۝٢٤ وَّ
غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ۝٢٥ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۝٢٦ بَلْ
نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝٢٧ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۝٢٨
قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝٢٩ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝٣٠ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝٣١ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ
يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۝٣٢ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ
وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝٣٣ (القلم)

ہم نے ان کی آزمایش کر رکھی ہے جیسا کہ ہم نے باغ والوں کی آزمایش کی تھی جبکہ ان لوگوں نے قسم کھائی کہ اس (باغ) کا پھل ضرور صبح چل کر توڑ لیں گے اور انشاء اللہ بھی نہ کہا۔ سو اس باغ پر آپ کے رب کی طرف سے ایک پھرنے والا پھر گیا اور وہ سو رہے تھے پھر صبح کو وہ باغ ایسا رہ گیا جیسے کٹا ہوا کھیت۔ سو صبح کے وقت ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم کو پھل توڑنا ہے پھر وہ لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے چلے کہ آج تم تک کوئی محتاج نہ آنے پاوے اور اپنے کو اس کے نہ دینے پر قادر سمجھکر چلے پھر جب اس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ بیشک ہم رستہ بھول گئے بلکہ ہماری قسمت پھوٹ گئی ان میں جو کسی قدر اچھا تھا وہ کہنے لگا کہ کیوں ہم نے تم کو کہا نہ تھا اب تسبیح کیوں نہیں کرتے سب کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے بیشک ہم قصوروار ہیں پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر باہم الزام دینے لگے کہنے لگے کہ بیشک ہم حد سے نکلنے والے ہیں۔ شاید ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا باغ بدلہ میں دے دے ہم اپنے رب کی طرف رجوع ہوتے ہیں اسی طرح عذاب ہوا کرتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑھکر ہے۔ کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ جان لیتے۔

(۹۸) فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝۱۰ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ
عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝۱۱ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ
جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝۱۲ (نوح)

حضرت نوح علیہ السلام کا قول ہے کہ اے میرے رب) میں نے اُن سے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ لگا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا۔

(۹۹) وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝۱۶ (الجن)

اور اگر یہ لوگ رستہ پر قائم ہو جاتے تو ہم ان کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے۔

(۱۰۰) اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲ (الفیل)

کیا تیرے رب نے اُن (اصحاب فیل) کی تدبیروں کو سرتاپا غلط نہیں کر دیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

روح اول

اسلام و ایمان کے بیان میں

(دونوں لفظوں کا مطلب قریب ہی قریب ہے)

۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بلاشبہ (سچا) دین اللہ کے نزدیک یہی اسلام ہے (آل عمران آیت ۱۹)، اور

۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو تلاش (اور اختیار) کرے گا سو وہ (دین) اس شخص سے (خدا تعالیٰ کے نزدیک) مقبول (اور منظور) نہ ہوگا۔ اور وہ (شخص) آخرت میں خراب ہوگا (آل عمران آیت ۸۵)، اور

۳۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص تم میں سے اپنے دین (اسلام) سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مرجاوے تو ایسے لوگوں کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں سب غارت ہوجاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے (البقرہ آیت ۲۱۷)۔

ف۔ دنیا میں اعمال کا غارت ہونا یہ ہے کہ اس کی بی بی نکاح سے نکل جاتی ہے اگر اس کا کوئی مورث مسلمان مَرے اس شخص کو میراث کا حصہ نہیں ملتا۔ مرنے کے بعد جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی اور آخرت میں ضائع ہونا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل ہوتا ہے۔

مسئلہ۔ اگر یہ شخص پھر مسلمان ہوجاوے تو بی بی سے پھر نکاح کرنا پڑے گا بشرطیکہ بی بی بھی راضی ہو اور اگر وہ راضی نہ ہو تو زبردستی نکاح نہیں ہوسکتا۔ اور

۴۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو تم (ضروری عقیدوں کی تفصیل سن لو وہ یہ ہے کہ) اعتقاد رکھو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) اپنے رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی (یعنی قرآن کے ساتھ) اور اُن کتابوں کے ساتھ (بھی) جو کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) پہلے (اور نبیوں پر) نازل ہوچکی ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے اور (اسی طرح جو) اس کے فرشتوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) اس کی کتابوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) اس کے رسولوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) روز قیامت کے ساتھ (کفر کرے) تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا بلاشبہ جو لوگ،

(پہلے تو) مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے (اور اس بار بھی اسلام پر قائم نہ رہے ورنہ پہلی بار کا اسلام سے پھر جانا معاف ہو جاتا بلکہ) پھر کافر ہو گئے پھر (مسلمان ہی نہ ہوئے ورنہ پھر بھی ایمان مقبول ہو جاتا بلکہ) کفر میں بڑھتے چلے گئے (یعنی مرتے دم تک کفر پر قائم رہے) اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ اُن کو (بہشت کا) رستہ دکھلائیں گے۔ (النساء آیت ۱۳۶ و ۱۳۷) اور

۵۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہوئے (یعنی ایمان اختیار نہ کیا) ہم ان کو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کریں گے (اور وہاں ان کی برابر یہ حالت رہے گی کہ) جب ایک دفعہ ان کی کھال (آگ سے) جل چکے گی تو ہم اُس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری (تازی) کھال پیدا کر دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب ہی بھگتتے رہیں بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے بہت جلد ہم ان کو ایسی بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے (مکانوں کے) نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) ان کے لئے اُن (بہشتوں) میں بی بیاں ہوں گی صاف ستھری اور ہم ان کو نہایت گنجان سایہ میں داخل کریں گے۔ (النساء آیت ۵۶ و ۵۷)

ف۔ ان آیتوں میں اسلام والوں کے لئے جنت کی نعمتیں اور اسلام سے ہٹنے والوں کے لئے دوزخ کی مصیبتیں تھوڑی سی بیان

کی گئی ہیں دوسری آیتوں میں اور حدیثوں میں جنت کی طرح طرح کی نعمتیں اور دوزخ کی طرح طرح کی مصیبتیں بہت سی بیان ہوئی ہیں۔

اے مسلمانو! دنیا کی زندگی بہت تھوڑی سی ہے اگر اسلام پر قائم رہ کر مان لیا کہ کچھ تھوڑی سی تکلیف بھی بھگت لی تب بھی مرنے کے ساتھ ہی ایسے عیش اور چین دیکھو گے کہ یہاں کی سب تکلیفیں بھول جاؤ گے اور اگر کسی لالچ سے یا کسی تکلیف سے بچنے کے لئے کوئی شخص خدا نخواستہ اسلام سے پھر گیا تو مرنے کے ساتھ ہی ایسی مصیبت کا سامنا ہوگا کہ دنیا کے سب عیش بھول جائیگا پھر اس مصیبت سے کبھی بھی نجات نہ ہوگی تو جس کو تھوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ ساری دنیا کی بادشاہی کے لالچ میں بھی اسلام کو نہ چھوڑے گا۔ اے اللہ ہمارے بھائیوں کو ہدایت کر اور ان کی عقلیں درست رکھ۔

روح دوم

تحصیل و تعلیم علمِ دین

یعنی دین کا سیکھنا اور سکھلانا

۱۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم (دین) کا طلب کرنا (یعنی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا) ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ)

ف۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت ہو، شہری ہو یا دیہاتی ہو، امیر ہو یا غریب ہو، دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔ اور علم کا یہ مطلب نہیں کہ عربی ہی پڑھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی باتیں سیکھے خواہ عربی کتابیں پڑھکر خواہ اُردو کی کتابیں پڑھ کر، خواہ معتبر عالموں سے زبانی پوچھ کر، خواہ معتبر واعظوں سے وعظ کہلوا کر، اور جو عورتیں خود نہ پڑھ سکیں اور نہ کسی عالم تک پہنچ سکیں، وہ اپنے مردوں کے ذریعہ سے دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہیں۔

۲۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے ابو ذرؓ (یہ ایک صحابی کا نام ہے) اگر تم کہیں جا کر ایک آیت قرآن کی سیکھ لو

یہ تمہارے لئے سو رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم کہیں جاکر ایک مضمون علم (دین) کا سیکھ لو خواہ اس پر عمل ہو یا عمل نہ ہو یہ تمہارے لئے ہزار رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابن ماجہ)

اِس حدیث سے علمِ دین حاصل کرنے کی کتنی بڑی فضیلت ثابت ہوئی، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بعضے لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ جب عمل نہ ہوسکا تو پوچھنے اور سیکھنے سے کیا فائدہ، یہ غلطی ہے۔

دیکھو اس میں صاف فرمایا ہے کہ خواہ عمل ہو یا نہ ہو دونوں حالت میں یہ فضیلت حاصل ہوگی اس کی تین وجہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگئی تو گمراہی سے تو بچ گیا یہ بھی بڑی دولت ہے۔

دوسری وجہ یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگی تو انشاءاللہ تعالےٰ کبھی تو عمل کی بھی توفیق ہو جاوے گی۔

تیسری وجہ یہ کہ کسی اور کو بھی بتلادے گا یہ بھی ضرورت اور ثواب کی بات ہے۔

۳۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آدمی کوئی علم (دین کی بات) سیکھے پھر اپنے بھائی مسلمان کو سکھلا دے۔ (ابن ماجہ)

اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ دین کی جو بات معلوم ہوا کرے وہ دوسرے بھائی مسلمانوں کو بھی بتلادیا کرے، اس کا ثواب تمام خیر خیرات سے زیادہ ہے۔ سبحان اللہ خدا تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے کہ ذراسی

زبان ہلانے میں ہزار روپیہ خیرات کرنے سے بھی زیادہ ثواب مل جاتا ہے۔

۴۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ؛ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ (التحریم آیت ۶) اس کی تفسیر میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی (یعنی دین) کی باتیں سکھلاؤ (حاکم) اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے۔ نہیں تو انجام دوزخ ہے۔ (یہ سب حدیثیں کتاب ترغیب سے لی گئی ہیں)

۵۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان والے کے عمل اور نیکیوں میں سے جو چیز اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو پہونچتی رہتی ہے ان میں یہ چیزیں بھی ہیں ایک علم (دین) جو سکھلایا ہو (یعنی کسی کو پڑھایا ہو یا مسئلہ بتلایا ہو) اور اس (علم) کو پھیلایا ہو (مثلاً دین کی کتابیں تصنیف کی ہوں یا ایسی کتابیں خرید کر وقف کی ہوں یا طالب علموں کو دی ہوں یا طالب علموں کو کھانے کپڑے کی مدد دی ہو جن سے علم دین پھیلے گا اور یہ بھی مدد دے کر اُس پھیلانے میں ساجھی ہوگیا) دوسرے نیک اولاد جس کو چھوڑ مرا ہو (اور بھی کئی چیزیں فرمائیں) (ابن ماجہ و بیہقی)

۶۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اولاد والے نے اپنی اولاد کو کوئی دینے کی چیز ایسی نہیں دی جو اچھے ادب (یعنی علم[ع]) سے بڑھ کر ہو۔ (ترمذی و بیہقی)

ع کذا فی القاموس والصراح ۱۲ منہ

۷۔ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تین بیٹیوں کی یا اسی طرح تین بہنوں کی عیالداری (یعنی ان کی پرورش کی ذمہ داری) کرے پھر ان کو ادب (یعنی علم) سکھلا دے اور ان پر مہربانی کرے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو بے فکر کردے (یعنی اُن کی شادی ہو جاوے جس سے وہ پرورش سے بے فکر ہو جاویں) اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جنت کو واجب کر دے گا۔ایک شخص نے دو کی نسبت پوچھا آپ نے فرمایا دو میں بھی یہی فضیلت ہے۔ایک شخص نے ایک کی نسبت پوچھا آپ نے فرمایا ایک میں بھی یہی فضیلت ہے۔(شرح السنہ)
(یہ حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں)

ف۔ان حدیثوں میں اور اسی طرح اور بہت سی حدیثوں میں علم دین اور تعلیم دین یعنی دین کے سیکھنے اور سکھلانے کا ثواب اور اس کا فرض ہونا مذکور ہے اصل سیکھنا اور سکھلانا تو وہی ہے جس سے آدمی عالم یعنی مولوی بن جاوے مگر ہر شخص کو نہ اتنی ہمت، نہ اتنی فرصت اس لئے میں دین سیکھنے اور سکھلانے کے ایسے آسان طریقے بتلاتا ہوں جس سے عام لوگ بھی اس فرض کو ادا کر کے ثواب حاصل کر سکیں، تفصیل ان طریقوں کی یہ ہے:۔

(۱) جو لوگ اردو حرف پہچان سکتے اور پڑھ سکتے ہیں۔آسانی سے اُردو پڑھنا سیکھ سکتے ہیں وہ تو ایسا کریں کہ اُردو زبان میں جو معتبر کتابیں دین کی ہیں جیسے بہشتی زیور اور بہشتی گوہر اور تعلیم الدین اور قصد السبیل

اور تبلیغ دین اور تسہیل المواعظ کے سلسلہ کے وعظ جتنے مِل جاویں ان کتابوں کو کسی اچھے جاننے والے سے سبق کے طور پر پڑھ لے اور جب تک کوئی ایسا پڑھانے والا نہ ملے اِن کتابوں کو خود دیکھتا رہے اور جہاں سمجھ میں نہ آوے یا کچھ شبہ رہے وہاں پنسل وغیرہ سے کچھ نشان کر دے پھر جب کوئی اچھا جاننے والا مل جاوے اس سے پوچھ لے اور سمجھ لے اور اِس طرح جو حاصل ہو وہ مسجد میں یا بیٹھک میں دوسروں کو بھی پڑھ کر سنا دیا کرے اور گھر میں آکر اپنی عورتوں اور بچوں کو سنا دیا کرے اِسی طرح جنھوں نے مسجد یا بیٹھک میں سُنا ہے وہ بھی اس کو اپنے دھیان میں چڑھا کر جتنا یاد رہے اپنے گھروں میں آکر گھر والوں کو سُنا دیا کریں۔

(۲) اور جو لوگ اُردو نہیں پڑھ سکتے وہ کسی اچھے لکھے پڑھے سمجھدار آدمی کو اپنے یہاں بلا کر اُس سے اسی طرح وہی کتابیں سُن لیا کریں اور دین کی باتیں پوچھ لیا کریں اگر ایسا آدمی ہمیشہ رہنے کے لئے تجویز ہو جاوے تو بہت ہی اچھا ہے اگر اس کو کچھ تنخواہ بھی دینا پڑے تو سب آدمی تھوڑا تھوڑا چندہ کے طور پر جمع کر کے ایسے شخص کو تنخواہ بھی دے دیا کریں۔ دنیا کے بے ضرورت کاموں میں سیکڑوں ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہو اگر دین کی ضروری بات میں تھوڑا سا خرچ کر دو تو کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر ایسا آدمی جو تم کو دین کی باتیں بتلا وے اور ایسی کتابیں اپنی عقل سے تجویز مت کرنا بلکہ کسی اچھے اللہ والے عالم سے صلاح لے کر تجویز کرنا۔

(۳) ایک کام یہ پابندی سے کریں کہ جب کوئی کام دنیا کا یا دین کا کرنا ہو جس کا اچھا یا بُرا ہونا شرع سے نہ معلوم ہو اس کو دھیان کرکے کسی اللہ والے عالم سے ضرور پوچھ لیا کریں اور وہ جو بتلاوے اس کو خوب یاد رکھیں اور دوسرے مردوں اور عورتوں کو بھی بتلا دیا کریں اور اگر ایسے عالم کے پاس جانے کی فرصت نہ ہو تو اس کے پاس خط بھیج کر پوچھ لیا کریں اور جواب کے واسطے ایک لفافہ پر اپنا پتہ لکھ کر یا لکھوا کر اپنے خط کے اندر رکھ دیا کریں کہ اس طرح سے جواب دینا اس عالم کو آسان ہو گا اور جلدی آوے گا۔

(۴) ایک اِس بات کی پابندی رکھیں کہ کبھی کبھی اللہ والے عالموں سے مِلتے رہیں، اگر ارادہ کرکے جاویں تو بہت ہی اچھی بات ہے، اور اگر اتنی فرصت نہ ہو اور ایسا عالم پاس بھی نہ ہو جیسے گاؤں والے ایک طرف پڑے رہتے ہیں تو جب کبھی شہروں میں کسی کام کو جانا ہو اور وہاں ایسا عالم موجود ہو تو تھوڑی دیر کے لئے اُس کے پاس جا کر بیٹھ جایا کریں اور کوئی بات یاد آجائے تو پوچھ لیا کریں۔

(۵) ایک کام ضروری سمجھ کر یہ کیا کریں کہ کبھی کبھی مہینہ دو مہینہ میں کسی عالم کی صلاح سے کسی وعظ کہنے والے کو اپنے گاؤں یا اپنے محلہ میں بلا کر اس کا وعظ سنا کریں جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف دل میں پیدا ہو کہ اس سے دین پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے،

یہ مختصر بیان ہے دین سیکھنے کے طریقوں کا اور طریقے بھی کیسے بہت آسان اگر پابندی سے ان طریقوں کو جاری رکھیں گے تو دین کی ضروری باتیں بے محنت حاصل ہو جاویں گی اور اس کے ساتھ ہی دو باتوں کا اور خیال رکھیں کہ وہ بطور پرہیز کے ہے۔ ایک یہ کہ کافروں کے اور گمراہوں کے جلسوں میں ہرگز نہ جاویں۔ اول تو کفر کی اور گمراہی کی باتیں کان میں پڑنے سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے دوسرے بعض دفعہ ایمان کے جوش میں ایسی باتوں پر غصہ آجاتا ہے پھر اگر غصہ ظاہر کیا تو بعض دفعہ فساد ہو جاتا ہے بعض دفعہ اس فساد سے دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے بعض دفعہ مقدمہ کا جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے، سب میں وقت بھی خرچ ہوتا ہے اور روپیہ بھی، یہ سب باتیں پریشانی کی ہیں۔ اور اگر غصہ ظاہر نہ کر سکے تو دل ہی دل میں گھٹن اور رنج پیدا ہوتا ہے خواہ مخواہ بیٹھے بٹھلائے غم خریدنا کیا فائدہ۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی سے بحث مباحثہ نہ کریں کہ اس میں بھی اکثر ویسی ہی خرابیاں ہو جاتی ہیں جن کا ابھی بیان ہوا۔ اور ایک بڑی خرابی ان دونوں باتوں میں اور ہے جو سب خرابیوں سے بڑھ کر ہے۔ وہ یہ کہ ایسے جلسوں میں جانے سے یا بحث کرنے سے کوئی بات کفر کی اور گمراہی کی ایسی کان میں پڑ جاتی ہے جس سے خود بھی شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے پاس اتنا علم نہیں جو اس شبہ کو دل سے دور کر سکے تو ایسا کام کیوں کرے

جس سے اتنا بڑا نقصان ہونے کا ڈر ہو اور اگر کوئی خواہ مخواہ بحث
چھیڑنے لگے تو سختی سے کہہ دو کہ ہم سے ایسی باتیں مت کرو اگر
تم کو پوچھنا ہی ضروری ہو تو عالموں کے پاس جاؤ اگر ان سب باتوں
کا خیال رکھو گے تو دوا اور پرہیز کو جمع کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ
ہمیشہ دین کے تندرست رہو گے کبھی دین کی بیماری نہ ہو گی۔ اللہ
تعالیٰ توفیق دے۔

اشرف علی عفی عنہ

روح سوم

قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا

(۱) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سب میں اچھا وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلاوے (بخاری)

۲- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے کوئی شخص مسجد میں جاکر کلام اللہ شریف کی دو آیتیں کیوں نہ سیکھ لے یہ اس کے لئے دو اونٹنیوں (کے ملنے) سے زیادہ بہتر ہے اور تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے زیادہ بہتر ہیں اور ان کی گنتی کے جتنے اونٹ ہوں ان سب سے وہ آیتیں بہتر ہیں۔ (مسلم)

ف- جس کی وجہ ظاہر ہے کہ اونٹ تو دنیا ہی میں کام آتے ہیں اور آیتیں دونوں جہان میں کام آتی ہیں اور اونٹ کا نام مثال کے طور پر لیا گیا کیونکہ عرب اونٹوں کو بہت چاہتے تھے ورنہ ایک آیت کے مقابلہ میں بھی ساری دنیا کی کوئی حقیقت نہیں (مرقاۃ) اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے پورا قرآن بھی نہ پڑھا ہو تھوڑا

ہی پڑھا ہو اس کو بھی بڑی نعمت حاصل ہو گئی۔

۳۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا قرآن خوب صاف ہو وہ (درجہ میں) فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو بندوں کے اعمال نامے لکھنے والے اور عزت والے اور پاکی والے ہیں اور جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اس میں اٹکتا ہو اور وہ اس کو مشکل لگتا ہو اس کو دو ثواب ملیں گے۔ (بخاری ومسلم)

ف۔ دو ثواب اس طرح سے کہ ایک ثواب پڑھنے کا اور ایک ثواب اس محنت کا کہ اچھی طرح چلتا نہیں مگر تکلیف اٹھا کر پڑھتا ہے اس حدیث میں کتنی بڑی تسلی ہے اس شخص کے لئے جس کو قرآن اچھی طرح یاد نہیں ہوتا وہ تنگ ہو کر اور نا اُمید ہو کر یہ سمجھ کر چھوڑ نہ دے کہ جب یاد ہی نہیں ہوتا تو پڑھنے ہی سے کیا فائدہ آپ نے خوش خبری دے دی کہ ایسے شخص کو دو ثواب ملیں گے۔

۴۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے سینہ میں کچھ بھی قرآن نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے اُجاڑ گھر۔ (ترمذی ودارمی)

ف۔ اس میں تاکید ہے کہ کوئی مسلمان قرآن سے خالی نہ ہونا چاہیئے

۵۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کلام اللہ میں سے ایک حرف پڑھا اس کو ایک نیکی ملتی ہے اور ہر نیکی دس نیکی کے برابر ہوتی ہے (تو اس حساب سے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں) اور میں یوں نہیں کہتا الٓمٓ

ایک حرف ہے بلکہ اس میں الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (ترمذی ودارمی)

ف۔ یہ ایک مثال ہے اسی طرح جب پڑھنے والے نے الحمد کہا تو اس میں پانچ حرف ہیں تو اس پر پچاس نیکیاں ملیں گی۔ اللہ اکبر کتنی بڑی فضیلت ہے۔ پس ایسے شخص کی حالت پر افسوس ہے کہ ذرا سی کم ہمتی کر کے اتنی بڑی دولت حاصل نہ کرے۔

۶۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے قرآن پڑھا اور اس کے حکموں پر عمل کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جاوے گا جس کی روشنی آفتاب کی اس روشنی سے بھی زیادہ خوب صورت ہوگی جو دنیا کے گھروں میں اس حالت میں ہو کہ آفتاب تم لوگوں میں آجاوے (یعنی اگر آفتاب تمہارے پاس آجاوے تو اس وقت گھروں میں کتنی روشنی ہو جاوے، اس روشنی سے بھی زیادہ روشنی اس تاج کی ہوگی) سو اس شخص کی نسبت تمہارا کیا خیال ہوگا جس نے خود یہ کام کیا ہے (یعنی قرآن پڑھا ہے اور اس پر عمل کیا ہے اس کا کیا کچھ مرتبہ ہوگا۔ (احمد و ابوداؤد)

ف۔ اس حدیث میں اولاد کے قرآن پڑھنے کی کتنی بڑی فضیلت ہے سو سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ اولاد کو ضرور قرآن پڑھائیں اور لڑکوں کو بھی اگر کاروبار میں پورا پڑھانے کی فرصت نہ ہو تو جتنا

پڑھا سکو۔ جیسا حدیث نمبر۲ میں معلوم ہوا، اور اگر حفظ نہ کرا سکو تو ناظرہ ہی پڑھاؤ، اور اگر حفظ کرانے کی توفیق ہو تو سبحان اللہ اس کی اور بھی فضیلت ہے جیسا ابھی اس کی حدیث لکھتا ہوں۔

۷۔ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن پڑھے اور اس کو حفظ کرے اور اس کے حلال کو حلال جانے اور اس کے حرام کو حرام جانے (یعنی عقیدہ اس کے خلاف نہ رکھے جیسے اوپر والی حدیث پر عمل کرنے کو فرمایا تھا اِس میں اس پر عقیدہ رکھنے کو فرمایا) تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کی سفارش (بخشش کے لئے) اس کے گھر والوں میں ایسے دس شخصوں کے حق میں قبول فرماوے گا کہ ان سب کے لئے دوزخ لازم ہو چکی تھی۔ (احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی)

ف۔اس حدیث میں حفظ کرنے کی فضیلت پہلے سے بھی زیادہ ہے، اور ظاہر ہے کہ گھر والوں میں سب سے زیادہ قریب کے علاقہ والے ماں باپ ہیں تو یہ سفارش بخشش کی ماں باپ کے لئے یقینی ہے۔ تو اس سے اپنی اولاد کو حافظ بنانے کی فضیلت کس درجہ کی ثابت ہے۔

۸۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دلوں کو بھی (کبھی) زنگ لگ جاتا ہے جیسے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے جب اسکو پانی پہنچ جاتا ہے۔عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون چیز ہے جس سے

دلوں کی صفائی ہو جاوے۔ آپ نے فرمایا موت کا زیادہ دھیان رکھنا اور قرآن مجید کا پڑھنا۔ (بیہقی شعب الایمان میں)

۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں دیہاتی لوگ بھی تھے اور ایسے بھی تھے جو عرب نہ تھے (مطلب یہ کہ ایسے لوگ بھی تھے جو بہت اچھا قرآن نہ پڑھ سکتے تھے، کیونکہ دیہاتیوں کی تعلیم کم ہوتی ہے، اور جو عرب نہیں ان کی زبان عربی پڑھنے میں زیادہ صاف نہیں ہوتی) آپ نے فرمایا پڑھتے رہو سب خاصے ہیں (ابو داؤد و بیہقی) (یعنی اگر بہت اچھا نہ پڑھ سکو تو دل تھوڑا نہ کرو اور اچھا پڑھنے والے ان کو حقیر نہ سمجھیں اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے)

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ خیال نہ کرے کہ ہماری زبان صاف نہیں یا ہماری عمر زیادہ ہو گئی اب اچھا نہ پڑھا جاوے گا تو ہم کو ثواب کیا ملے گا یا شاید گناہ ہو۔ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی کیسی تسلی فرما دی اور سب کو پڑھنے کا حکم دیا (یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں)

۱۰۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن کی ایک آیت سننے کے لئے بھی کان لگاوے اس کے لئے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے جو بڑھتی چلی جاتی ہے (اس بڑھنے کی کوئی حد

نہیں بتلائی خدا تعالیٰ سے اُمید ہے کہ بڑھنے کی کوئی حد نہ ہوگی بے انتہا بڑھتی چلی جاوے گی) اور جو شخص اس آیت کو پڑھے وہ آیت اس شخص کے لئے قیامت کے دن ایک نور ہوگا (جو اس نیکی کے پڑھنے سے بھی زیادہ ہے۔ (احمد)

ف۔ اللہ اکبر قرآن مجید کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن پڑھنا نہ آوے کسی پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سُن ہی لیا کرے وہ بھی ثواب سے مالا مال ہو جاوے گا، خدا کے بندو یہ تو کچھ بھی مشکل نہیں۔

۱۱۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آوے گا (اور ان کو بخشواوے گا) (مسلم)

۱۲۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا پڑھنے والا قیامت کے روز آوے گا قرآن یوں کہے گا کہ اے پروردگار! اس کو جوڑا پہنا دیجئے پس اس کو عزت کا تاج پہنا دیا جاوے گا پھر کہے گا اے پروردگار اور زیادہ پہنا دیجئے۔ پس اس کو عزت کا جوڑا پہنا دیا جاوے گا، پھر کہے گا اے پروردگار اس سے خوش ہو جائیے پس اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے گا۔ پھر اس سے کہا جاوے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور (درجوں پر) چڑھتا جا اور ہر آیت کے بدلے ایک نیکی بڑھتی جاوے گی۔ (ترمذی وابن ماجہ وخزیمہ و حاکم)

ف۔ اس پڑھنے اور چڑھنے کی تفصیل ایک اور حدیث میں آئی ہے کہ جس طرح سنبھال سنبھال کر دنیا میں پڑھتا تھا اِس طرح پڑھتا ہوا اور چڑھتا ہوا چلا جا جو آیت پڑھنے میں اخیر ہوگی وہاں ہی تیرے رہنے کا گھر ہے۔ (ترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ و ابن حبان) (یہ حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں)

ف: مسلمانو! ان حدیثوں میں غور کرو اور قرآن مجید حاصل کرنے میں اور اولاد کو پڑھانے میں کوشش کرو۔ اگر پورا قرآن پڑھنے یا پڑھانے کی فرصت نہ ہو تو جتنا ہو سکے اُسی کی ہمت کرو۔ اگر اچھی طرح یاد نہ ہوتا ہو یا صاف اور صحیح نہ ہوتا ہو گھبراؤ مت اس میں لگے رہو اسطرح سے پڑھنے میں بھی ثواب ملتا ہے۔ اگر حفظ نہ کرسکو ناظرہ ہی پڑھو پڑھاؤ اس کی بھی بڑی فضیلت ہے اگر پورا قرآن حاصل کرنے کی فرصت نہیں یا ہمت نہیں کسی پورا قرآن پڑھنے والے کے پاس بیٹھکر سُن[۵] ہی لیا کرو ان سب باتوں کا ثواب اوپر حدیثوں میں پڑھ چکے ہو اور موٹی بات ہے کہ جو کام ضروری ہوتا ہے اور ثواب کا ہوتا ہے اُس کا سامان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اور اس میں بھی ثواب ملتا ہے پس اس قاعدہ سے قرآن کے پڑھنے پڑھانے کا سامان کرنا بھی ضروری ہوگا اور اس میں ثواب بھی ملے گا اور سامان اس کا یہی ہے کہ ہر ہر جگہ کے مسلمان مل کر قرآن کے مکتب قائم کریں اور بچوں کو قرآن پڑھوائیں اور بڑی عمر کے آدمی بھی اپنے کاموں

[۵] یعنی، اس سے اجازت لے کر ۱۲

میں سے تھوڑا سا وقت نکال کر تھوڑا تھوڑا قرآن سیکھا کریں اور جو پڑھانے والا مفت نہ ملے سب مل کر اس کو گذارہ کے موافق کچھ تنخواہ دیا کریں۔ اسی طرح جو بچے اپنے گھر سے غریب ہوں اور اس لئے زیادہ قرآن نہ پڑھ سکیں ان کے کھانے کپڑے کا بندوبست کردیا کریں کہ وہ اطمینان سے قرآن مجید ختم کرسکیں اور جو لڑکے جتنا قرآن پڑھتے جائیں اپنے گھر جاکر عورتوں اور لڑکیوں کو بھی پڑھادیا کریں اس طرح سے گھر کے سب مرد اور عورت قرآن پڑھ لیں گے اگر کوئی سیپارہ میں نہ پڑھ سکے وہ زبانی ہی کچھ سورتیں یاد کرلے اور قرآن کے کچھ اور حقوق بھی ہیں ایک یہ کہ جو شخص جتنا پڑھ لے خواہ پُورا خواہ تھوڑا وہ اس کو ہمیشہ پڑھتا رہا کرے تاکہ یاد رہے اگر یاد نہ رکھا تو پڑھا بے پڑھا سب یکساں ہوگیا۔ دوسرا یہ کہ اگر کسی کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کا بھی شوق ہو تو بطور خود ترجمہ نہ دیکھے کہ اس میں غلط سمجھ جانے کا قوی اندیشہ ہے کسی عالم سے سبق کے طور پر پڑھ لے اور تیسرا یہ کہ قرآن مجید کا بہت ادب کرنا چاہیئے اس کی طرف پاؤں نہ کرو اُدھر پیٹھ نہ کرو اس سے اونچی جگہ پر مت بیٹھو اس کو زمین یا فرش پر مت رکھو بلکہ رحل یا تکیہ پر رکھو۔ چوتھا یہ کہ اگر وہ پھٹ جائے کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاک جگہ جہاں پاؤں نہ پڑے دفن کردو پانچواں یہ کہ جب قرآن پڑھا کرو یہ دھیان رکھا کرو کہ ہم اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہے ہیں پھر دیکھنا دل پر کیسی روشنی ہوتی ہے۔

روح چہارم

اللہ تعالیٰ سے محبّت رکھنا

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا

۱۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہونگی اس کو ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی۔ ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں (یعنی جتنی محبت اس کو اللہ اور رسول سے ہو اتنی کسی سے نہ ہو) اور ایک وہ شخص جس کو کسی بندہ سے محبت ہو اور محض اللہ ہی کے لیئے محبت ہو (یعنی کسی دنیوی غرض سے نہ ہو محض اس وجہ سے محبت ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے) اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچالیا ہو (خواہ پہلے ہی سے بچائے رکھا ہو خواہ کفر سے توبہ کرلی اور بچ گیا) اور اس (بچالینے) کے بعد وہ کفر کی طرف

آنے کو اس قدر ناپسند کرتا ہے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

۲۔ نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں کوئی شخص (پورا) ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ اپنے والد سے بھی زیادہ اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ اور سب آدمیوں سے بھی زیادہ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے (یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں)

۳۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ ایماندار نہیں ہوتا جب تک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ تمام اہل و عیال سے زیادہ اور تمام آدمیوں سے بھی زیادہ۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اور بخاری میں عبداللہ بن ہشام کی روایت سے یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک مجھ کو آپ کے ساتھ سب چیزوں سے زیادہ محبت ہے بجز اپنی جان کے (یعنی اپنی جان کے برابر آپ کی محبت معلوم نہیں ہوتی) آپ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایماندار نہ ہوگے جب تک میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ رکھو گے حضرت عمر نے عرض کیا اب تو آپ کے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے آپ نے فرمایا اب پورے ایماندار ہوئے عمرؓ۔

ف۔ اِس بات کو آسانی کے ساتھ یوں سمجھو کہ حضرت عمرؓ نے اول غور نہیں کیا تھا۔ یہ خیال کیا کہ اپنی تکلیف سے جتنا اثر ہوتا ہے دوسرے کی تکلیف سے اتنا اثر نہیں ہوتا اِس لئے اپنی جان زیادہ پیاری معلوم ہوئی پھر سوچنے سے معلوم ہوا کہ اگر جان دینے کا موقع آجائے تو یقینی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بچا لینے کے لئے ہر مسلمان اپنی جان دینے کو تیار ہو جائے اِسی طرح آپ کے دین پر بھی جان دینے سے کبھی مُنھ نہ موڑے تو اِس طرح سے آپ جان سے بھی زیادہ پیارے ہوئے۔

۴۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو اس وجہ سے کہ وہ تم کو غذائیں اپنی نعمتیں دیتا ہے اور مجھ سے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) محبت رکھو اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ف۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف غذا دینے ہی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کمالات و احسانات جو بے شمار ہیں اگر کسی کی سمجھ میں نہ آویں تو یہ احسان تو بہت ظاہر ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا، یہی سمجھ کر اس سے محبت کرو۔

۵۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب کو ہوگی آپ نے فرمایا تو نے اس کے لئے کیا سامان کر رکھا ہے (جو اس کے آنے کا شوق ہے) اس نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لئے کچھ بہت نماز روزہ کا سامان تو کیا نہیں مگر اتنی بات ہے کہ میں اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ (قیامت میں) ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہوگا (سو تجھ کو میرا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہوگا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی ہوگا) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام لانے (کی خوشی) کے بعد کسی بات پر اتنا خوش ہوتا نہیں دیکھا جتنا اس پر خوش ہوئے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ف۔ اس حدیث میں کتنی بڑی بشارت ہے کہ اگر زیادہ عبادت کا بھی ذخیرہ نہ ہو تو اللہ و رسول کی محبت سے اتنی بڑی دولت مل جاوے گی (یہ حدیثیں تخریج احادیث الاحیاء للعراقی میں ہیں)

۲۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز تہجد میں) ایک آیت میں تمام رات گذار کر صبح کر دی اور وہ آیت یہ ہے ان تعذبھم الخ (المائدۃ آیت ۱۱۸) یعنی (اے پروردگار) اگر آپ ان کو (یعنی میری امت کو) عذاب دیں تو وہ آپ کے

بندے ہیں (آپ کو ان پر ہر طرح کا اختیار ہے) اور اگر آپ ان کی مغفرت فرمادیں تو (آپ کے نزدیک کچھ مشکل کام نہیں کیونکہ) آپ زبردست ہیں (بڑے سے بڑا کام کر سکتے ہیں اور حکمت والے ہیں (گنہگاروں کو بخش دینا بھی حکمت سے ہوگا) روایت کو اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے)

ف۔ شیخ دہلوی نے مشکوٰۃ کے حاشیہ میں کہا ہے کہ اس آیت کا مضمون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے اپنی قوم کے معاملہ میں اور غالبًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنی امت کی حالت حضور حق میں پیش کر کے ان کے لئے مغفرت کی درخواست کی فقط۔ شیخ نے یہ لفظ غالبًا احتیاط کے لئے فرمادیا ورنہ دوسرا احتمال ہو ہی نہیں سکتا تو دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ کتنی بڑی شفقت ہے کہ تمام رات کا آرام اپنی امت پر قربان کردیا اور ان کے لئے دعا مانگتے رہے اور سفارش فرماتے رہے کون ایسا بےحس ہوگا کہ اتنی بڑی شفقت سن کر بھی عاشق نہ ہوجاوے گا۔

۷۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری (اور تمہاری) حالت اس شخص کی سی ہے کہ جیسے کسی نے آگ روشن کی اور اس پر پروانے گرنے لگے اور وہ ان کو ہٹاتا ہے مگر وہ اسکی نہیں مانتے اور آگ میں دھنسے جاتے ہیں۔

اسی طرح میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹاتا ہوں (کہ دوزخ میں لے جانے والی چیزوں سے روکتا ہوں) اور تم اس میں گھسے جاتے ہو۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

ف۔ دیکھئے اِس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ سے اپنی امت کو بچانے کا کتنا اہتمام معلوم ہوتا ہے یہ محبت نہیں تو کیا ہے، اگر ہم کو ایسی محبت والے سے محبت نہ ہو تو افسوس ہے۔

۸۔ حضرت عباس بن مروان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا فرمائی۔ آپ کو جواب دیا گیا کہ میں نے ان کی مغفرت کردی بجز حقوق العباد کے (کہ اُس میں ظالم سے مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا، اور بدون عذاب مغفرت نہ ہوگی) آپ نے عرض کیا اے پروردگار اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو (اس کے حق کا عوض) جنت سے دے کر ظالم کی مغفرت فرما سکتے ہیں مگر اس شام کو یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ پھر جب مزدلفہ میں آپ کو صبح ہوئی آپ نے پھر وہی دعا کی اور آپ کی درخواست قبول ہوگئی۔ پس آپ ہنسے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ جب ابلیس کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کرلی اور میری امت کی مغفرت فرمادی خاک

لے کر اپنے سر پر ڈالتا تھا اور ہائے وائے کرتا تھا مجھ کو اس کا اضطراب دیکھ کر ہنسی آگئی۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور اس کے قریب بیہقی نے۔

ف۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ حقوق العباد علی الاطلاق بدون سزا معاف ہو جاویں گے اور نہ یہ مطلب ہے کہ خاص حج کرنے سے بدون سزا معاف ہو جاویں گے بلکہ قبل اس دعا کے قبول ہونے کے دو احتمال تھے ایک یہ کہ حقوق العباد کی سزا میں جہنم میں ہمیشہ رہنا پڑے، دوسرا یہ کہ گو جہنم میں ہمیشہ رہنا نہ ہو لیکن سزا ضرور ہو۔ اب اس دعا کے قبول ہونے کے بعد دو وعدے ہو گئے ایک یہ کہ بعد سزا کبھی نہ کبھی ضرور نجات ہو جاوے گی، دوسرا یہ کہ بعض دفعہ بدون سزا بھی اس طور پر نجات ہو جاوے گی کہ مظلوم کو نعمتیں دے کر اس سے راضی نامہ دلوایا جاوے گا۔

ف۔ غور کر کے دیکھو آپ کو اس قانون کی منظوری لینے میں کس قدر فکر اور تکلیف ہوئی ہے۔ کیا اب بھی قلب میں آپ کی محبت کا جوش نہیں اُٹھتا۔

۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آیتیں پڑھیں جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام (ابراہیم آیت ۳۶) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام (المائدہ۔ آیت ۱۱۸) کی دعائیں اپنی اپنی اُمت کے لئے مذکور،

ہیں اور (دعا کے لئے) اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور عرض کیا اے اللہ میری امت میری امت۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور یوں تو تمہارا پروردگار جانتا ہی ہے اور ان سے پوچھو آپ کے رونے کا سبب کیا ہے۔ اُنھوں نے آپ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہا تھا ان کو بتلایا۔ حق تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا محمدؐ کے پاس جاؤ اور کہو ہم آپ کو آپ کی امت کے معاملہ میں خوش کردیں گے اور رنج نہ دیں گے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ف۔ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ آپ تو کبھی بھی خوش نہ ہونگے اگر آپ کی اُمت میں سے ایک آدمی بھی دوزخ میں رہے (درمنثور عن الخطیب) اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے آپ کے خوش کرنے کا تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا ایک امتی بھی دوزخ میں نہ رہے گا اے مسلمانو! یہ سب دولتیں اور نعمتیں جس ذات کی برکت سے نصیب ہوئیں اگر ان سے محبت نہ کروگے تو کس سے کروگے۔

۱۰۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شراب نوشی میں سزا بھی دی تھی، ایک دفعہ پھر لایا گیا اور سزا کا حکم ہو کر سزا دی گئی۔ ایک شخص نے کہا اے اللہ اس پر لعنت کر کس کثرت سے اس کو لایا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِس پر لعنت نہ کرو، واللہ میرا یہ علم ہے کہ یہ خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہے۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے۔

ف۔ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے کی کتنی قدر فرمائی گئی کہ اتنا بڑا گناہ کرنے پر بھی اس پر لعنت کی اجازت نہیں دی گئی۔

اے مسلمانو! ایسی مفت کی دولت جس میں نہ محنت نہ مشقت کہاں نصیب ہوتی ہے اس کو ہاتھ سے مت دینا اپنی رگ رگ میں اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق سما لینا اور رچا لینا (یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں اور ایک درمنثور کی ہے جس میں اس کا نام لکھ دیا ہے۔

اشرف علی عفی عنہ تھانوی

روح پنجم

اعتقادِ تقدیر و عمل توکل یعنی تقدیر پر یقین لانا اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا

اِس اعتقاد اور اس عمل میں یہ فائدے ہیں:۔
الف۔ کیسی ہی مصیبت یا پریشانی کا واقعہ ہو اُس سے دل مضبوط رہے گا، یہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا اس کے خلاف ہو نہیں سکتا تھا اور وہ جب چاہے گا اس کو دفع کر دے گا۔
ب۔ جب یہ سمجھ گیا تو اگر اُس مصیبت کے دور ہونے میں دیر بھی لگے گی تو پریشان اور مایوس اور دل کمزور نہ ہوگا۔
ج۔ نیز جب یہ سمجھ گیا تو کوئی تدبیر اس مصیبت کے دفع کرنے کی ایسی نہ کرے گا جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو۔ یوں سمجھے گا کہ مصیبت تو بدون خدا تعالیٰ کے چاہے ہوئے دفع ہوگی نہیں پھر خدا تعالیٰ کو کیوں ناراض کیا۔
د۔ نیز اس سمجھنے کے بعد سب تدبیروں کے ساتھ یہ شخص دعا میں

بھی مشغول ہوگا کیونکہ یہ سمجھے گا کہ جب اسی کے چاہنے سے یہ مصیبت ٹل سکتی ہے تو اسی سے عرض کرنے میں نفع کی زیادہ اُمید ہے پھر دعا میں لگ جانے سے اللہ تعالیٰ سے علاقہ بڑھ جاوے گا جو تمام راحتوں کی جڑ ہے۔

۷۔ نیز جب ہر کام میں یہ یقین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہی کے کرنے سے ہوتا ہے، تو کسی کامیابی میں اپنی کسی تدبیر یا سمجھ پر اس کو ناز اور فخر اور دعویٰ نہ ہوگا۔ حاصل اِن سب فائدوں کا یہ ہوا کہ یہ شخص کامیابی میں شکر کرے گا اور ناکامی میں صبر کرے گا۔ اور یہی فائدے اس مسئلہ کے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بطور خلاصہ بتلائے ہیں (لکیلا تاسوا علی مَا فَاتکم وَلَا تَفرَحُوا بِمَآ اٰتٰکُمْ الآیۃ) (سورۂ حدید آیت ۲۳) اور اس مسئلہ کا یہ مطلب نہیں کہ تقدیر کا بہانہ کر کے شریعت کے موافق ضروری تدبیر کو بھی چھوڑ دے بلکہ یہ شخص تو کمزور تدبیر کو بھی نہ چھوڑے گا اور اس میں بھی امید رکھے گا کہ خدا تعالےٰ اِس میں بھی اثر دے سکتا ہے اِس لئے کبھی ہمت نہ ہارے گا۔ جیسے بعض لوگوں کو یہ غلطی ہو جاتی ہے اور دین تو بڑی چیز ہے دنیا کے ضروری کاموں میں بھی ایسی کم ہمتی کی بُرائی حدیث میں آئی ہے۔ چنانچہ عوف بن مالک نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمایا۔ تو ہارنے والا کہنے لگا حسبی اللہ ونعم الوکیل (مطلب یہ کہ خدا کی مرضی میری

قسمت) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کم ہمتی کو ناپسند فرماتا ہے لیکن ہوشیاری سے کام لو (یعنی کوشش و تدبیریں کم ہمتی مت کرو) پھر جب کوئی کام تمہارے قابو سے باہر ہو جائے تب کہو حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (یعنی خدا کی مرضی میری قسمت) (ابو داؤد)

یہ مضمون توضیح میں اس مسئلے کے فائدے بتلانے اور غلطیوں سے بچانے کے لئے آگیا تھا۔ اب وہ حدیثیں لکھی جاتی ہیں جن میں اس مسئلہ کا ذکر ہے۔

۱۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک کہ تقدیر پر ایمان نہ لائے، اُس کی بھلائی پر بھی اور اُس کی برائی پر بھی یہاں تک کہ یہ یقین کرلے کہ جو بات واقع ہونے والی تھی وہ اس سے ہٹنے والی نہ تھی اور جو بات اس سے ہٹنے والی تھی وہ اس پر واقع ہونے والی نہ تھی۔ (ترمذی)

۲۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے میں تجھ کو چند باتیں بتلاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ وہ تیری حفاظت فرماویگا اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ تو اس کو اپنے سامنے (یعنی قریب) پاوے گا جب تجھ کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور جب تجھ کو مدد چاہنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہ، اور یہ یقین کرلے کہ تمام گروہ

اگر اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے نفع پہنچاویں تو تجھ کو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالےٰ نے تیرے لئے لکھ دی تھی۔ اور اگر وہ سب اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے ضرر پہنچاویں تو تجھ کو ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دی تھی۔ (ترمذی)

۳۔ حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کی پانچ چیزوں سے فراغت فرمادی ہے، اس کی عمرؔ سے اور اس کے رزقؔ سے اور اس کے عملؔ سے اور اس کے دفن ہونے کی جگہ اور یہ کہ (انجام میں) سعید ہے یا شقی ہے۔ (احمد و بزار و کبیر و اوسط)

۴۔ حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی ایسی چیز پر آگے مت بڑھ جس کی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ میں آگے بڑھ کر اس کو حاصل کرلوں گا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر نہ کیا ہو۔ اور کسی ایسی چیز سے پیچھے مت ہٹ جس کی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ وہ میرے پیچھے ہٹنے سے ٹل جاوے گی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر کر دیا ہو۔ (کبیر و اوسط)

ف۔ یعنی یہ دونوں گمان غلط ہیں بلکہ جو چیز مقدر نہیں وہ آگے بڑھنے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی اِس لئے اس گمان سے آگے بڑھنا بیکار۔ اور اسی طرح جو چیز مقدر ہے وہ ہٹنے اور بچنے سے

ٹل نہیں سکتی اِس لئے اس سے بچنا بیکار۔

۵۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے نفع کی چیز کو کوشش سے حاصل کر اور اللہ سے مدد چاہ اور ہمت مت ہار اور اگر تجھ پر کوئی واقعہ پڑ جائے تو یوں مت کہہ کہ اگر میں یوں کرتا تو ایسا ایسا ہو جاتا لیکن (ایسے وقت میں) یوں کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر فرمایا تھا، اور جو اس کو منظور ہوا اس نے وہی کیا (مسلم) یہاں تک کی حدیثیں جمع الفوائد سے نقل کی گئی ہیں۔ان حدیثوں میں زیادہ تقدیر کا بیان تھا آگے وہ آیتیں اور حدیثیں ہیں جن میں زیادہ توکل کا اور کچھ کچھ تقدیر کا بیان ہے۔

۶۔ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رائے پختہ کرلیں سو خدا تعالیٰ پر اعتماد (کر کے اس کام کو کر ڈالا) کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے (جو خدا تعالیٰ پر اعتماد رکھیں) محبت فرماتے ہیں۔(آل عمران آیت ۱۵۹)

ف۔اِس سے بڑھکر کیا دولت ہوگی کہ خدا پر بھروسہ رکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے۔جس شخص سے خدا تعالےٰ کو محبت ہو اُس کی فلاح میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے۔ اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توکل کے ساتھ تدبیر کا بھی حکم ہے۔ کیونکہ مشورہ تو تدبیر ہی کے لئے ہوتا ہے۔ البتہ تدبیر پر بھروسہ کرنا نہ چاہیئے

بلکہ تدبیر کر کے بھی بھروسہ خدا ہی پر ہونا چاہئیے۔

۷۔ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ یہ ایسے (مخلص) لوگ ہیں کہ (بعض) لوگوں نے (جو) اُن سے (آکر) کہا کہ ان لوگوں نے (یعنی کفار مکہ نے) تمہارے (مقابلہ کے) لئے (بڑا) سامان جمع کیا ہے سوتم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہیئے تو اس (خبر) نے اُن کے (جوش ایمان) کو اور زیادہ کر دیا اور (نہایت استقلال سے یہ) کہہ (کر بات کو ختم کر) دیا کہ ہم کو حق تعالےٰ (سب مہمات میں) کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے (یہی سپرد کرنا توکل ہے) پس یہ لوگ خدا تعالیٰ کی نعمت اور فضل سے (یعنی ثواب اور نفع تجارت سے) بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی، اور وہ لوگ (اس واقعہ میں) رضائے حق کے تابع رہے (اسی کی بدولت ہر طرح کی نعمتوں سے سرفراز ہوئے) اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔ (آل عمران آیت ۱۷۳،۱۷۲)

ف۔ ان آیتوں میں ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے جس میں صحابہ کو دنیا اور دین دونوں کا فائدہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ یہ بتلاتا ہے کہ یہ دونوں دولتیں توکل کی بدولت ملیں۔

۸۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ فرما دیجئے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑسکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے (پس مالک حقیقی جو تجویز کرے بندہ کو اس پر راضی

رہنا واجب ہے) اور (ہماری کیا تخصیص ہے) اللہ کے تو سب مسلمانوں کو اپنے سب کام سپرد رکھنے چاہئیں (دوسری بات یہ) فرما دیجئے کہ (ہمارے لئے جیسی اچھی حالت بہتر ہے ایسے ہی سختی کی حالت بھی باعتبار انجام کے بہتر ہے کہ اس میں درجات بڑھتے ہیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں پس) تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو۔ (توبہ آیت ۵۱ و ۵۲)

ف۔ اس سے ثابت ہوا کہ توکل کا اثر یہ ہے کہ اگر کوئی ناگواری بھی پیش آوے تو اُس سے بھی پریشانی نہیں ہوتی بلکہ اس کو بھی بہتری ہی سمجھتے ہیں اگر دنیا میں بھی اس کا ظہور نہ ہو تو آخرت میں ضرور ہوگا جو ہمارا اصلی گھر ہے اور وہی بھلائی ہمیشہ کام آنے والی ہے۔

۹۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (جب بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے خوف میں دیکھا تو ان سے) فرمادیا کہ اے میری قوم اگر تم (سچے دل سے) اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو (سوچ بچار مت کرو بلکہ) اس پر توکل کرو اگر تم (اس کی) اطاعت کرنے والے ہو انھوں نے (جواب میں) عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا (بعد اس کے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ) اے پروردگار ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافر لوگوں سے نجات دے (یعنی جب تک ہم پر ان کی حکومت

مقدر ہے ظلم نہ کرنے پاویں اور پھر ان کی حکومت ہی کے دائرہ سے نکال دیجئے) (یونس۔ آیت ۸۴، تا ۸۶)

ف۔ اِس سے معلوم ہوا کہ توکل کے ساتھ دعا زیادہ مفید ہوتی ہے۔

۱۰۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کام بنانے کے لئے کافی ہے۔ (اور یہ کام بنانا عام ہے ظاہراً بھی ہو یا صرف باطناً۔ (الطلاق۔ آیت ۳)

ف۔ دیکھئے توکل پر کیسا عجیب وعدہ فرمایا ہے اور اصلاح باطناً اس وقت تو معلوم نہیں ہوتی مگر بہت جلد سمجھ میں آجاتی ہے۔

۱۱۔ حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی سعادت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو اس کے لئے مقدر فرمایا اس پر راضی رہے اور آدمی کی محرومی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے خیر مانگنا چھوڑ دے، اور یہ بھی آدمی کی محرومی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو اس کے لئے مقدر فرمایا اس سے ناراض ہو۔ (احمد و ترمذی)

۱۲۔ حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا دل (تعلقات کے) ہر میدان میں شاخ شاخ رہتا ہے۔ سو جس نے اپنے دل کو ہر شاخ کے پیچھے ڈال دیا اللہ تعالیٰ پروا بھی نہیں کرتا۔ خواہ وہ کسی میدان میں

ہلاک ہوجاوے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ سب شاخوں میں اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

ف ۔ یعنی اس کو پریشانی اور مشکلیں نہیں ہوتیں، یہ دو حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں۔

۱۳۔ حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (اپنے دل سے) اللہ تعالیٰ ہی کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اس کی سب ذمہ داریوں کی کفایت فرماتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص دنیا کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا ہی کے حوالہ کردیتا ہے (ابوالشیخ) یہ حدیث ترغیب وترہیب میں ہے۔

۱۴۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ اونٹ کو باندھ کر توکل کر۔

ف ۔ یعنی توکل میں تدبیر کی ممانعت نہیں ہاتھ سے تدبیر کرے دل سے اللہ پر توکل کرے اور اس تدبیر پر بھروسہ نہ کرے۔

۱۵۔ ابوخزامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ دوا اور جھاڑ پھونک کیا تقدیر کو ٹال دیتی ہے آپ نے فرمایا یہ بھی تقدیر ہی میں داخل ہے۔ (ترمذی وابن ماجہ)

ف ۔ یعنی یہ بھی تقدیر میں ہے کہ فلاں دوا یا جھاڑ پھونک سے نفع ہو جاوے گا یہ حدیث تخریج عراقی میں ہے۔

نتیجہ - مسلمانو! ان آیتوں اور حدیثوں سے سبق لو، کیسی ہی دشواری پیش آوے دل تھوڑا مت کرو اور دین میں کچے مت بنو، خدا تعالیٰ مدد کرے گا۔ فقط

کتبہ

اشرف علی۔ تھانہ بھون

روح ششم

دعا مانگنا

یعنی جس چیز کی ضرورت ہو خواہ وہ دنیا کا کام ہو یا دین کا اور خواہ اِس میں اپنی بھی کوشش کرنا پڑے، اور خواہ اپنی کوشش اور قابو سے باہر ہو سب خدا تعالیٰ سے مانگا کرے۔ لیکن اتنا خیال ضروری ہے کہ وہ گناہ کی بات نہ ہو۔ اِس میں سب باتیں آگئیں۔ جیسے کوئی کھیتی یا سوداگری کرتا ہے تو محنت اور سامان بھی کرنا چاہیئے مگر خدا تعالیٰ سے دعا بھی مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ اِس میں برکت فرما اور نقصان سے بچا۔ یا کوئی دشمن ستاوے، خواہ دنیا کا دشمن خواہ دین کا دشمن، تو اس سے بچنے کی تدبیر بھی کرنا چاہیئے خواہ وہ تدبیر اپنے قابو کی ہو خواہ حاکم سے مدد لینا پڑے مگر اس تدبیر کے ساتھ خدا تعالیٰ سے بھی دعا مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ اِس دشمن کو زیر کردے۔ یا مثلاً کوئی بیمار ہو تو دوا دارو بھی کرنا چاہیئے مگر خدا تعالیٰ سے دعا بھی مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ اس بیماری کو کھودے۔ یا اپنے پاس کچھ مال ہے تو اس کی حفاظت کا

سامان بھی کرنا چاہیئے، جیسے مضبوط مکان میں مضبوط مضبوط قفل لگاکر رکھنا یا گھر والوں کے یا نوکروں کے ذریعہ سے اس کا پہرہ دینا دیکھ بھال رکھنا، مگر اس کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دعا بھی مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ اس کو چوروں سے محفوظ رکھ۔ یا مثلاً کوئی مقدمہ کر رکھا ہے یا اس پر کسی نے کر رکھا ہے تو اس کی پیروی بھی کرنا چاہیئے وکیل اور گواہوں کا انتظام بھی کرنا چاہیئے۔ مگر اس کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دعا بھی کرنا چاہیئے کہ اے اللہ اس مقدمہ میں مجھ کو فتح دے اور ظالم کے شر سے مجھ کو بچا۔ یا قرآن اور علم دین حاصل کر رہا ہے تو اس میں جی لگاکر پابندی سے محنت بھی کرنا چاہیئے مگر اس کے ساتھ دعا بھی کرنا چاہیئے کہ اے اللہ اس کو آسان کر دے اور میرے ذہن میں اس کو جمادے۔ یا نماز و روزہ وغیرہ شروع کیا ہے، یا بزرگوں کے بتلانے سے اور عبادتوں میں لگ گیا ہو تو سستی اور نفس کے حیلہ بہانہ کا مقابلہ کرکے ہمت کے ساتھ اس کو نباہنا چاہیئے مگر دعا بھی کرتا رہے کہ اے اللہ میری مدد کر اور مجھ کو اس کی ہمیشہ توفیق دے۔ اور اس کو قبول فرما۔ یہ نمونہ کے طور پر چند مثالیں لکھ دی ہیں ہر کام اور ہر مصیبت میں اسی طرح جو اپنے کرنے کی تدبیر ہے وہ بھی کرے اور سب تدبیروں کے ساتھ اللہ تعالےٰ سے خوب عاجزی اور توجہ کے ساتھ عرض بھی کرتا رہے اور جس کام میں تدبیر کا کچھ دخل نہیں اس میں تو تمام کوشش دعا ہی میں خرچ کرنا

ضرور ہے۔ جیسے بارش کا ہونا یا اولاد کا زندہ رہنا یا کسی بیماری کا علاج بیماری سے اچھا ہو جانا یا نفس وشیطان کا نہ بہکانا۔ یا وبا اور طاعون سے محفوظ رہنا یا قابو یافتہ ظالموں کے شر سے بچنا۔ ان کاموں کا بنانے والا تو بجز خدا تعالیٰ کے کوئی برائے نام بھی نہیں، اس لئے تدبیر کے کاموں میں جتنا حصہ تدبیر کا ہے۔ ان بے تدبیر کے کاموں میں وہ حصہ تدبیر کا بھی دُعاء ہی میں خرچ کرنا چاہیئے غرض تدبیر کے کاموں میں تو کچھ تدبیر اور کچھ دعا ہے اور بے تدبیر کے کاموں میں تدبیر کی جگہ بھی دعا ہی ہے۔

تو اس میں زیادہ دعا ہوئی اور دعا فقط اس کا نام نہیں کہ دو چار باتیں یاد کرلیں اور نمازوں کے بعد اس کو صرف زبان سے آموختہ کی طرح پڑھ دیا سو یہ دعا نہیں ہے محض دعا کی نقل ہے دعا کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں درخواست پیش کرنا ہے سو جس طرح حاکم کے یہاں درخواست دیتے ہیں کم سے کم دعا اس طرح تو کرنا چاہیئے کہ درخواست دینے کے وقت آنکھیں بھی اسی طرف لگی ہوتی ہیں دل بھی ہمہ تن ادھر ہی ہوتا ہے، صورت بھی عاجزوں کی سی بناتے ہیں۔ اگر زبانی کچھ عرض کرنا ہوتا ہے تو کیسے ادب سے گفتگو کرتے ہیں اور اپنی عرضی منظور ہونے کیلئے پورا زور لگاتے ہیں اور اس یقین دلانے کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ ہم کو آپ سے پوری امید ہے کہ ہماری درخواست پر پوری توجہ فرمائی جاوے گی

پھر بھی عرضی کے موافق حکم نہ ہوا اور حاکم عرضی دینے والے کے سامنے افسوس ظاہر کرے کہ تمہاری مرضی کے موافق تمہارا کام نہ ہوا تو یہ شخص فوراً یہ جواب دیتا ہے کہ حضور مجھ کو کوئی رنج یا شکایت نہیں اس معاملہ میں قانون ہی سے جان نہ تھی یا میری پیروی میں کمی رہ گئی تھی۔ حضور نے کچھ کمی نہیں فرمائی اور اگر اس حاجت کی آئندہ بھی ضرورت ہو تو کہتا ہے کہ مجھ کو نا امیدی نہیں پھر عرض کرتا رہونگا اور اصلی بات تو یہ ہے کہ مجھ کو حضور کی مہربانی کام ہونے سے زیادہ پیاری چیز ہے کام تو خاص وقت یا محدود درجہ کی چیز ہے حضور کی مہربانی تو عمر بھر کی اور غیر محدود درجہ کی دولت اور نعمت ہے۔

تو اے مسلمانو! دل میں سوچو کیا تم دعا مانگنے کے وقت اور دعا مانگنے کے بعد جب اس کا کوئی ظہور نہ ہو خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہو۔ سوچو اور شرماؤ جب یہ برتاؤ نہیں کرتے تو اپنی دعا کو دعا یعنی درخواست کس منہ سے کہتے ہو تو واقع میں کمی تمہاری ہی طرف سے ہے جس سے وہ دعا درخواست نہ رہی۔ اور اس طرف سے تو اتنی رعایت ہے کہ درخواست دینے کا وقت بھی معین نہیں فرمایا وقت بے وقت جب چاہو عرض معروض کرلو۔ نمازوں کے بعد کا وقت بھی تم ہی نے ٹھیرا رکھا ہے البتہ وہ وقت دوسرے وقتوں سے زیادہ برکت کا ہے سو اس وقت زیادہ دعا کرو باقی اور وقتوں میں بھی اس کا سلسلہ جاری رکھو جس وقت جو حاجت یاد آگئی فوراً ہی دل سے یا زبان

سے بھی مانگنا شروع کرو۔ جب دُعا کی حقیقت معلوم ہوگئی تو اس حقیقت کے موافق دعا مانگو پھر دیکھو کیسی برکت ہوتی ہے اور برکت کا یہ مطلب نہیں کہ جو مانگو گے وہی مل جاوے گا کبھی تو وہی چیز مل جاتی ہے جیسے کوئی آخرت کی چیز مانگے کیونکہ وہ بندہ کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے البتہ اُس میں ایمان اور اطاعت شرط ہے کیونکہ وہاں کی چیزیں قانوناً اُسی شخص کو مل سکتی ہیں۔ اور کبھی وہ چیز مانگی ہوئی نہیں ملتی جیسے دنیا کی چیزیں مانگے کیونکہ وہ بندہ کے لئے کبھی بھلائی ہے کبھی برائی، جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھلائی ہوتی ہے اس کو مل جاتی ہے اور جب بُرائی ہوتی ہے تو نہیں ملتی۔ جیسے باپ بچّہ کو پیسہ مانگنے پر کبھی دے دیتا ہے اور کبھی نہیں دیتا جب وہ دیکھتا ہے کہ یہ اس سے ایسی چیز خرید کر کھاوے گا جس سے حکیم نے منع کر رکھا ہے۔ تو برکت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مانگی ہوئی چیز مل جاوے۔ بلکہ برکت کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے سے حق تعالیٰ کی توجہ بندہ کی طرف ہو جاتی ہے اگر وہ چیز بھی کسی مصلحت سے نہ ملے تو دعا کی برکت سے بندہ کے دل میں تسلی اور قوت پیدا ہو جاتی ہے اور پریشانی اور کمزوری جاتی رہتی ہے اور یہ اثر حق تعالیٰ کی اس خاص توجہ کا ہوتا ہے جو دعا کرنے سے بندہ کی طرف حق تعالیٰ کو ہو جاتی ہے اور یہی توجہ خاص اجابت کا وہ یقینی درجہ ہے جس کا وعدہ حق تعالیٰ کی طرف سے دُعا

کرنے والے کے لئے ہوا ہے۔ اور اس حاجت کا عطا فرما دینا یہ اجابت کا دوسرا درجہ[عہ] ہے جس کا وعدہ بلا شرط نہیں بلکہ اس شرط سے ہے کہ بندہ کی مصلحت کے خلاف نہ ہو اور یہی توجہ خاص ہے جس کے سامنے بڑی سے بڑی حاجت اور دولت کوئی چیز نہیں اور یہی توجہ خاص بندہ کی اصل پونجی ہے جس سے دنیا میں بھی اُس کو حقیقی اور دائمی راحت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی غیر محدود اور ابدی نعمت اور حلاوت نصیب ہوگی تو دعا میں اِس برکت کے ہوتے ہوئے دعا کرنے والے کو خسارہ اور محرومی کا اندیشہ کرنے کی کب گنجائش ہے۔

اب دو چار حدیثیں دعا کی فضیلت اور آداب میں لکھتا ہوں۔

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے تاوقتیکہ کسی گناہ یا رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کی دعا نہ کرے جب تک کہ جلدی نہ مچاوے عرض کیا گیا یا رسول اللہ جلدی مچانے کا کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا جلدی مچانا یہ ہے کہ یوں کہنے لگے کہ میں نے بار بار دعا کی مگر قبول ہوتی ہوئی نہیں دیکھتا سو دعا کرنا چھوڑ دے۔ (مسلم)

عہ جیسے کوئی طبیب سے درخواست کرے کہ میرا علاج مسہل سے کر دیجئے تو اصل منظوری تو علاج شروع کر دینا ہے گو مسہل نہ دے اور دوسری منظوری مسہل دینا ہے اس میں یہ شرط ہے کہ مصلحت بھی سمجھے ۱۲

ف۔ اِس میں تاکید ہے اس بات کی کہ گو قبول نہ ہو مگر برابر کئے جائے اس کے متعلق اوپر بیان آچکا ہے۔

۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز قدر کی نہیں۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

۳۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا (ہر چیز سے) کام دیتی ہے ایسی (بلا) سے بھی جو کہ نازل ہوچکی ہو اور ایسی (بلا) سے بھی جو کہ ابھی نازل نہیں ہوئی سُواَے بندگانِ خدا دعا کو پلّہ باندھو۔ (ترمذی و احمد)

۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر غصہ کرتا ہے۔ (ترمذی)

ف۔ البتہ جس کو اس کی دھن اور دھیان سے فرصت نہ ہو وہ اس میں داخل نہیں۔

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں دعا کیا کرو کہ تم قبولیت کا یقین رکھا کرو اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غفلت سے بھرے دل سے دعا قبول نہیں کرتا۔ (ترمذی)

ف۔ تو دعا خوب توجہ سے کرنا چاہیئے اور اجابت کے دو۲ درجے

اوپر بیان[۱] کیئے ہیں وہی قبولیت کے بھی ہیں کیونکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک درجہ اس کا عام ہے جو اگلی حدیث میں آتا ہے۔

۶۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا مسلمان نہیں جو کوئی دعا کرے جس میں گناہ اور قطع رحم نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ اس دعا کے سبب اس کو تین چیزوں میں سے ایک ضرور دیتا ہے یا تو فی الحال وہی مانگی ہوئی چیز دے دیتا ہے اور یا اس کو آخرت کے لئے ذخیرہ کر دیتا ہے اور یا کوئی ایسی ہی برائی اس سے ہٹا دیتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس حالت میں تو ہم خوب کثرت سے دعا کیا کرینگے۔ آپ نے فرمایا خدا کے یہاں اس سے بھی زیادہ (عطا کی) کثرت ہے۔ (احمد)

ف۔ خلاصہ یہ کہ کوئی دعا خالی نہیں جاتی۔

۷۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کو اپنے رب سے سب حاجتیں مانگنا چاہئیں (اور ثابت کی روایت میں ہے کہ) یہاں تک کہ اس سے نمک بھی مانگے اور جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوے وہ بھی اسی سے مانگے۔ (ترمذی)

ف۔ یعنی یہ خیال نہ کرے کہ ایسی حقیر چیز اتنے بڑے سے کیا مانگے، ان کے نزدیک تو بڑی چیز بھی چھوٹی ہی ہے۔ فقط

محمد اشرف علی عفی عنہ

---

[۱] یعنی توجہ خاص جو موعود ہے اور خاص وہی چیز مل جانا جو غیر موعود ہے ۱۲

روحِ ہفتم

نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا

تاکہ ان سے اچھی باتیں سنیں، ان سے اچھی خصلتیں سیکھیں اور جو نیک لوگ گذر گئے ہیں ان کے اچھے حالات کی کتابیں پڑھ کر یا پڑھوا کر اُن کے حالات معلوم کرنا کہ یہ بھی ایسا ہی ہے جیسے گویا ان کے پاس ہی بیٹھ کر ان سے باتیں سنیں اور ان سے اچھی خصلتیں سیکھ لیں۔

ف۔ چونکہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ دوسرے انسان کے خیالات اور حالات سے بہت جلد اور بہت قوت کے ساتھ اور بدون کسی خاص کوشش کے اثر قبول کرلیتا ہے اچھا اثر بھی اور بُرا اثر بھی، اس لئے اچھی صحبت بہت ہی بڑے فائدے کی چیز ہے اور اسی طرح بُری صحبت بڑے نقصان کی چیز ہے۔ اور اچھی صحبت ایسے شخص کی صحبت ہے جس کو ضرورت کے موافق دین کی باتوں کی واقفیت بھی ہو اور جس کے عقیدے بھی اچھے ہوں شرک و بدعت اور دنیا کی رسموں سے بچتا ہوا عمال بھی اچھے ہوں، نماز

روزہ اور ضروری عبادتوں کا پابند ہو معاملات بھی اچھے ہوں لین دین صاف ہو، حلال وحرام کی احتیاط ہو، اخلاق ظاہری بھی اچھے ہوں، مزاج میں عاجزی ہو کسی کو بے وجہ تکلیف نہ دیتا ہو، غریبوں حاجتمندوں کو ذلیل نہ سمجھتا ہو، اخلاق باطنی بھی اچھے ہوں، خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کا خوف دل میں رکھتا ہو، دنیا کا لالچ دل میں نہ رکھتا ہو، دین کے مقابلہ میں مال اور راحت اور آبرو کی پروا نہ رکھتا ہو، آخرت کی زندگی کے سامنے دنیا کی زندگی کو عزیز نہ رکھتا ہو، ہر حال میں صبر وشکر کرتا ہو۔ جس شخص میں یہ باتیں پائی جائیں اس کی صحبت اکسیر ہے اور جس شخص کو ان باتوں کی پوری پہچان نہ ہو سکے اس کے لئے یہ پہچان ہے کہ اپنے زمانہ کے نیک لوگ (جن کو اکثر مسلمان عام طور پر نیک سمجھتے ہوں ایسے نیک لوگ) جس شخص کو اچھا کہتے ہوں اور دس پانچ بار اس کے پاس بیٹھنے سے بُری باتوں سے دل ہٹنے لگے اور نیک باتوں کی طرف دل جھکنے لگے بس تم اس کو اچھا سمجھو اور اس کی صحبت اختیار کرو۔ اور جس شخص میں بُری باتیں دیکھی جاویں بدون کسی سخت مجبوری کے اس سے میل جول مت کرو کہ اس سے دین تو بالکل تباہ ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے کبھی تو جان کا کہ کسی تکلیف یا پریشانی کا سامنا ہو جاتا ہے اور کبھی مال کا کہ بری جگہ خرچ ہو گیا یا دھوکہ میں آ کر کسی کو دے دیا۔ خواہ محبت کے جوش میں آ کر مفت

دے دیا خواہ قرض کے طور پر دیا تھا پھر وصول نہ ہوا اور کبھی آبرو کا کہ دل کے ساتھ یہ بھی رسوا و بدنام ہوا۔ اور جس شخص میں نہ اچھی علامتیں معلوم ہوں اور نہ بری علامتیں اس پر گمان تو نیک رکھو اس کی صحبت مت اختیار کرو۔ غرض تجربہ سے نیک صحبت کو دین کے سنورنے میں اور دل کے مضبوط ہونے میں بڑا دخل ہے اور اسی طرح صحبت بد کو دین کے بگڑنے میں اور دل کے کمزور ہونے میں۔

اب چند آیتیں اور حدیثیں صحبت نیک کی ترغیب میں اور صحبت بد کی مذمت میں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو لوگ (دین کے پکے اور) سچے ہیں ان کے ساتھ رہو۔ (التوبہ آیت ۱۱۹)

ف۔ ساتھ رہنے میں ظاہری صحبت بھی آگئی اور ان کی راہ پر چلنا بھی آگیا۔

۲۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (اے مخاطب) جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات (اور احکام) میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں (کے پاس بیٹھنے) سے کنارہ کش ہو جا یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جاویں اور اگر تجھ کو شیطان بھلادے (یعنی ایسی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت یاد نہ رہے) تو (جب یاد آجاوے) یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ (بلکہ فوراً اٹھ کھڑا ہو اور اس سے ایک آیت کے بعد ارشاد ہے)

اور (کچھ مجلس تکذیب کی تخصیص نہیں بلکہ) ایسے لوگوں سے کنارہ کش رہ جنھوں نے اپنے (اُس) دین کو (جس کا ماننا ان کے ذمہ فرض تھا یعنی اسلام کو) لہو و لعب بنا رکھا ہے الخ (سورہ انعام آیت ۶۹تا۷۰)

۳۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہم جن لوگوں کے پاس بیٹھتے ہیں ان میں سب سے اچھا کون شخص ہے (کہ اسی کے پاس بیٹھا کریں) آپ نے ارشاد فرمایا ایسا شخص (پاس بیٹھنے کے لئے سب سے اچھا ہے) کہ جس کا دیکھنا تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلا دے اور اُس کا بولنا تمھارے علم (دین) میں ترقی دے اور اس کا عمل تم کو آخرت کی یاد دلاوے (ابویعلی)

ف۔ میں نے جو اوپر نیک شخص کی علامتیں بیان کی ہیں اس حدیث میں ان میں سے بعض بڑی علامتیں مذکور ہیں۔

۴۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید حضرت ابو امامہ کا قول ہو تب بھی حدیث ہی ہے) کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹا تو علماء کے پاس بیٹھنے کو اپنے ذمہ لازم رکھنا اور اہل حکمت کی باتوں کو سنتے رہنا (حکمت دین کی باریک باتوں کو کہتے ہیں جیسی سچے درویش کیا کرتے ہیں) کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دل کو نورِ حکمت سے اِس طرح زندہ کر دیتے ہیں جیسے مردہ زمین کو موسلا دھار پانی سے زندہ کر دیتے ہیں۔ (طبرانی فی الکبیر)

۵۔حضرت معاذ بن جبل رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت ایسے لوگوں کے لئے واجب (یعنی ضروری الثبوت) ہوگئی جو میرے ہی علاقہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور جو میرے ہی علاقہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں الخ

ف۔ یہ جو فرمایا میرے علاقہ سے مطلب یہ کہ محض دین کے واسطے۔

۶۔ حضرت ابوموسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نیک ہمنشین اور بد ہمنشین کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص مشک لئے ہوئے ہو (یہ مثال ہے نیک صحبت کی) اور ایک شخص بھٹی کو دھونک رہا ہو (یہ مثال ہے بدصحبت کی) سو وہ مشک والا تو تجھ کو دے دیگا اور یا (اگر نہ بھی دیا تو) اُس سے تجھ کو خوشبو ہی پہنچ جاوے گی، اور بھٹی کا دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑوں کو جلا دے گا (اگر کوئی چنگاری آپڑی) اور یا (اگر اس سے بچ بھی گیا تو) اس کی گندی بو ہی تجھ کو پہنچ جاوے گی۔

ف۔ یعنی نیک صحبت سے اگر کامل نفع نہ ہوا تب بھی کچھ تو ضرور ہوجاوے گا اور بدصحبت سے اگر کامل ضرر نہ ہوا تب بھی کچھ تو ضرور ہوجاوے گا (یہ سب حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں)

۷۔ حضرت ابوسعید رضؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کسی کی صحبت اختیار

مت کرو بجز ایمان والے کے۔

ف۔ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ کافر کی صحبت میں مت بیٹھو۔ دوسرا یہ کہ جس کا ایمان کامل نہ ہو اس کے پاس مت بیٹھو پس پورا قابلِ صحبت وہ ہے جو مؤمن ہو خصوص جو مؤمن کامل ہو یعنی دین کا پورا پابند ہو۔

۸۔ حضرت ابو رزینؓ سے روایت ہے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جو اس دین کا (بڑا) مدار ہے جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو ایک تو اہلِ ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑ لو (اور دوسرے) جب تنہا ہوا کرو جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو۔ اور تیسرے) اللہ ہی کے لئے محبت رکھو اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھو الخ (بیہقی فی شعب الایمان)

ف۔ یہ بات تجربہ سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ صحبتِ نیک جڑ ہے تمام دین کی۔ دین کی حقیقت، دین کی حلاوت، دین کی قوت کے جتنے ذریعے ہیں سب سے بڑھکر ذریعہ ان چیزوں کا صحبتِ نیک ہے۔

۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپ نے فرمایا کہ جنت میں یاقوت کے ستون ہیں اُن پر زبرجد کے بالا خانے قائم ہیں ان میں کھلے ہوئے دروازے ہیں جو تیز چمکدار ستارہ کی طرح چمکتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا

یارسول اللہ ان بالا خانوں میں کون رہے گا۔ آپ نے فرمایا جو لوگ اللہ کے لئے (یعنی دین کے لئے) آپس میں محبت رکھتے ہیں اور جولوگ اللہ کے لئے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں، اور جو اللہ کے لئے آپس میں ملاقات کرتے ہیں (بیہقی فی شعب الایمان) یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں۔

۱۰۔ حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کے ساتھ نہ سکونت کرو اور نہ اُن کے ساتھ یکجائی کرو (یعنی ان کی مجلس میں مت بیٹھو) جو شخص ان کے ساتھ سکونت کرے گا یا یکجائی کرے گا وہ انہی میں سے ہے (ترمذی) یہ حدیث جمع الفوائد سے لی گئی ہے۔ ان سب آیتوں و حدیثوں سے مدعا کے ایک جزو کا ثابت ہونا ظاہر ہے۔ یعنی نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا تاکہ ان سے اچھی باتیں سُنیں اور اچھی خصلتیں سیکھیں۔ اب مدعا کا دوسرا جزو رہ گیا یعنی جو نیک لوگ گذر گئے ہیں، کتابوں سے ان کے اچھے حالات معلوم کرنا کہ اس سے بھی ویسے ہی فائدے حاصل ہوتے ہیں جیسے ان کے پاس بیٹھنے سے۔ آگے اِس دوسرے جزو کا بیان کرتے ہیں۔

۱۱۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے (مذکورہ) قصّے (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اور حضرت ہود علیہ السلام کا اور حضرت صالح علیہ السلام کا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور حضرت لوط علیہ السلام کا اور حضرت شعیب علیہ السلام کا اور حضرت

موسٰی علیہ السلام کا یہ سب قصے) آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں۔ (سورۂ ہود۔ آیت ۱۲۰)

ف ۔ یہ ایک فائدہ ہے نیکوں کے قصوں کے بیان کرنے کا کہ ان سے دل کو مضبوطی اور تسلی ہوتی ہے کہ جیسے وہ حق پر مضبوط رہے ہم کو بھی مضبوط رہنا چاہیئے۔ اور جس طرح اس مضبوطی کی برکت سے خدا تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اسی طرح اس مضبوطی پر ہماری بھی مدد ہوگی جس کو اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دیہاں) دنیاوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور (وہاں) اُس روز بھی (مدد کریں گے) جس میں گواہی دینے والے (فرشتے) کھڑے ہوں گے (مراد اس سے قیامت کا دن ہے) (سورۂ مؤمن۔ آیت ۵۱) اور وہاں کی مدد تو ظاہر ہے کہ حکم ماننے والے ظاہر میں بھی کامیاب ہوں گے اور بے حکمی کرنے والے ناکام ہوں گے اور یہاں کی مدد کبھی تو اسی طرح کی ہوتی ہے اور کبھی دوسری طرح ہوتی ہے وہ اس طرح کہ اول بے حکموں کو حکم ماننے والوں پر غلبہ ہوگیا مگر من جانب اللہ کسی وقت ان سے بدلہ ضرور لیا گیا۔ چنانچہ تاریخ بھی اس کی گواہ ہے (تفسیر ابن کثیر) اور ان قصوں سے یوں بھی تسلی ہوتی ہے کہ جیسے دین پر مضبوط رہنے پر آخرت میں وہ بڑھے رہیں گے جس کی خبر کئی قصوں کے بعد اس ارشاد میں دی گئی ہے یقیناً نیک انجامی متقیوں ہی کے لئے ہے اسی طرح ہم

سے بھی اس بڑھے رہنے کا وعدہ ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ جو لوگ متقی ہیں ان کافروں سے اعلیٰ درجہ (کی حالت) میں ہوں گے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۱۲)

۱۲۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص (ہمیشہ کے لئے) کوئی طریقہ اختیار کرنے والا ہو اس کو چاہئیے کہ ان لوگوں کا طریقہ اختیار کرے جو گذر چکے ہیں کیونکہ زندہ آدمی پر تو بچل جانے کا بھی شبہ ہے (اس لئے زندہ آدمی کا طریقہ اسی وقت تک اختیار کیا جاسکتا ہے جب تک وہ راہ پر رہے) یہ لوگ (جن کا ہمیشہ کے لئے طریقہ لیا جاسکتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں (اور اس حدیث کے آخر میں ہے کہ) جہاں تک ہو سکے ان کے اخلاق و عادات کو سند بناؤ۔ (رزین) (جمع الفوائد)

ف۔ اور یہ ظاہر ہے کہ صحابہ کے اخلاق و عادات کا اختیار کرنا تب ہی ممکن ہے جب ان کے واقعات معلوم ہوں تو ایسی کتابوں کا پڑھنا سننا ضرور ٹھیرا۔

۱۳۔ جس طرح قرآن مجید میں حضرات انبیاء و علماء و اولیاء کے قصے بمصلحت ان کی پیروی کرنے کے مذکور ہیں (جو اس ارشاد میں مذکور ہے فبھداھم اقتدہ) (الانعام آیت ۹۰) اسی طرح حدیثوں میں بھی ان مقبولین کے قصے بکثرت مذکور ہیں چنانچہ حدیث کی اکثر کتابوں میں کتاب القصص ایک مستقل حصہ قرار دیا گیا ہے اس سے بھی ایسے قصوں کا مفید اور قابل اشتغال ہونا ثابت ہوتا ہے اسی وجہ

سے بزرگوں نے ہمیشہ ایسے قصوں کی کتابیں لکھنے کا اہتمام رکھا ہے۔

اب میں ایسی چند کتابوں کے نام بتلاتا ہوں کہ ان کو پڑھا کریں یا سنا کریں۔ اگر سنانے والا عالم مِل جاوے تو سبحان اللہ ورنہ جو مِل جاوے۔ (۱) تاریخ حبیبِ آلہ (۲) نشر الطیب (۳) مغازی الرسول (۴) قصص الانبیاء (۵) مجموعہ فتوح الشام والمصر والعجم (۶) فتوح العراق (۷) فتوحات بھنسہ (۸) فردوس آسیہ (۹) حکایات الصالحین (۱۰) تذکرۃ الاولیاء (۱۱) انوار المحسنین (۱۲) نزہۃ البساتین (۱۳) امداد المشتاق (۱۴) نیک بیبیاں۔

نوٹ: ان میں ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ میں بعض مضامین اور نمبر ۱۴ کا حصہ ملفوظات عام لوگوں کی سمجھ میں شاید نہ آویں، وہ ان سے اپنا ذہن خالی رکھیں۔

اشرف علی عفی عنہ تھانوی

روحِ ہشتم

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

جو شعر ہٰذا کا مصداق ہے ؎

فتوح فی فتوح فی فتوح   وروح فوق روح فوق روح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات کو اپنے دل میں جمانا جس سے آپ کی محبت بھی بڑھے اور جس سے اُن عادات کو اختیار کرنے کا بھی شوق ہو۔ اب چند آیتیں اور حدیثیں اس باب کی لکھتا ہوں۔

۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور بے شک آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔ (سورۂ نٓ۔ آیت ۴)

۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں جن کو تمہاری (سب کی) مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہاری

عہ اور یہ مضمون اگرچہ روح ہفتم کے دوسرے حصّہ کا تتمہ ہے مگر ایک تو وہ حصہ خود ہی مستقل تھا دوسرے یہ تتمہ بوجہ شاندار ہونے کے مثل مستقل کے ہے، اس لئے اس کو جداگانہ نمبر بنایا گیا ۱۲

منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں (بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ (تو) بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں۔ (سورۂ توبہ۔ آیت ۱۲۸)

۳۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں (اور زبان سے نہیں فرماتے کہ اُٹھ کر چلے جاؤ) اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتے۔ (سورۂ احزاب آیت ۵۳)

ف۔ کیا انتہا ہے آپ کی مروّت کا کہ اپنے غلاموں کو بھی یہ فرماتے ہوئے شرماتے تھے کہ اب اپنے کاموں میں لگو، اور یہ لحاظ اپنے ذاتی معاملات میں تھا اور احکام کی تبلیغ میں نہ تھا۔ یہ آیتیں تھیں آگے حدیثیں ہیں۔

۱۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی، آپ نے کبھی مجھ کو اُف بھی نہ کہا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ فلانا کام کیوں کیا اور فلانا کام کیوں نہیں کیا۔ (بخاری ومسلم)

ف۔ ہر وقت کے خادم کو دس برس کے عرصہ تک ہُوں سے ہاں نہ فرمانا یہ معمولی بات نہیں، کیا اتنے عرصہ تک کوئی بات بھی خلاف مزاج لطیف نہ ہوئی ہوگی۔

۲۔ ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھکر خوش خلق تھے۔ آپ نے مجھ کو ایک دن کسی کام

کے لئے بھیجا۔ میں نے کہا میں تو نہیں جاتا اور دل میں یہ تھا کہ جہاں حکم دیا ہے وہاں جاؤں گا (یہ بچپن کا اثر تھا) میں وہاں سے چلا تو بازار میں چند کھیلنے والے لڑکوں پر گذرا اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے (آکر) میری گردن پکڑ لی۔ میں نے آپ کو دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تم تو جہاں میں نے کہا تھا جا رہے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ میں جا رہا ہوں۔ (مسلم)

۳۔ ان ہی سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ کے بدن مبارک پر ایک نجران کا بنا ہوا موٹی کنّی کا چادرہ تھا۔ آپ کو ایک بدوی مِلا اور اُس نے آپ کو چادرہ پکڑ کر بڑے زور سے کھینچا اور آپ اُس کے سینہ کے قریب جا پہنچے۔ پھر کہا اے محمد میرے لئے بھی اللہ کے اس مال میں سے دینے کا حکم دو جو تمہارے پاس ہے آپ نے اس کی طرف التفات فرمایا پھر ہنسے پھر اُس کے لئے عطا فرمانے کا حکم دیا۔ (بخاری ومسلم)

۴۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپ نے یہ فرمایا ہو کہ نہیں دیتا (اگر ہوا دے دیا ورنہ اُس وقت معذرت اور دوسرے وقت کے لئے وعدہ فرمالیا) (بخاری ومسلم)

۵۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکریاں مانگیں جو (آپ ہی کی تھیں اور) دو پہاڑوں کے درمیان پھر رہی تھیں آپ نے اس کو سب دیدیں وہ اپنی قوم میں آیا اور کہنے لگا اے قوم مسلمان ہو جاؤ واللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوب دیتے ہیں کہ خالی ہاتھ رہ جانے سے بھی اندیشہ نہیں کرتے۔ (مسلم)

۶۔ جبیر بن معطمؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے جبکہ آپ مقام حنین سے واپس ہو رہے تھے آپ کو بدوی لوگ لپٹ گئے اور آپ سے مانگ رہے تھے یہاں تک کہ آپ کو ایک ببول کے درخت سے اڑا دیا اور آپ کا چادرہ بھی چھین لیا۔ آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا میرا چادرہ تو دے دو اگر میرے پاس ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی اونٹ ہوتے تو میں سب تم میں تقسیم کر دیتا پھر تم مجھ کو نہ بخیل پاؤ گے نہ جھوٹا نہ تھوڑے دل کا۔ (بخاری)

۷۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ چکتے مدینہ (والوں) کے غلام اپنے برتن لاتے جن میں پانی ہوتا تھا۔ سو جو برتن بھی پیش کرتے آپ (برکت کے لئے) اس میں اپنا دستِ مبارک ڈال دیتے۔ بعض اوقات سردی کی صبح ہوتی تب بھی اپنا دست مبارک اس میں ڈال دیتے۔ (مسلم)

۸۔ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مزاج نہ تھے اور نہ کوسنا دینے والے تھے۔ کوئی بات عتاب کی ہوتی تو یوں فرماتے فلانے شخص کو کیا ہوگیا۔ اس کی پیشانی کو خاک لگ جاوے (جس سے کوئی تکلیف ہی نہیں خصوص اگر سجدہ میں لگ جاوے تب تو یہ دعا ہے نمازی ہونے کی اور نماز میں خاصیت ہے بُری باتوں سے روکنے کی یہ اصلاح کی دعا ہوئی۔ (بخاری)

۹۔حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِس قدر شرمگین تھے کہ کنواری لڑکی جیسے اپنے پردہ میں ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ۔ سو جب کوئی بات ناگوار دیکھتے تھے تو (شرم کے سبب زبان سے نہ فرماتے مگر) ہم لوگ اس کا اثر آپ کے چہرہ مبارک میں دیکھتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

۱۰۔اسود سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر کیا کام کرتے تھے۔ انھوں نے کہا اپنے گھر والوں کے کام میں لگے رہتے تھے (جس کی کچھ مثالیں اگلی حدیث میں آتی ہیں۔ (بخاری)

۱۱۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے اور اپنا کپڑا سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں ایسے ہی کام کرلیتے تھے جس طرح تم میں معمولی آدمی اپنے گھر میں کام کرلیتا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ نے یہ بھی کہا کہ آپ منجملہ

بشر کے ایک بشر تھے (گھر کے اندر مخدوم اور ممتاز ہو کر نہ رہتے تھے) اپنے کپڑے میں جوئیں دیکھ لیتے تھے (کہ شاید کسی کی چڑھ گئی ہو کیونکہ آپ اس سے پاک تھے) اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے (یہ مثالیں ہیں گھر کے کام کی کیونکہ رواج میں یہ کام گھر والوں کے کرنے کے ہوتے ہیں) اور اپنا (ذاتی) کام بھی کر لیتے تھے۔ (ترمذی)

۱۲۔ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں مارا اور نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو ہاں راہ خدا میں جہاد اس سے مستثنیٰ ہے (مراد وہ مارنا ہے جیسے غصہ کے جوش میں عادت ہے) اور آپ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی جس میں آپ نے اس تکلیف پہنچانے والے سے انتقام لیا ہو۔ البتہ اگر کوئی شخص اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب[ع] کرتا تو اس وقت آپ اللہ کے لئے اس سے انتقام لیتے تھے۔ (مسلم)

۱۳۔ حضرت انس رض سے روایت ہے کہ میں آٹھ برس کا تھا اس وقت آپ کی خدمت میں آگیا تھا اور دس برس تک میں نے آپ کی خدمت کی میرے ہاتھوں کوئی نقصان بھی ہوگیا تو آپ نے کبھی ملامت نہیں کی اگر آپ کے گھر والوں میں سے کسی نے ملامت بھی کی تو آپ فرماتے جانے دو اگر کوئی (دوسری) بات مقدر ہوتی

ع کذا فی الصراح معنی الانتہاک ۱۲

تو وہی ہوتی۔

۱۴۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کرتے تھے کہ آپ مریض کی بیمار پرسی فرماتے تھے اور جنازہ کے ساتھ جاتے تھے۔ الخ (ابن ماجہ و بیہقی)

۱۵۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ فرماتے تو آپ اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں سے خود نہ نکالتے تھے یہاں تک کہ وہی اپنا ہاتھ نکال لیتا تھا۔ اور نہ اپنا منہ اس کے منہ کی طرف سے پھیرتے تھے یہاں تک کہ وہی اپنا منہ آپ کی طرف سے پھیر لیتا تھا اور آپ کبھی اپنے پاس بیٹھنے والے کے سامنے اپنے زانو کو بڑھائے ہوئے نہیں دیکھے گئے (بلکہ صف میں سب کی برابر بیٹھتے تھے) ایک مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ زانو سے مراد پاؤں ہو یعنی آپ کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاتے تھے۔ (ترمذی)

۱۶و۱۷۔ شمائل ترمذی باب تواضع و باب خلق میں دو لمبی حدیثیں ہیں ان میں سے بعضے جملے نقل کرتا ہوں۔ حضرت حسین رضؓ اپنے والد حضرت علی رضؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے مکان میں تشریف لے جاتے تو مکان میں رہنے کے وقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے، ایک حصہ اللہ عزوجل (کی عبادت) کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھروالوں

کے (حقوق ادا کرنے کے) لئے اور ایک حصہ اپنی ذات خاص کے لئے پھر اپنے خاص حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان اس طرح پر تقسیم فرماتے کہ اس حصہ (کے برکات) کو اپنے خاص اصحاب کے ذریعہ سے عام لوگوں تک پہنچاتے (یعنی اس حصہ میں خاص حضرات کو استفادہ کے لئے اجازت تھی پھر وہ عام لوگوں تک ان علوم کو پہنچاتے) اور اس مذکورہ حصۂ امت میں آپ کی عادت یہ تھی کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل) کو (حاضری کی) اجازت دینے میں دوسروں پر ترجیح دیتے تھے اور اس وقت کو ان پر بقدر ان کی دینی فضیلت کے تقسیم کرتے تھے کیونکہ کسی کو ایک ضرورت ہوئی کسی کو دو ضرورتیں ہوئیں کسی کو کئی ضرورتیں ہوئیں آپ (اسی نسبت سے) اُن کے ساتھ مشغول ہوتے اور ان کو بھی ایسے کام میں مشغول رکھتے جس میں اُن کی اور امت کی مصلحت ہو۔ جیسے مسئلہ پوچھنا اور مناسب حالات کی اطلاع دینا اور آپ کے سب طالب ہوکر آتے اور (علاوہ علمی فوائد کے) کچھ کھا پی کر واپس جاتے اور دین کے ہادی بن کر نکلتے۔ (یہ رنگ تھا مجلس خاص کا) پھر میں نے اپنے باپ سے آپ کے باہر تشریف لانے کی بابت پوچھا (انھوں نے اس کی تفصیل بیان کی جس کو میں اُنہی کی دوسری حدیث سے نقل کرتا ہوں) حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت کشادہ رو، نرم خو، نرم مزاج تھے۔ آپ

کے سامنے لوگ آپس میں جھگڑتے نہ تھے اور جب آپ کے روبرو کوئی بات کرتا اس کے فارغ ہونے تک آپ خاموش رہتے اور آپ پردیسی آدمی کی گفتگو اور سوال میں بے تمیزی کرنے پر تحمل فرماتے تھے اور کسی کی بات نہیں کاٹتے تھے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا تب اس کو کاٹ دیتے خواہ منع فرما کر یا اُٹھ کر چلے جانے سے (یہ رنگ تھا مجلس عام کا) یہ برتاؤ تو اپنے تعلق والوں سے تھا، اور مخالفین کے ساتھ جو برتاؤ تھا اس کا بھی کچھ بیان کرتا ہوں۔

۱۸۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ (کسی موقع پر آپ سے) عرض کیا گیا یا رسول اللہ مشرکین پر بد دعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا میں کوسنے والا کر کے نہیں بھیجا گیا میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم)

ف۔ اِس لئے آپ کی عادت دشمنوں کے لئے بھی دعائے خیر ہی کرنے کی تھی اور کبھی کبھار اپنے مالک حقیقی سے فریاد کے طور پر کچھ کہہ دینا کہ ان کی شرارت سے آپ کی حفاظت فرمادے یہ اور بات ہے۔

۱۹۔ حضرت عائشہؓ سے ایک لمبا قصہ طائف کا منقول ہے جس میں آپ کو کفار کے ہاتھ سے اس قدر اذیت پہنچی جس کو آپ نے جنگ احد کی تکلیف سے بھی زیادہ سخت فرمایا ہے اس وقت

جبریل علیہ السلام نے آپ کو پہاڑوں کے فرشتہ سے ملایا اور اس نے آپ کو سلام کیا اور عرض کیا اے محمد میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ مجھ کو حکم دیں اگر آپ چاہیں تو میں دونوں پہاڑوں کو ان لوگوں پر لا ملاؤں (جس میں یہ سب پس جاویں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ (شاید) اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کردے جو صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

ف - دیکھئے اگر اس وقت ہاتھ سے بدلہ لینے کا موقع نہ تھا تو زبان سے کہنا تو آسان تھا خصوص جب آپ کو یہ بھی یقین دلایا گیا کہ زبان ہلاتے ہی سب تہس نہس کردئیے جاویں گے مگر آپ نے پھر بھی شفقت ہی سے کام لیا۔ یہ برتاؤ ان مخالفین سے تھا جو آپ کے مدمقابل تھے بعضے مخالفین آپ کی رعایا تھے جن پر باضابطہ بھی قدرت تھی۔ ان کے ساتھ بھی برتاؤ سنئیے۔

۲۰۔ حضرت علیؓ سے ایک لمبا قصہ منقول ہے جس میں کسی یہودی کا جو کہ مسلمانوں کی رعیت ہوکر مدینہ میں آباد تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے کچھ قرض تھا اور اس نے ایک بار آپ کو اس قدر تنگ کیا کہ ظہر سے اگلے دن صبح تک آپ کو مسجد سے گھر بھی نہیں جانے دیا۔ لوگوں کے دھمکانے پر آپ نے فرمایا کہ اللہ

تعالیٰ نے مجھ کو معاہد اور غیر معاہد پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے اسی قصہ میں ہے کہ جب دن چڑھا تو یہودی نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور یہ بھی کہا کہ میں نے تو یہ سب اِس لئے کیا تھا کہ آپ کی صفت جو توراۃ میں ہے کہ محمد عبداللہ کے بیٹے ہیں آپ کی پیدائش مکہ میں ہے اور ہجرت کا مقام مدینہ ہے اور سلطنت شام میں ہوگی (چنانچہ بعد میں ہوئی) اور آپ نہ سخت خو ہیں، نہ درشت مزاج ہیں، نہ بازاروں میں شوروغل کرنے والے ہیں اور نہ بے حیائی کا کام، نہ بے حیائی کی بات آپ کی وضع ہے۔ مجھ کو اس کا دیکھنا تھا (کہ دیکھوں آپ وہی ہیں یا نہیں سو دیکھ لیا آپ وہی ہیں) اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ الخ (بیہقی)

بجز دو حدیثوں کے جن میں شمائل کا نام ہے باقی سب حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں۔

مشورہ۔ اگر ان ہی تھوڑی سی حدیثوں کو روزمرّہ ایک ہی بار پڑھ لیا کرو یا سُن لیا کرو۔ تو پھر دیکھ لوگے تم کیسی جلدی کیسے اچھّے ہو جاؤ گے ۔

کتبہٗ

اشرف علی تھانوی

روح نہم

بھائی مسلمانوں کے حقوق کا خاص خیال رکھکر ادا کرنا

آیت۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ ایمان والے (سب آپس میں ایک دوسرے کے) بھائی بھائی ہیں (آگے فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے (آگے ارشاد ہے) اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیئے (یعنی جس سے دوسرے کی تحقیر ہو آگے فرماتے ہیں) اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو۔ (الحجرات۔ آیت ۱۱) آگے فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور (کسی کے عیب کا) سراغ مت لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔ (الحجرات۔ آیت ۱۲)

احادیث۔ ۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کو (بلا وجہ)

برا بھلا کہنا بڑا گناہ ہے اور اس سے (بلاوجہ) لڑنا (قریب) کفر کے ہے۔ (بخاری ومسلم)

۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص (لوگوں کے عیوب پر نظر کرکے اور اپنے کو عیوب سے بری سمجھ کر بطور شکایت کے) یوں کہے کہ لوگ برباد ہوگئے تو یہ شخص سب سے زیادہ برباد ہونے والا ہے (کہ مسلمانوں کو حقیر سمجھتا ہے)۔ (مسلم)

۳۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ چغل خور (قانوناً بدون سزا) جنت میں نہ جاوے گا۔ (بخاری ومسلم)

۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے بدتر (حالت میں) اس شخص کو پاؤ گے جو دورویہ ہو یعنی جو ایسا ہو کہ اِن کے منہ پر اِن جیسا اُن کے مُنہ پر اُن جیسا۔ (بخاری ومسلم)

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اُس کا رسول خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا (غیبت یہ ہے کہ) اپنے بھائی (مسلمان) کا ایسے طور پر ذکر کرنا کہ (اگر اس کو خبر ہو تو) اس کو ناگوار ہو عرض کیا گیا کہ یہ بتلائیے کہ اگر میرے

(اس) بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہتا ہوں (یعنی اگر میں سچی برائی کرتا ہوں) آپ نے فرمایا اگر اس میں وہ بات ہے جو تو کہتا ہے تب تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے تو تو نے اس پر بہتان باندھا۔ (مسلم)

۶۔ سفیان بن اسد حضرمیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی (مسلمان) کو کوئی ایسی بات کہے کہ وہ اس میں تجھ کو سچا سمجھ رہا ہے اور تو اس میں جھوٹ کہہ رہا ہے۔ (ابوداؤد)

۷۔ حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کسی گناہ سے عار دلاوے اس کو موت نہ آوے گی جب تک کہ خود اُس گناہ کو نہ کرے گا (یعنی عار دلانے کا یہ وبال ہے اگر کسی خاص وجہ سے ظہور نہ ہو اور بات ہے اور خیر خواہی سے نصیحت کرنے کا کچھ ڈر نہیں) (ترمذی)

۸۔ حضرت واثلہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) کی (کسی دنیوی یا دینی بری) حالت پر خوشی مت ظاہر کر کبھی اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمادے اور تجھ کو مبتلا کر دے۔ (ترمذی)

۹۔ عبدالرحمٰن بن غنمؓ اور اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندگان خدا میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں پہنچاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلواتے ہیں۔ الخ (احمد و بیہقی)

۱۰۔ حضرت ابن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے نہ (خواہ مخواہ) بحث کیا کر اور نہ اس سے (ایسی) دل لگی کر (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کر جس کو تو پورا نہ کرے۔ (ترمذی)

ف۔ البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کر سکے تو معذور ہے چنانچہ زید بن ارقمؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت پورا کرنے کی نیت تھی مگر پورا نہیں کر سکا اور (اگر آنے کا وعدہ تھا تو) وقت پر نہ آسکا (اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہوگیا) تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔ (ابوداؤد و ترمذی)

۱۱۔ عیاض مجاشعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ سب آدمی تواضع اختیار کرو۔ یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر

نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے (کیونکہ فخر اور ظلم تکبر ہی سے ہوتا ہے)۔ (مسلم)

۱۲۔ حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری ومسلم)

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیوہ اور غریبوں کے کاموں میں سعی کرے وہ (ثواب میں) اس شخص کے مثل ہے جو جہاد میں سعی کرے۔ (بخاری ومسلم)

۱۴۔ حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ شخص جو کسی یتیم کو اپنے ذمہ رکھ لے خواہ وہ یتیم اس کا (کچھ لگتا) ہو اور خواہ غیر کا ہو ہم دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادۃ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں میں تھوڑا سا فرق بھی کردیا (کیونکہ نبی اور غیر نبی میں فرق تو ضروری ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں رہنا کیا تھوڑی بات ہے۔ (بخاری)

۱۵۔ نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسلمانوں کو باہمی ہمدردی اور باہمی محبت

اور باہمی شفقت میں ایسا دیکھو گے جیسے (جاندار) بدن ہوتا ہے کہ جب اس کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو تمام بدن بدخوابی اور بیماری میں اس کا ساتھ دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۱۶۔ حضرت ابوموسیٰؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کے پاس کوئی سائل یا کوئی صاحب حاجت آتا تو آپ (صحابہ سے) فرماتے کہ تم سفارش کردیا کرو تم کو ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہے حکم دے (یعنی میری زبان سے وہی نکلے گا جو اللہ تعالیٰ کو دلوانا ہوگا مگر تم کو مفت کا ثواب مل جاوے گا۔ اور یہ اس وقت ہے جب جس سے سفارش کی جاوے اس کو گرانی نہ ہو جیسا یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا)۔ (بخاری ومسلم)

۱۷۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اپنے بھائی (مسلمان) کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو خواہ مظلوم ہو، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم ہونے کی حالت میں تو مدد کروں مگر ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کروں آپ نے فرمایا اس کو ظلم سے روک دے یہی تمہاری مدد کرنا ہے اس ظالم کی۔ (بخاری ومسلم)

۱۸۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ کسی مصیبت میں اس کا ساتھ چھوڑ دے اور

جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت میں رہتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی کوئی سختی دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں میں سے اُس کی سختی دُور کریگا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

۱۹۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یہ فرمایا آدمی کے لئے یہ شر کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر کی بات نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کی جان اور اس کا مال اور اس کی آبرو (یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز نہ اس کے مال کا نقصان کرنا اور نہ اُس کی آبرو کو کوئی صدمہ پہنچانا مثلاً اُس کا عیب کھولنا اس کی غیبت کرنا وغیرہ (مسلم)

۲۰۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کوئی بندہ (پورا) ایماندار نہیں بنتا یہاں تک کہ اپنے بھائی (مسلمان) کے لئے وہی بات پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲۱۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہ جاوے گا جس کا پڑوسی اُس

کے خطرات سے مطمئن نہ ہو (یعنی اس سے اندیشہ ضرر کا لگا رہے۔ (مسلم)

۲۲۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے۔ اور ہمارے بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے اور نیک کام کی نصیحت نہ کرے اور بُرے کام سے منع نہ کرے (کیونکہ یہ بھی مسلمان کا حق ہے کہ موقع پر اس کو دین کی باتیں بتلا دیا کرے مگر نرمی اور تہذیب سے) (ترمذی)

۲۳۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہو اور وہ اس کی حمایت پر قادر ہو اور اس کی حمایت کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حمایت فرماوے گا اور اگر اس کی حمایت نہ کی حالانکہ اس کی حمایت پر قادر تھا تو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرماویگا۔ (شرح سنۃ)

۲۴۔ عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کسی کا) کوئی عیب دیکھے پھر اس کو چھپالے (یعنی دوسروں سے ظاہر نہ کرے) تو وہ (ثواب میں) ایسا ہوگا جیسے کسی نے زندہ درگور لڑکی کی جان بچالی (کہ قبر سے اس کو زندہ نکال لیا۔ (احمد و ترمذی)

۲۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ہر ایک شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے پس اگر اُس (اپنے بھائی) میں کوئی گندی بات دیکھے تو اس سے (اس طرح) دور کردے (جیسے آئینہ داغ دھبّہ چہرہ کا اس طرح صاف کردیتا ہے کہ صرف عیب والے پر تو ظاہر کردیتا ہے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا اسی طرح اس شخص کو چاہیئے کہ اس کے عیب کی خفیہ طور پر اصلاح کردے فضیحت نہ کرے) (ترمذی)

۲۶- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو ان کے مرتبہ پر رکھو (یعنی ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے موافق برتاؤ کرو سب کو ایک لکڑی مت ہانکو) (ابوداؤد)

۲۷- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے وہ شخص (پورا) ایماندار نہیں جو خود اپنا پیٹ بھر لے اور اس کا پڑوسی اس کی برابر میں بھوکا رہے۔ (بیہقی)

۲۸- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن الفت (اور لگاؤ) کا محل (اور خانہ) ہے اور اس شخص میں خیر نہیں جو کسی سے نہ خود الفت رکھے اور نہ اس سے کوئی الفت رکھے (یعنی سب سے روکھا اور الگ رہے کسی سے میل ہی نہ ہو۔ باقی دین کی حفاظت کے لئے کسی سے تعلق نہ رکھنا یا کم رکھنا وہ اس سے مستثنٰی ہے)۔ (احمد و بیہقی)

۲۹۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری امت میں سے کسی کی حاجت پوری کرے صرف اِس نیت سے کہ اس کو مسرور (اور خوش) کرے سو اس شخص نے مجھ کو مسرور کیا اور جس نے مجھ کو مسرور کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرماوے گا۔ (بیہقی)

۳۰۔ نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی پریشان حال آدمی کی امداد کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے تہتر مغفرت لکھے گا جن میں ایک مغفرت تو اُس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لئے (کافی) ہے اور بہتر مغفرت قیامت کے دن اس کے لئے درجات ہو جاویں گے۔ (بیہقی)

۳۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کے لئے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے تیرا چلنا بھی پاکیزہ ہے تو نے جنت میں اپنا مقام بنا لیا ہے۔ (ترمذی)

۳۲۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے لئے یہ بات حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق

کردے اس طرح سے کہ دونوں ملیں اور یہ اُدھر کو منھ پھیر لے اور وہ ادھر کو منھ پھیر لے۔ اور ان دونوں میں اچھا وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرلے۔ (بخاری و مسلم)

۳۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے کو بدگمانی سے بچاؤ کہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے اور کسی کی مخفی حالت کی کرید مت کرو نہ اچھی حالت کی نہ بری حالت کی اور نہ دھوکہ دینے کو کسی چیز کے دام بڑھاؤ اور نہ آپس میں حسد کرو نہ بغض رکھو اور نہ پیٹھ پیچھے غیبت کرو۔ اور اے اللہ کے بندو سب بھائی بھائی ہوکر رہو اور ایک روایت میں ہے نہ ایک دوسرے پر رشک کرو۔ (بخاری و مسلم)

۳۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں (اس وقت انہی چھ کے ذکر کا موقع تھا) عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا جب۱ اس سے ملنا ہو اس کو سلام کرو اور جب۲ وہ تجھ کو بلا دے تو قبول کرو اور۳ جب تجھ سے خیرخواہی چاہے اس کی خیرخواہی کرو اور جب۴ چھینک لے اور الحمدللہ کہے تو یرحمک اللہ کہو اور جب۵ بیمار ہو جاوے اس کی عیادت کرو اور جب۶ مر جاوے اس کے جنازہ کے ساتھ جاؤ۔ (مسلم)

۳۵۔ حضرت صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچاوے یا اس کے ساتھ فریب کرے۔ (ترمذی)

(یہ سب حدیثیں مشکوۃ میں ہیں) یہ تو عام مسلمانوں کے کثیر الوقوع حقوق ہیں اور خاص اسباب سے اور خاص حالات سے خاص حقوق بھی ہیں جن کو میں نے بقدر ضرورت رسالہ حقوق الاسلام میں لکھ دیا ہے سب کے ادا کی خوب کوشش رکھو، کیونکہ اس میں بہت بے پروائی ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

اشرف علی عفی عنہ

روح دہم

اپنی جان کے حقوق ادا کرنا

جس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری جان بھی اللہ تعالیٰ کی مِلک ہے جو ہم کو بطور امانت کے دے رکھی ہے اس لئے اس کے حکم کے موافق اس کی حفاظت ہمارے ذمّہ ہے اور اس کی حفاظت ایک یہ ہے کہ اس کی صحت کی حفاظت کرے، دوسرے اس کی قوت کی حفاظت کرے، تیسرے اس کی جمعیت کی حفاظت کرے یعنی اپنے اختیارات سے ایسا کوئی کام نہ کرے جس میں جان میں پریشانی پیدا ہو جاوے کیونکہ ان چیزوں میں خلل آجانے سے دین کے کاموں کی ہمت نہیں رہتی نیز دوسرے حاجتمندوں کی خدمت اور امداد نہیں کرسکتا نیز کبھی کبھی ناشکری اور بے صبری سے ایمان کھو بیٹھتا ہے۔ اس بارہ میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول نعمتوں کے شمار میں ارشاد فرمایا جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھ کو

شفا دیتا ہے۔ (شعراء۔ آیت ۸۰)

ف۔ اِس سے صحت کا مطلوب ہونا صاف معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اُن (دشمنوں) کے لئے جس قدر تم سے ہوسکے قوت تیار رکھو۔ (انفال۔آیت ۶۰)

ف۔ اس میں قوت کی حفاظت کا صاف حکم ہے مسلم میں عقبہ بن عامر کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تفسیر تیراندازی کے ساتھ منقول ہے اور اس کو قوت اس لئے فرمایا کہ اس سے دین اور دل میں بھی مضبوطی ہوتی ہے اور اس میں دوڑنا بھاگنا جو پڑتا ہے تو بدن میں بھی مضبوطی ہوتی ہے اور یہ اُس زمانہ کا ہتھیار تھا اس زمانہ میں جو ہتھیار ہیں وہ تیر کے حکم میں ہیں اور اس مضمون کا بقیہ حدیث نمبر ۱۳ کے ذیل میں آئے گا۔

۳۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (مال کو) بے موقع مت اڑانا۔ (بنی اسرائیل۔ آیت ۲۶)

ف۔ مال کی تنگی سے جان میں پریشانی سے بچنے کا حکم دیا گیا اور جن امور سے اس سے بھی زیادہ پریشانی ہو جاوے اُن سے بچنے کا تو اور زیادہ حکم ہوگا اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا آگے حدیثیں ہیں۔

۱۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شب بیداری اور نفل روزہ میں

زیادتی کی ممانعت میں) فرمایا کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری ومسلم)

ف۔ مطلب یہ کہ زیادہ محنت کرنے سے اور زیادہ جاگنے سے صحت خراب ہو جائے گی اور آنکھیں آشوب کر آئیں گی۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اُن کے بارہ میں کثرت سے لوگ ٹوٹے میں رہتے ہیں (یعنی اُن سے کام نہیں لیتے جس سے دینی نفع ہو) ایک صحت دوسری بے فکری۔ (بخاری)

ف۔ اس سے صحت اور بے فکری کا ایسی نعمت ہونا معلوم ہوا کہ ان سے دین میں مدد ملتی ہے اور بے فکری اس وقت ہوتی ہے کہ کافی مال پاس ہو اور کوئی پریشانی بھی نہ ہو تو اس سے افلاس اور پریشانی سے بچے رہنے کی کوشش کرنے کا مطلوب ہونا بھی معلوم ہوا۔

۳۔ عمرو بن میمون اودی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو (اور اُن کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت سمجھو اور صحت کو بیماری سے پہلے اور مالداری کو افلاس سے پہلے اور بے فکری کو پریشانی سے پہلے اور زندگی کو مرنے سے پہلے۔ (ترمذی)

ف۔ معلوم ہوا کہ جوانی میں جو صحت و قوت ہوتی ہے وہ اور بے فکری زندگی اور مالی گنجائش بڑی نعمتیں ہیں۔

۴۔ عبیداللہ بن محصن رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں اس حالت میں صبح کرے کہ اپنی جان میں (پریشانی سے) امن میں ہو اور اپنے بدن میں (بیماری سے) عافیت میں ہو اور اس کے پاس اُس دن کے کھانے کو ہو (جس سے بھوکا رہنے کا اندیشہ نہ ہو) تو یوں سمجھو کہ اس کے لئے ساری دنیا سمیٹ کر دے دی گئی۔ (ترمذی)

ف۔ اس سے بھی صحت اور امن و عافیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا۔

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حلال دنیا کو اس لئے طلب کرے کہ مانگنے سے بچا رہے اور اپنے اہل و عیال کے (ادائے حقوق کے) لئے کمایا کرے اور اپنے پڑوسی پر توجہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند جیسا ہوگا الخ (بیہقی وابونعیم)

ف۔ معلوم ہوا کہ کسب مال کی بقدر ضرورت دین بچانے کے لئے اور ادائے حقوق کے لئے بڑی فضیلت ہے اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا۔

۶۔ حضرت ابوذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دنیا کی بے رغبتی (جس کا کہ حکم ہے) نہ حلال کو حرام کرنے سے ہے اور نہ مال کے ضائع کرنے سے۔ الخ (ترمذی وابن ماجہ)

ف۔ اِس میں صاف برائی ہے مال کے برباد کرنے کی کیونکہ اس سے جمعیت جاتی رہتی ہے۔

۷۔ حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں اتاریں اور ہر بیماری کے لئے دوا بھی بنائی۔ سو تم دوا کیا کرو اور حرام چیز سے دوا مت کرو۔ (ابوداؤد)

ف۔ اس میں صاف حکم ہے تحصیل صحت کا۔

۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں اس کے پاس (غذا حاصل کرنے) آتی ہیں۔ سو اگر معدہ درست ہو تو وہ رگیں صحت لے کر جاتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہوا تو رگیں بیماری لے کر جاتی ہیں۔ (شعب الایمان وبیہقی)

ف۔ اس میں معدہ کی خاص رعایت کا ارشاد ہے۔

۹۔ ام منذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک موقع پر) حضرت علیؓ سے فرمایا یہ (کھجور) مت کھاؤ۔ تم کو نقاہت ہے پھر میں نے چقندر اور جَو تیار کیا

آپ نے فرمایا اے علی اس میں سے لو یہ تمہارے موافق ہے (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

ف۔ اِس حدیث سے بدپرہیزی کی ممانعت معلوم ہوئی کہ مضر صحت ہے۔

۱۰۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں بھوک سے وہ بھوک برا ہم خواب ہے الخ (ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ)

ف۔ مرقاۃ میں طیبی سے پناہ مانگنے کا سبب نقل کیا ہے کہ اس سے قویٰ ضعیف ہوجاتے ہیں اور دماغ پریشان ہوجاتا ہے اس سے صحت و قوت وجمعیت کا مطلوب ہونا ثابت ہوا۔ کیونکہ زیادہ بھوک سے یہ سب فوت ہوجاتے ہیں اور بھوک کی جو فضیلت آئی ہے وہ ایسی ہے جیسے بیماری کی فضیلت آئی ہے اس سے بھوک اور بیماری کا مطلوب التحصیل ہونا لازم نہیں آتا۔

۱۱۔ عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تیر اندازی بھی کیا کرو اور سواری بھی کیا کرو۔ الخ (ترمذی و ابن ماجہ و ابوداؤد و دارمی)

ف۔ سواری سیکھنا بھی ایک ورزش ہے جس سے قوت بڑھتی ہے۔

۱۲- ان ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جس نے تیر اندازی سیکھی پھر چھوڑ دی وہ ہم میں سے نہیں یا یوں فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی۔ (مسلم)

ف- اس سے کس قدر تاکید معلوم ہوتی ہے قوت کی حفاظت کی اور اس کے قوت ہونے کا بیان آیت کے ذیل میں گذر چکا ہے اور ان دو حدیثوں کے اس مضمون کا بقیہ اگلی حدیث کے ذیل میں آتا ہے۔

۱۳- حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوت والا مؤمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم قوت والے مؤمن سے بہتر اور زیادہ پیارا ہے، اور یوں سب میں خوبی ہے۔ الخ (مسلم)

ف- جب قوت اللہ کے نزدیک ایسی پیاری چیز ہے تو اس کو باقی رکھنا اور بڑھانا اور جو چیزیں قوت کم کرنے والی ہیں اُن سے احتیاط رکھنا یہ سب مطلوب ہوگا۔ اس میں غذا کا بہت کم کردینا، نیند کا بہت کم کردینا، ہم بستری میں حد قوت سے آگے زیادتی کرنا، ایسی چیز کھانا جس سے بیماری ہوجاوے یا بدپرہیزی کرنا جس سے بیماری بڑھ جائے یا جلدی نہ جاوے یہ سب داخل ہوگیا ان سے بچنا چاہیئے۔ اسی طرح قوت بڑھانے میں ورزش کرنا دوڑنا پیادہ چلنے کی عادت کرنا جن اسلحہ کی قانون سے اجازت ہے یا اجازت حاصل ہوسکتی ہے

ان کی مشق کرنا یہ سب داخل ہے مگر حدِ شرع وحدِ قانون سے باہر نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اس سے جمعیت و راحت جو کہ شرعاً مطلوب ہے برباد ہوتی ہے۔

۱۴۔ عمرو بن شعیبؒ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار قافلہ ہے۔ (مالک و ترمذی و ابوداؤد و نسائی)

ف۔ یہ اس وقت تھا جبکہ اکے دکے کو دشمن کا خطرہ تھا، اس سے ثابت ہے کہ اپنی حفاظت کا سامان ضروری ہے۔

۱۵۔ ابو ثعلبہ خشنیؓ سے روایت ہے کہ لوگ جب کسی منزل میں اترتے تو گھاٹیوں میں اور نشیب میدانوں میں متفرق ہوجاتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارا گھاٹیوں اور نشیب میدانوں میں متفرق ہو جانا یہ شیطان کی طرف سے ہے (اس لئے کہ اگر کسی پر آفت آوے تو دوسروں کو خبر بھی نہ ہو) سو اس کے بعد جس منزل پر اُترتے ایک دوسرے سے اس طرح مل جاتے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ اگر ان سب پر ایک کپڑا بچھا دیا جائے تو سب پر آجائے۔ (ابوداؤد)

ف۔ اس سے بھی اپنی احتیاط اور حفاظت کی تاکید ثابت ہوتی ہے۔

۱۶۔ ابوالسائب حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک اجازت لینے والے سے) فرمایا کہ اپنا ہتھیار ساتھ لے لو مجھ کو بنی قریظہ سے (جو کہ یہودی اور دشمن تھے) اندیشہ ہے چنانچہ اس شخص نے ہتھیار لے لیا اور گھر کو چلا لانبی حدیث ہے۔ (مسلم)

ف۔ جس موقع پر دشمنوں سے ایسا اندیشہ ہو اپنی حفاظت کے لئے جائز ہتھیار اپنے ساتھ رکھنے کا اس سے ثبوت ہوتا ہے۔

۱۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ لوگ بدر کے دن تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر تھے اور ابو لبابہ اور حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سواری تھے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کی باری آتی تو وہ دونوں عرض کرتے کہ ہم آپ کی طرف سے پیادہ چلیں گے، آپ فرماتے تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں تم سے زیادہ ثواب سے بے نیاز نہیں ہوں (یعنی پیادہ چلنے میں جو ثواب ہے اس کی مجھ کو بھی حاجت ہے۔ (شرح سنۃ)

ف۔ اس سے ثابت ہوا کہ پیادہ چلنے کی بھی عادت رکھے زیادہ آرام طلب نہ ہو۔

۱۸۔ حضرت فضالہ بن عبید رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے تھے اور ہم کو،

حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پانوں بھی چلا کریں۔ (ابوداؤد)

ف۔ اس میں بھی وہی بات ہے جو اس سے پہلی حدیث میں تھی اور ننگے پاؤں چلنا اس سے زیادہ۔

۱۹۔ ابن ابی حدرودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تنگی سے گذر کرو اور موٹا چلن رکھو اور ننگے پانوں چلا کرو۔ (جمع الفوائد از کبیر و اوسط)

ف۔ اس میں کئی مصلحتیں ہیں مضبوطی و جفاکشی و آزادی۔

۲۰۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس سے کیا مراد ہے۔ فرمایا نفس کو ذلیل کرنا یہ ہے کہ جس بلا کو سہار نہ سکے اس کا سامنا کرے۔ (تیسیر از ترمذی)

ف۔ یہ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے پریشانی بڑھتی ہے اس میں تمام وہ کام آگئے جو اپنے قابو کے نہ ہوں بلکہ اگر کسی مخالف کی طرف سے بھی کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعہ سے اس کی مدافعت کرو خواہ وہ خود انتظام کردیں خواہ تم کو انتقام کی اجازت دے دیں اور اگر خود حکام ہی کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آوے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کردو اگر پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان

سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہاری مصیبت دُور ہو۔ یہ تین آیتیں ہیں اور بیس حدیثیں جن میں بجز دو اخیر کے کہ اُن کے ساتھ کتاب کا نام لکھا ہے باقی سب مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں۔

نوٹ:۔(الف) ان آیات واحادیث سے صحت و قوت وجمعیت یعنی امن و عافیت وراحت کا مطلوب ہونا صاف ظاہر ہے جس کی تقریر جابجا کردی گئی۔

(ب) جو افعال ان مقاصد مذکورہ میں خلل انداز ہوں اگر وہ مقاصد واجب ہوں اور خلل یقینی اور شدید ہے تو وہ افعال حرام ہیں ورنہ مکروہ۔

(ج) اگر بدون بندہ کے اختیار کے محض من جانب اللہ ایسے واقعات پیش آویں جن سے یہ مقاصد صحت وقوت وطمانینت وغیرہا برباد ہو جاویں تو پھر ان مصائب پر ثواب ملتا ہے اور مدد غیبی بھی ہوتی ہے پریشانی نہیں ہوتی اس لئے ان پر صبر کرے اور خوش رہے انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سب کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہے جس سے قرآن اور حدیث بھرے ہوئے ہیں۔

کتبہ

اشرف علی عفی عنہ

روح یازدہم

نماز کی پابندی کرنا

کچھ آیتیں اور زیادہ حدیثیں اِس بارہ میں نقل کرتا ہوں۔

آیات:۔ ۱۔ خدا تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی صفات میں فرمایا، اور وہ لوگ نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں۔ (شروع سورۂ بقرہ آیت ۳)

ف۔ اِس میں اچھی طرح پڑھنا اور وقت پر پڑھنا اور ہمیشہ پڑھنا سب آگیا۔

۲۔ اور نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرو۔ (ربع الٓمٓ۔ آیت ۴۳)

ف۔ ایسے الفاظ سے نماز کا حکم قرآن مجید میں بہت ہی کثرت سے جابجا آیا ہے۔

۳۔ اے ایمان والو (طبیعتوں میں سے) غم ہلکا کرنے کے (بارہ میں) صبر اور نماز سے سہارا (اور مدد) لو۔ (شروع سیقول۔ آیت ۱۵۳)

ف۔ اِس میں نماز کی ایک خاص خاصیت مذکور ہے جس کی ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے۔

۴۔ محافظت کرو سب نمازوں کی (اور اسی کے اخیر میں فرمایا)،

پھر اگر تم کو (باقاعدہ نماز پڑھنے میں کسی دشمن وغیرہ کا) اندیشہ ہو تو تم کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے (جس طرح بن سکے، خواہ قبلہ کی طرف بھی منھ نہ ہو، اور اگر رکوع اور سجدہ صرف اشارہ ہی سے ممکن ہو) پڑھ لیا کرو (اس حالت میں بھی اس پر محافظت رکھو اس کو ترک مت کرو)۔ (قریب ختم سیقول۔ آیت ۲۳۸ و ۲۳۹)

ف۔ غور کرو کس قدر تاکید ہے نماز کی کہ ایسی سخت حالت میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

۵۔ (اگر دشمن کے مقابلہ کے موقع پر اندیشہ ہو کہ اگر سب نماز میں لگ جاویں گے تو دشمن موقع پاکر حملہ کر بیٹھے گا تو (ایسی حالت میں) یوں چاہیئے کہ (جماعت کے دو گروہ ہو جاویں پھر) ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ (جب آپ تشریف رکھتے تھے اور آپ کے بعد جو امام ہو اس کے ساتھ نماز میں) کھڑے ہو جاویں (اور دوسرا گروہ نگہبانی کے لئے دشمن کے مقابل کھڑے ہو جاویں تاکہ دشمن کو دیکھتے رہیں آگے ارشاد ہے کہ) پھر جب یہ لوگ (آپ کے ساتھ) سجدہ کر چکیں (یعنی ایک رکعت پوری کر لیں) تو یہ لوگ (نگہبانی کے لئے) تمہارے پیچھے ہو جاویں اور دوسرا گروہ جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی (یعنی شروع بھی نہیں کی وہ بجائے اس پہلے گروہ کے امام کے قریب) آجاوے اور آپ کے ساتھ نماز (کی ایک رکعت جو باقی رہی ہے اس کو) پڑھ لیں (یہ تو ایک ایک

رکعت ہوئی اور دوسری رکعت اِس طرح پڑھیں گے کہ جب امام دو رکعت پر سلام پھیر دے دونوں گروہ اپنی ایک ایک رکعت بطور خود پڑھ لیں اور اگر امام چار رکعت پڑھے تو ہر گروہ کو دو دو رکعت پڑھاوے اور دو دو اپنے طور پر پڑھ لیں اور مغرب میں ایک گروہ کو دو رکعت پڑھاوے اور ایک گروہ کو ایک رکعت)۔ (النساء آیت ۱۰۲)

ف ۔ غور کرو نماز کس درجہ ضروری چیز ہے کہ ایسی کشاکشی میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں دی گئی مگر ہماری مصلحت کے لئے اس کی صورت بدل دی۔

۶۔ اے ایمان والو جب تم نماز کو اُٹھنے لگو (آگے وضو اور غسل کا حکم ہے پھر ارشاد ہے کہ) اگر تم بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو آگے اور عذروں کا بیان ہے جن میں پانی نہ مِلنے کی بھی ایک صورت ہے) تو (اُن سب میں) تم پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔ (شروع سورۂ مائدہ۔ آیت ۶)

ف ۔ دیکھو بیماری میں اگر پانی سے نقصان ہو یا پانی نہ مِلتا ہو تب تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم ہو گیا ایسے ہی نماز میں آسانی ہو گئی کہ اگر کھڑا ہونا مشکل ہو تو بیٹھنا جائز ہو گیا اگر بیٹھنے سے بھی تکلیف ہو تو لیٹنا جائز ہو گیا۔ لیکن نماز معاف نہیں ہوئی۔

۷۔ (شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی وجہ میں یہ بھی فرمایا) اور (شیطان یوں چاہتا ہے کہ اس شراب اور جوئے کے ذریعہ سے)

اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے (جوکہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے افضل طریقہ ہے) تم کو باز رکھے۔ (شروع واذا سمعوا۔ آیت ۹۱)

ف۔ دیکھو نماز کی کس قدر شان ظاہر ہوتی ہے کہ جو چیز اس سے روکنے والی تھی اس کو حرام کردیا تاکہ نماز میں خلل نہ ہو۔

۸۔(ایک ایسی جماعت کے بارہ میں جنھوں نے ہر طرح سے اسلام کو ضرر اور اہل اسلام کو اذیت پہنچائی تھی ارشاد ہے کہ) اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کرلیں (یعنی مسلمان ہوجائیں) اور (اُس اسلام کو ظاہر بھی کردیں مثلاً) نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں، وہ تمہارے دینی بھائی ہوجائیں گے (اور پچھلا کیا ہوا سب معاف ہوجاوے گا۔

(شروع سورۂ براءۃ۔ آیت ۱۱)

ف۔ اس آیت میں نماز کو اسلام کی علامت فرمایا ہے یہاں تک کہ اگر کسی کافر کو کسی نے کلمہ پڑھتے نہ سنا ہو مگر نماز پڑھتے دیکھے تو سب علماء کے نزدیک واجب ہے کہ اس کو مسلمان سمجھیں، اور زکوٰۃ کی کوئی خاص صورت نہیں اِس لئے وہ اس درجہ کی علامت نہیں۔

۹۔(ایک جماعت انبیاء کا ذکر فرماکر ان کے بعد کے ناخلف لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں کہ) ان کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو برباد کیا (اس سے تھوڑا آگے فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے (مراد عذاب ہی

(قریب ختم سورۂ مریم۔ آیت ۵۹)

ف۔ دیکھو نماز کے ضائع کرنے والوں کے لئے عذاب کی کیسی وعید سنائی۔

۱۰۔ اور اپنے متعلقین کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کے پابند رہیئے۔ (آخر سورۂ طٰہٰ۔ آیت ۱۳۲)

ف۔ یہ حکم ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکہ دوسرے سننے والے سمجھیں کہ جب آپ کو نماز معاف نہیں تو اوروں کو تو کیسے معاف ہو سکتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسا خود پابند رہنا ضروری ہے اسی طرح اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تاکید رکھنا ضروری ہے۔ اور بہت آیتیں ہیں اس وقت ان ہی پر کفایت کی گئی۔

احادیث:۔ ۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتلاؤ تو اگر کسی کے دروازہ پر ایک نہر ہو اور اس میں وہ ہر روز پانچ بار غسل کیا کرے تو کیا اس کا کچھ میل کچیل باقی رہ سکتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ کچھ بھی میل نہ رہے گا آپ نے فرمایا کہ یہی حالت ہے پانچوں نمازوں کی کہ اللہ تعالےٰ ان کے سبب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

ف۔ اس سے کتنی بڑی فضیلت نماز کی ثابت ہوتی ہے اور مسلم کی ایک حدیث میں اجتناب کبائر کو شرط فرمایا ہے مگر یہ کیا تھوڑی دولت ہے۔

۲۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ بندہ کے اور کفر کے درمیان بس ترک نماز کی کسر ہے
(جب ترک نماز کیا وہ کسر مٹ گئی اور کفر آگیا چاہے بندہ کے اندر
نہ آوے پاس ہی آجاوے مگر دوری تو نہ رہی (مسلم)
ف۔ دیکھو نماز چھوڑنے پر کتنی بڑی وعید ہے کہ وہ بندہ کو کفر کے
قریب کردیتا ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ سے روایت ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا اور ارشاد
فرمایا کہ جو شخص اُس پر محافظت رکھے وہ قیامت کے روز اُس
کے لئے روشنی اور دستاویز اور نجات ہوگی اور جو شخص اُس پر
محافظت نہ کرے وہ اُس کے لئے نہ روشنی ہوگی اور نہ دستاویز
اور نہ نجات، اور وہ شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون
اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (یعنی دوزخ میں اگرچہ
ان کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نہ رہے مگر ہونا ہی بڑی سخت بات
ہے)۔ (احمد و دارمی و بیہقی شعب الایمان)

۴۔ حضرت بریدہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان جو ایک عہد کی
چیز (یعنی عہد کا سبب) ہے وہ نماز ہے پس جس شخص نے اس کو
ترک کردیا وہ (برتاؤ کے حق میں) کافر ہوگیا (یعنی ہم اس کے ساتھ
کافروں کا برتاؤ کریں گے کیونکہ اور کوئی علامت اسلام کی اُن میں

نہیں پائی جاتی کیونکہ وضع ولباس وگفتگو سب مشترک تھے تو ہم کافر ہی سمجھیں گے)۔ (احمد و ترمذی ونسائی وابن ماجہ)

ف۔ اِس سے یہ تو ثابت ہوا کہ ترکِ نماز بھی ایک علامت ہے کفر کی گو کوئی دوسری اسلامی علامت ہونے سے ترک نماز سے کافر نہ سمجھیں مگر کفر کی کسی علامت کو اختیار کرنا کیا تھوڑی بات ہے۔

۵۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور ان کے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو جب وہ سات برس کے ہوں، اور اس پر ان کو مارو جب وہ دس برس کے ہوں (ابوداؤد) (یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں)

۶۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ دو شخص قبیلۂ خزاعہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسلمان ہوئے ان میں ایک شہید ہوگیا اور دوسرا برس روز پیچھے (موت طبعی سے) مرا۔ طلحہ بن عبیداللہ کہتے ہیں میں نے پیچھے مرنے والے کو (خواب میں) دیکھا کہ اس شہید سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا مجھ کو بہت تعجب ہوا صبح کو میں نے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس (مرنے والے) نے اُس (شہید) کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے اور برس روز تک ہزاروں رکعتیں پڑھیں (اگر صرف فرض وواجب وسنت مؤکدہ ہی لی جاویں

تو دس ہزار رکعت کے قریب ہوتی ہیں یعنی اس لئے وہ شہید سے بڑھ گیا) ۔(احمد و ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی)

ف ۔ ابن ماجہ و ابن حبان نے اتنا اور زیادہ روایت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کے درجوں میں اتنا فرق ہے کہ آسمان و زمین کے فاصلہ سے بھی زیادہ ۔ فقط ۔ اور ظاہر ہے کہ زیادہ دخل اس فضیلت میں نماز ہی کو ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی کثرت کا بیان بھی فرمایا ۔ تو نماز ایسی چیز ٹھیری کہ اس کی بدولت شہید سے بھی بڑا رتبہ مل جاتا ہے ۔

۷ ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے ۔ (دارمی)

ف ۔ نماز ہی کا نام لینا صاف بتلا رہا ہے کہ وہ سب عبادات سے بڑھ کر جنت میں لے جانے والی ہے ۔

۸ ۔ عبداللہ بن قرط رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اول جس چیز کا بندہ سے قیامت میں حساب ہوگا وہ نماز ہے اگر وہ ٹھیک اتری تو اس کے سارے عمل ٹھیک اتریں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو اس کے سارے عمل خراب نکلیں گے ۔ (طبرانی اوسط)

ف ۔ معلوم ہوتا ہے نماز کی برکت سب عبادات میں اثر کرتی

ہے اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوگی بڑا عمل ہونے کی۔

۹۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث میں یہ بھی) فرمایا کہ جس کے پاس نماز نہیں (یعنی نماز نہ پڑھتا ہو) اُس کے پاس دین نہیں نماز کو دین سے وہ نسبت ہے جیسے سر کو دھڑ سے نسبت ہے۔ (کہ سر نہ ہو تو دھڑ مردہ ہے اسی طرح نماز نہ ہو تو تمام اعمال بے جان ہیں۔ (طبرانی اوسط وصغیر)

ف۔ جس چیز پر دین کا اتنا بڑا دارومدار ہو اس کو چھوڑ کر کسی نیک عمل کو کافی سمجھنا کتنی بڑی غلطی ہے۔

۱۰۔ حضرت حنظلہ کاتبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو شخص پانچ نماز کی محافظت کرے یعنی ان کے رکوع کی بھی ان کے سجدہ کی بھی اور ان کے وقتوں کی بھی (یعنی ان میں کوتاہی نہ کرے) اور اس کا اعتقاد رکھے کہ سب نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یا یہ فرمایا کہ اس کے لئے واجب ہوگئی۔ یا یہ فرمایا کہ وہ دوزخ پر حرام ہوجاوے گا۔ (ان سب کا ایک ہی مطلب ہے)۔ (احمد) یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں۔ یہ دس آیتیں دس حدیثیں سب مل کر بیس ۲۰ ہوئیں۔ اے مسلمانو! اتنی حدیثیں سن کر بھی نماز کی پابندی نہ کروگے؟

کتبہ اشرف علی

روح دوازدہم

مسجد بنانا

(اس میں اس کے بنانے میں مدد مال سے یا جان سے اور اس کے لئے زمین دینا، اس کی ٹوٹی پھوٹی کی مرمت کرنا سب آگیا) اور اس کے حقوق ادا کرنا (ان حقوق میں یہ سب باتیں آگئیں) یعنی (۱) اس میں نماز پڑھنا خاص کر جماعت کے ساتھ (۲) اس کو صاف رکھنا۔ (۳) اس کا ادب کرنا۔ (۴) اس کی خدمت کرنا (۵) وہاں کثرت سے حاضر رہنا۔ اس کے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔

آیات:- ۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں اُس کا ذکر (اور عبادت) کئے جانے سے بندش کرے اور ان کے ویران ہونے میں کوشش کرے۔ (البقرۃ-آیت ۱۱۴)

۲۔ ہاں اللہ کی مسجدوں کو (حقیقۃً) آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز کی پابندی کرتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہوں اور بجز اللہ کے کسی

سے نہ ڈرتے ہوں سو ایسے لوگوں کے لئے توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود (یعنی جنت و نجات) تک پہونچ جاویں۔ (توبہ۔ آیت ۱۸)

ف ۔ اِس آیت میں مسجد کے آباد کرنے والے کے لئے خوشخبری ہے ایمان اور جنت کی چنانچہ ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم لوگ کسی شخص کو دیکھو کہ مسجد کا خیال رکھتا ہے (اس میں اس کی خدمت کا خیال اور وہاں حاضر باشی کا خیال سب آگیا) تو تم لوگ اس کے ایمان کی گواہی دے دو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یعمر الآیۃ (یہ وہی آیت ہے جس کا ترجمہ ابھی لکھا گیا۔ (مشکوٰۃ از ترمذی و ابن ماجہ و دارمی)

۳۔ وہ (اہل ہدایت ایسے گھروں میں (جاکر عبادت کرتے) ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے۔ (نور۔ آیت ۳۶)

ف ۔ مراد ان گھروں سے مسجدیں ہیں اور ان کا ادب یہ ہے جو آگے حدیثوں میں آتا ہے۔

احادیث:۔ ۱۔ حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی مسجد بنائے جس سے مقصود خدا تعالیٰ کا خوش کرنا ہو (اور کوئی بُری غرض نہ ہو) اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی کی مثل (اُس کا گھر) جنت میں بنا دے گا۔

(بخاری و مسلم)

ف - اِس حدیث سے نیت کی درستی کی تاکید بھی معلوم ہوئی اور اگر نئی مسجد نہ بنادے بلکہ بنی ہوئی کی مرمت کردے اس کا ثواب بھی اِس سے معلوم ہوا کیونکہ حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی کی مرمت کرکے یہ حدیث بیان کی تھی اور دوسری حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جو شخص کوئی مسجد بنادے (بنانے میں مال خرچ کرنا یا جان کی محنت خرچ کرنا دونوں آگئے۔ چنانچہ جمع الفوائد میں رزین سے حضرت ابوسعید کی روایت آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے بننے کے وقت خود بھی اینٹیں اُٹھا رہے تھے) خواہ وہ قطاۃ پرندہ کے گھونسلہ کے برابر ہو یا اس سے بھی چھوٹی ہو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں ایک گھر بنادے گا۔ (ابن خزیمہ و ابن ماجہ)

ف - اس حدیث سے بنتی ہوئی مسجد میں چندہ دینے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کیونکہ گھونسلہ کی برابر بنانے کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ پوری مسجد نہیں بناسکا اس کے بننے میں تھوڑی سی شرکت کرلی جس سے اس کی رقم کے مقابلہ میں اس مسجد کا اتنا ذرا سا حصّہ آگیا اور اوپر کی حدیث میں جو آیا ہے کہ اس کی مثل جنت میں گھر بنے گا اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ اس صورت میں گھونسلہ کے برابر گھر بن جاوے گا کیونکہ مثل کا یہ مطلب نہیں کہ چھوٹے بڑے ہونے میں اس کی مثل ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسا اس شخص کا

اخلاص ہوگا اس کی مثل گھر بنے گا لیکن لمبائی چوڑائی میں بہت بڑا ہوگا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے لئے مسجد بناوے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناوے گا جو اس سے بہت لمبا چوڑا ہوگا۔ (احمد)

۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عبادت کے لئے حلال مال سے کوئی عمارت (یعنی مسجد) بنائے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں موتی اور یاقوت کا گھر بناوے گا۔ (طبرانی اوسط)

ف۔ یہ بھی مسجد کا ادب ہے کہ اس میں حرام مال نہ لگاوے خواہ وہ حرام روپیہ پیسہ ہو خواہ ملبہ خواہ زمین ہو جیسا کہ بعض لوگوں کو شوق ہوتا ہے کہ زمیندار کی زمین میں بدون اس کی اجازت کے مسجد بنا لیتے ہیں پھر اس کے روک ٹوک کرنے پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اس کو اسلام کی بڑی طرفداری وخدمت سمجھتے ہیں، خاصکر اگر زمیندار غیر مسلم ہو تو تب تو اس کو کفر و اسلام کا مقابلہ سمجھتے ہیں سو خوب سمجھ لو کہ اس زمین میں جو مسجد بنائی جاوے وہ شرع سے مسجد ہی نہیں ہے۔ البتہ زمیندار کی خوشی سے اپنی ملک کرا کر پھر اسمیں مسجد بناتے رہیں۔

۳۔ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت

تھی (شاید حبشن ہو) جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، ایک رات کو وہ مرگئی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھ کو اس کی خبر کیوں نہ کی، پھر آپ صحابہ کو لے کر باہر تشریف لے گئے اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اُس پر تکبیر فرمائی (مراد نماز جنازہ ہے) اور اس کے لئے دعا کی پھر واپس تشریف لے آئے (ابن ماجہ و ابن خزیمہ) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس سے پوچھا تو نے کس عمل کو زیادہ فضیلت کا پایا اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینے کو۔ (ابوالشیخ اصبہانی)

ف۔ دیکھئے مسجد میں جھاڑو دینے کی بدولت ایک غریب گمنام حبشن کی جس کی مسکنت و گمنامی کے سبب اس کی وفات کی بھی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں کی گئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی بڑی قدر فرمائی کہ اس کی وفات کی خبر نہ دینے کی شکایت بھی فرمائی پھر قبر پر تشریف لے گئے اور اس پر جنازہ کی نماز پڑھی اور یہ حضور اقدس کی خصوصیت تھی اور اس کے لئے دعا فرمائی پھر حضور کے پوچھنے پر خود اُس نے اس عمل کی کتنی بڑی فضیلت بیان کی۔ افسوس اب مسجد میں جھاڑو دینے کو لوگ عیب اور ذلت سمجھتے ہیں۔

۴۔ ابو قرصافہ رضؓ سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد سے کوڑا کباڑ نکالنا بڑی

آنکھوں والی حوروں کا مہر ہے۔ (طبرانی کبیر)

۵۔ ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کردی جس سے تکلیف ہوتی تھی (جیسے کوڑا کباڑ کانٹا اعلیٰ فرش سے الگ کنکر پتھر) اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا وے گا۔ (ابن ماجہ)

۶۔ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلہ محلہ میں مسجدیں بنانے کا حکم اور ان کو صاف پاک رکھنے کا حکم فرمایا۔ (احمد و ترمذی والوداؤد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ)

ف۔ پاک رکھنا یہ کہ اس میں کوئی ناپاک آدمی یا ناپاک کپڑا ناپاک تیل وغیرہ نہ جانے پائے اور صاف رکھنا یہ کہ اس میں سے کوڑا کباڑ نکالتے رہیں۔

۷۔ واثلہ بن الاسقع رضؓ نے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجدوں کو جمعہ جمعہ (خوشبو کی) دھونی دیا کرو۔ (ابن ماجہ وکبیر طبرانی)

ف۔ جمعہ کی قید نہیں صرف یہ مصلحت ہے کہ اس روز نمازی زیادہ ہوتے ہیں جن میں ہر طرح کے آدمی ہوتے ہیں کبھی کبھی دھونی دے دینا یا اور کسی طرح خوشبو لگا دینا، چھڑک دینا سب برابر ہے۔

۸۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد میں خرید و فروخت کر رہا ہے تو یوں کہہ دیا کرو، اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور جب ایسے شخص کو دیکھو کہ کھوئی چیز کو مسجد میں پکار پکار کر تلاش کر رہا ہے تو یوں کہہ دو کہ خدا تعالیٰ تیرے پاس وہ چیز نہ پہونچاوے (ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم) اور ایک روایت میں یہ بھی ارشاد ہے کہ مسجدیں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئیں۔ (مسلم و ابو داؤد و ابن ماجہ)

ف ۔ مراد اُس چیز کا تلاش کرنا ہے جو باہر کھو گئی اور مسجد میں اس لئے پکار رہا ہے کہ مختلف لوگوں کا مجمع ہے شاید کوئی پتہ دیدے اور یہ بد دعا دینا تنبیہ کے لئے ہے لیکن اگر لڑائی دنگے کا ڈر ہو تو دل میں کہہ لے۔ اس حدیث میں باطنی ادب مسجد کا مذکور ہے کہ وہاں دنیا کے کام نہ کرے۔

۹ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چند امور ہیں جو مسجد میں مناسب نہیں، اس کو راستہ نہ بنایا جائے (جیسا بعض لوگ چکر سے بچنے کے لئے مسجد کے اندر ہو کر دوسری طرف نکل جاتے ہیں) اور اس میں ہتھیار نہ سُولتے جائیں اور نہ اس میں کمان کھینچی جائے اور نہ اس میں تیروں کو بکھیرا جاوے (تاکہ کسی کے چبھ نہ جاویں) اور نہ کچا گوشت لے کر اُس میں کو گذرے اور نہ اس میں کسی کو سزا دی جائے اور نہ اس میں کسی سے بدلہ لیا جاوے (جس کو شرع میں حد

وقصاص کہتے ہیں، اور نہ اس کو بازار بنایا جائے۔ (ابن ماجہ)

ف۔ یہ سب باتیں مسجد کے ادب کے خلاف ہیں۔

۱۰۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب اخیر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی باتیں مسجدوں میں ہوا کریں گی اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی کچھ پروا نہ ہوگی (یعنی اُن سے خوش نہ ہوگا)۔ (ابن حبان)

ف۔ دنیا کی باتیں کرنا بھی مسجد کی بے ادبی ہے۔

۱۱۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت کی مسجد کی طرف چلے تو اس کا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور ایک قدم اس کے لئے نیکی لکھتا ہے جانے میں بھی لوٹنے میں بھی۔ (احمد، طبرانی وابن حبان)

ف۔ کیا ٹھکانا ہے رحمت کا کہ جاتے ہوئے تو ثواب ملتا ہے لوٹنے میں بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے۔

۱۲۔ ابو درداءؓ سے روایت ہے وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص رات کی اندھیری میں مسجد کی طرف چلے خدا تعالیٰ سے قیامت کے روز نور کے ساتھ ملے گا۔ (طبرانی)

۱۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ

میں جگہ دے گا جس روز سوائے اس کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہو۔ (بخاری ومسلم وغیرہما)

۱۴۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم ان بدبودار ترکاریوں سے (یعنی پیاز ولہسن سے جیسا کہ اور حدیثوں میں آیا ہے) جو کہ ان کو کھا کر مسجدوں میں آؤ۔ اگر تم کو ان کے کھانے کی ضرورت ہی ہو تو اُن (کی بدبو) کو آگ سے مار دو، (یعنی پکا کر کھاؤ کچّی کھا کر مسجد میں نہ آؤ)۔ (طبرانی)

۱۵۔ ابوامامہ رضؓ سے روایت ہے وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو شخص مسجد کی طرف جائے اور اس کا ارادہ صرف یہ ہو کہ کوئی اچھی بات (یعنی دین کی بات) سیکھے یا سکھائے اُس کو حج کرنے والے کے برابر پُورا ثواب ملے گا۔ (طبرانی)

ف۔ اِس سے معلوم ہوا کہ مسجد جیسے نماز کے لئے ہے ایسے ہی علم دین سیکھنے کے لئے بھی ہے سو مسجد میں ایسے شخص کو رہنا چاہیئے جو دین کی باتیں بتلایا کرے۔ یہ سب حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں بجز دو حدیثوں کے کہ اس میں مشکوٰۃ و جمع الفوائد کا نام لکھدیا ہے۔ دستور العمل جو ان سب آیات اور احادیث سے ثابت ہوا یہ ہے۔

(الف) کہ ہر بڑی چھوٹی بستی میں وہاں کی ضرورت کے موافق مسجد بنانا چاہیئے۔

(ب) مگر وہ حلال مال سے اور حلال زمین میں ہو۔

(ج) مسجد کا ادب کرے یعنی اس کو پاک صاف رکھے اس میں جھاڑو دیا کرے اس کی ضروری خدمت کا خیال رکھے، بدبودار جیسے تمباکو وغیرہ چیز کھاکر یا لے کر اس میں نہ جائے، وہاں دنیا کا کوئی کام یا بات نہ کرے۔

(د) مردوں کو نماز مسجد میں پڑھنا چاہیئے اور بدون عذر کے جماعت نہ چھوڑنا چاہیئے۔ مسجد میں اور جماعت سے نماز پڑھنے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ آپس میں تعلق بڑھے ایک کو دوسرے کا حال معلوم رہے۔ مالک کی حدیث سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے چنانچہ ایک بار حضرت عمر نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہیں پایا، حضرت عمر بازار تشریف لے گئے اور سلیمان کا مکان مسجد اور بازار کے درمیان تھا تو سلیمان کی ماں سے پوچھا میں نے سلیمان کو صبح میں نہیں دیکھا الخ۔ اس حدیث کے ذیل میں علماء نے یہ فائدہ بھی ذکر کیا ہے۔

(ہ) مسجد میں ایسے شخص کو رکھیں کہ وہ بستی والوں کو مسئلے مسائل بھی بتلاتا رہے۔

(و) جب فرصت ملا کرے مسجد میں جاکر بیٹھ جایا کرے مگر

وہاں جاکر دین کے کاموں میں یا دین کی باتوں میں لگا رہے اگر سب آدمی اس کی پابندی رکھیں تو علاوہ ثواب کے جماعت کو بھی قوت پہونچے ۔ فقط

تنبیہ :۔ حدیثوں میں صاف آیا ہے کہ عورتوں کے لئے گھروں میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجدوں میں پڑھنے سے زیادہ ہے ؂

اشرف علی

روح سیزدہم

کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

یعنی جس قدر ہو سکے اللہ کا نام لیتے رہنا۔ قرآن اور حدیث میں اس کا حکم بھی ہے اور فضیلت اور ثواب بھی اور کچھ مشکل کام بھی نہیں۔ تو ایسے آسان کام میں بے پروائی یا سستی کر کے حکم کے خلاف کرنا اور اتنا بڑا ثواب کھو کر اپنا نقصان کرنا کیسی بے جا اور بری بات ہے پھر اللہ کا نام لیتے رہنے میں نہ کسی گنتی کی قید ہے اور نہ وقت کی اور نہ تسبیح رکھنے کی نہ پکار کر پڑھنے کی نہ وضو کی نہ قبلہ کی طرف منہ کرنے کی نہ کسی خاص جگہ کی نہ ایک جگہ بیٹھنے کی ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے پھر کیا مشکل ہے البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے تسبیح پر پڑھنا چاہے خواہ گنتی یاد رکھنے کے لئے یا اس لئے کہ تسبیح ہاتھ میں ہونے سے پڑھنے کا خیال آجاتا ہے، خالی ہاتھ یاد نہیں رہتا تو اس مصلحت کے لئے تسبیح رکھنا بھی جائز ہے بلکہ بہتر ہے اور اس کا خیال نہ کرے کہ تسبیح رکھنے سے دکھلاوا ہو جائے گا۔

دکھلاوا تو نیت سے ہوتا ہے یعنی جب یہ نیت ہو کہ دیکھنے والے مجھ کو بزرگ سمجھیں گے اور اگر یہ نیت نہ ہو تو وہ دکھلاوا نہیں۔ اس کو دکھلاوا سمجھنا اور ایسے وہموں سے ذکر کو چھوڑ دینا یہ شیطان کا دھوکا ہے وہ اس طرح سے بہکا کر ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہے اور وہ ایک دھوکا یہ بھی دیتا ہے کہ جب دل تو دنیا کے کام میں پھنسا رہا اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے تو اس کا کیا فائدہ۔ سو خوب سمجھ لو کہ یہ بھی غلطی ہے جب دل سے ایک دفعہ یہ نیت کر لی کہ ہم ثواب کے واسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں اس کے بعد اگر دل دوسری طرف بھی ہو جاوے مگر نیت نہ بدلے برابر ثواب ملتا رہے گا۔ البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو اُس میں دل کو ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی بھی کوشش کرے فضول قصّوں کی طرف خیال نہ لے جاوے تاکہ اور زیادہ ثواب ہو۔ اب ذکر کے بارہ میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

آیات:- ۱۔ پس تم مجھ کو یاد کرو میں (عنایت سے) تم کو یاد رکھوں گا۔ (بقرہ۔ آیت ۱۵۲)

۲۔ ایسے لوگ جو (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی۔ (آل عمران۔ آیت ۱۹۱)

۳۔ اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر (خواہ) اپنے دل میں

(یعنی آہستہ آواز سے) عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور (خواہ) زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ (اسی عاجزی اور خوف کے ساتھ) صبح اور شام (یعنی ہمیشہ) اور (ہمیشہ کا مطلب یہ ہے کہ) غفلت والوں میں سے مت ہونا۔ (اعراف۔ آیت ۲۰۵)

ف۔ اور بہت زور زور سے ذکر کرنا کوئی ثواب نہیں، لیکن اگر کوئی بزرگ جو شریعت کے پابند ہوں علاج کے طور پر بتلادیں تو جائز ہے اور وہ علاج یہ ہے کہ اس سے بعضوں کے دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے لیکن اس کا خیال رکھے کہ کسی کی عبادت یا کسی کی نیند میں خلل نہ پڑے نہیں تو گناہ ہوگا۔

۴۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف رسائی دیتا ہے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے اُن کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی ہی خاصیت ہے کہ اس) سے دلوں کو اطمینان ہوجاتا ہے (اس طرح سے کہ اس سے حق تعالیٰ اور بندہ میں تعلق بڑھ جاتا ہے اور اطمینان کی جڑ تعلق ہے)۔ (رعد۔ آیت ۲۷ و ۲۸)

۵۔ (مسجدوں میں ایسے لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں کہ) ان کو نہ (کسی چیز کا) خریدنا غفلت میں ڈالتا ہے اور نہ (کسی چیز کا) بیچنا اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے (نور۔ آیت ۳۵ و ۳۶)

۶۔ اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے (یعنی اس میں بڑی فضیلت ہے۔ (عنکبوت۔ آیت ۴۵)

۷۔ اے ایمان والو تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو (احزاب۔ آیت ۴۱)

۸۔ اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پاویں۔ (منافقون۔ آیت ۹)

۹۔ اور اپنے رب کا نام لیتے رہو اور سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو جاؤ (الگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا علاقہ سب علاقوں پر غالب رہے) (مزمل۔ آیت ۸)

۱۰۔ مراد کو پہونچا جو شخص (برے عقیدوں اور برے اخلاق سے) پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ (اعلیٰ۔ آیت ۱۴)

احادیث ۔ ۱۔ حضرت ابوہریرہ وابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھیں ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اُن پر (خدا کی) رحمت چھا جاتی ہے اور ان پر چین کی کیفیت اترتی ہے۔ (مسلم)

۲۔ حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہوا اور جو

شخص ذکر نہ کرتا ہو ان کی حالت زندہ اور مردہ کی سی حالت ہے (یعنی پہلا شخص مثل زندہ کے ہے اور دوسرا مثل مردہ کے کیونکہ روح کی زندگی یہی اللہ کی یاد ہے یہ نہ ہو تو روح مردہ ہے)۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس کے (یعنی اپنے بندہ کے) ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو پھر وہ اگر اپنے جی میں میرا ذکر کرے تو میں اپنے جی میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرے تو میں اس کا ذکر ایسے مجمع میں کرتا ہوں جو اس مجمع سے بہتر ہوتا ہے (یعنی فرشتوں اور پیغمبروں کے مجمع میں)۔ (بخاری و مسلم)

ف۔ اللہ تعالیٰ کے جی کا یہ مطلب نہیں جیسا ہمارا جی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس یاد کی کسی کو خبر نہیں ہوتی جیسے دوسری حالت میں مجمع کو خبر ہو گئی اور وہاں کے مجمع کا یہاں کے مجمع سے اچھا ہونا اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس مجمع کے زیادہ شخص اس مجمع کے زیادہ شخصوں سے اچھے ہوتے ہیں یہ ضرور نہیں کہ ہر شخص ہر شخص سے اچھا ہو سو اگر دنیا میں کوئی مجمع ذکر کا ایسا ہو جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہوں جیسا آپ کے زمانہ میں تھا تو کسی فرشتہ یا پیغمبر کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہ آئے گا۔

۴۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں گذرا کرو تو اس کے میوے منہ چھُٹ کھایا کرو لوگوں نے عرض کیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں آپ نے فرمایا ذکر کے حلقے (اور مجمع)۔ (ترمذی)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اللہ کی طرف سے اس پر گھاٹا ہوگا۔ اور جو شخص کسی جگہ لیٹے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے اللہ کی طرف سے اس پر گھاٹا ہوگا۔ (ابوداؤد)

ف۔ مقصد یہ ہے کہ کوئی موقع اور کوئی حالت ذکر سے خالی نہ ہونا چاہیئے۔

۶۔ عبداللہ بن بسر رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اسلام کے شرعی اعمال مجھ پر بہت سے ہو گئے (مراد نفلی اعمال ہیں کیونکہ تاکیدی اعمال تو بہت نہیں ہیں مطلب یہ کہ ثواب کے کام اتنے ہیں کہ سب کا یاد رکھنا اور عمل کرنا بہت مشکل ہے) اس لئے آپ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے کہ اس کا پابند ہو جاؤں (اور وہ سب کے بدلہ میں کافی ہو جائے) آپ نے فرمایا (اس کی پابندی کرلو کہ) تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے (یعنی چلتی رہے)۔ (ترمذی وابن ماجہ)

۷۔ ابوسعید رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

سوال کیا گیا بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برتر کون ہے آپ نے فرمایا جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں اور جو عورتیں (اسی طرح کثرت سے) ذکر کرنے والی ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے (کیا یہ) اس سے بھی (افضل ہے) آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص کفار و مشرکین میں اس قدر تلوار مارے کہ تلوار بھی ٹوٹ جائے اور یہ شخص بھی تمام خون میں (اپنے زخموں سے) رنگین ہو جائے۔ اللہ کا ذکر کرنے والا درجہ میں اس سے بھی افضل ہے (احمد و ترمذی) وجہ ظاہر ہے کہ جہاد خود اللہ ہی کی یاد کے لئے مقرر ہوا ہے جیسے وضو نماز کے لئے مقرر ہوا ہے سورۂ حج آیت اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ میں اس کا صاف ذکر ہے تو یاد اصل ہوئی اور اصل کا افضل ہونا ظاہر ہے۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر شئے کی ایک قلعی ہے اور دلوں کی قلعی اللہ کا ذکر ہے۔ (بیہقی)

۱۹۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کے قلب پر چمٹا ہوا بیٹھا رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے اور جب (یاد سے) غافل ہوتا ہے وسوسہ ڈالنے لگتا ہے۔ (بخاری)

۱۰- ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر اللہ کے سوا بہت کلام مت کیا کرو کیونکہ ذکر اللہ کے سوا بہت کلام کرنا قلب میں سختی پیدا کرتا ہے اور سب سے زیادہ اللہ سے دور وہ قلب ہے جس میں سختی ہو۔ (ترمذی)

ف- اخیر کی تین حدیثوں کا مجموعی حاصل یہ ہے کہ اصل صفائی اچھے عملوں سے ہوتی ہے اور اصل سختی بُرے عملوں سے اور دونوں عملوں کی جڑ قلب کا ارادہ ہے اور ارادہ کی جڑ خیال۔ پس جب ذکر میں کمی ہوتی ہے تو شیطان برے برے خیال قلب میں پیدا کرتا ہے جس سے بُرے ارادوں کی نوبت آجاتی ہے اور نیک ارادوں کی ہمت نہیں رہتی پس نیک کام نہیں ہوتے اور برے ہونے لگتے ہیں اور جب ذکر کی کثرت ہوتی ہے تو بُرے خیال قلب میں پیدا نہیں ہوتے پس بُرا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور گناہ بھی نہیں ہوتے اور نیک کاموں کا ارادہ اور نیک کام ہوتے رہتے ہیں اِس طرح سے صفائی اور سختی قلب میں پیدا ہوجاتی ہے مگر یہ باتیں خود بخود نہیں ہوتیں کرنے سے ہوتی ہیں سو اگر کوئی خالی ذکر کیا کرے اور نیک کاموں کے کرنے کا اور برے کاموں سے بچنے کا ارادہ اور ہمت نہ کرے وہ دھوکہ میں ہے۔ یہاں تک کی حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں۔

۱۱- حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت لوگ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو اُونچے اُونچے درجوں میں داخل فرمائے گا۔ (ابن حبان)

ف۔ یعنی کوئی یوں نہ سمجھے کہ جب تک امیری سامان کو نہ چھوڑے ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوتا۔

۱۲۔ ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں۔
(احمد و ابو یعلی و ابن حبان)

۱۳۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنا ذکر کرو کہ منافق (یعنی بد دین) لوگ تم کو ریاکار و مکار کہنے لگیں۔ (طبرانی)

۱۴۔ معاذ بن جبل رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت والوں کو کوئی حسرت نہ ہوگی مگر جو گھڑی ان پر ایسی گذری ہوگی جس میں انھوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہوگا۔ اس گھڑی پر ان کو حسرت ہوگی۔ (طبرانی و بیہقی)

ف۔ مگر اس حسرت میں دنیا کی سی تکلیف نہ ہوگی۔ پس یہ شبہ نہ رہا کہ جنت میں تکلیف کیسی۔

۱۵۔ عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رضؓ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بی بی

کے ہاں گئے اور اس بی بی کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جن پر وہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں الخ (اور آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا)۔ (ابوداؤد و ترمذی مع تحسین و نسائی و ابن حبان و حاکم مع تصحیح)

ف۔ یہ اصل ہے تسبیح پر گننے کی (کما قررالشامی) یہ پانچ حدیثیں ترغیب کی ہیں یہاں تک تو عام ذکر کا بیان تھا بعضے خاص خاص ذکروں کا بھی ثواب آتا ہے اُن میں سے بعضے آسان اور مختصر بطور نمونہ بتلاتا ہوں جیسے (الف) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یا مع مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ب) سُبْحَانَ اللّٰهِ (ج) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (د) اَللّٰهُ اَكْبَرُ (ہ) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (و) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ (ز) درود شریف جو کئی طرح سے ہے، ایک ہلکا سا یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ (نسائی عن زید بن خارجہ)

خلاصہ یہ کہ ذکر سے غافل مت ہو خواہ کوئی خاص ذکر کرو یا عام پھر خواہ ہر وقت ایک ہی یا کسی وقت کوئی کسی وقت کوئی پھر خواہ بے گنتی خواہ انگلیوں یا تسبیح پر گنتی سے اور بعض دعائیں خاص وقتوں کی بھی ہیں اگر شوق ہو تو کسی دیندار عالم سے پوچھ لو ورنہ نمونہ کے طور پر جو ابھی لکھ دی ہیں یہ بھی کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

اشرف علی

روح چہار دہم

مالداروں کو زکوٰۃ کی پابندی کرنا

یہ بھی مثل نماز کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے۔ بہت سی آیتوں میں زکوٰۃ دینے کا حکم اور اس کے دینے کا ثواب اور اس کے نہ دینے کا عذاب مذکور ہے اور زیادہ آیتیں ایسی ہی ہیں جن میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی حکم ہے یہ سب آیتیں قرآن مجید میں آسانی سے مِل سکتی ہیں اور جو شخص عربی نہ جانتا ہو اُس کو ترجمہ والے قرآن میں مِل سکتی ہیں۔ اِس لئے اِس جگہ صرف حدیثیں لکھتا ہوں۔

۱۔ حضرت ابو درداءؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ اسلام کا پُل[ع] ہے یا بلند عمارت ہے (کہ اگر زکوٰۃ نہ دے تو اسلام پر چل نہیں سکتا یا اسلام کے نیچے کے درجے میں رہا)۔ (طبرانی اوسط وکبیر)

ف۔ اِس سے زکوٰۃ کا کتنا بڑا درجہ ثابت ہوا اور اُس کے

ع کذا فی القاموس فی القنطرۃ ۱۲

نہ دینے سے مسلمانی میں کتنا بڑا نقصان معلوم ہوا۔

۲۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی اُس سے اُس کی بُرائی جاتی رہی (یعنی زکوٰۃ نہ دینے سے جو اس مال میں نحوست اور گندگی آجاتی وہ نہیں رہی۔) (طبرانی اوسط و ابن خزیمہ صحیح)

ف۔ معلوم ہوا کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جاوے اُس میں برکت نہیں رہتی، اس کی کچھ تفصیل نمبر۱۳ و نمبر۱۴ میں آتی ہے۔

۳۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص تم میں اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ (طبرانی کبیر)

ف۔ اِس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے سے ایمان میں کمی رہتی ہے۔

۴۔ عبداللہ بن معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو کرے گا ایمان کا ذائقہ چکھے گا۔ صرف اللہ کی عبادت کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال اس طرح دے کہ اس کا نفس اس پر خوش ہو اور اس پر آمادہ کرتا ہو الخ (یعنی اُس کو روکتا نہ ہو)

ف۔ زکوٰۃ کا مرتبہ تو اس سے ظاہر ہوا کہ اس کو توحید کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کا اثر اس سے ظاہر ہوا کہ اس سے ایمان کا مزہ بڑھ جاتا ہے۔

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص سونے کا رکھنے والا اور چاندی کا رکھنے والا ایسا نہیں جو اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) نہ دیتا ہو مگر (اس کا یہ حال ہوگا کہ) جب قیامت کا دن ہوگا اُس شخص کے (عذاب کے) لئے اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان تختیوں کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اُن سے اس کی کروٹ اور پیشانی اور پشت کو داغ دیا جائے گا جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہونے لگیں گی پھر دوبارہ ان کو تپا لیا جائے گا (اور) یہ اس دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی (یعنی قیامت کے دن میں) الخ

(بخاری ومسلم واللفظ لمسلم)

۶۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان مالداروں پر اُن کے مال میں اتنا حق (یعنی زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان کے غریبوں کو کافی ہوجائے اور غریبوں کو بھوکے ننگے ہونے کی جب کبھی تکلیف ہوتی ہے مالداروں ہی کی (اس) کرتوت کی بدولت ہوتی ہے (کہ وہ زکوٰۃ

عہ وروی موقوفا علی علی وھو اشبہ لکنہ مرفوع حکما۔

نہیں دیتے) یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ان سے (اس پر) سخت حساب لینے والا اور ان کو دردناک عذاب دینے والا ہے۔ (طبرانی اوسط وصغیر)

ف۔ ایک حدیث میں اس کی تفصیل میں یہ بھی ارشاد ہے کہ محتاج لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے مالداروں کی یہ شکایت کریں گے کہ ہمارے حقوق جو آپ نے اُن پر فرض کئے تھے انھوں نے ہم کو نہیں پہونچائے اللہ تعالےٰ ان سے فرمائے گا اپنی عزت وجلال کی قسم میں تم کو مقرب بناؤں گا اور ان کو دُور کر دوں گا۔ (طبرانی صغیر و اوسط وابوالشیخ کتاب الثواب)

۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ ہم کو نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ دینے کا حکم کیا گیا ہے اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی (مقبول) نہیں ہوتی (طبرانی واصبہانی) اور ایک روایت میں ان کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرلے اور زکوٰۃ نہ دے وہ (پورا) مسلمان نہیں کہ اس کا نیک عمل اس کو نفع دے۔ (اصبہانی)

ف۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ لوگ نماز بھی چھوڑ دیں اگر ایسا کریں گے تو اس کا عذاب الگ ہوگا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ بھی دینے لگیں۔

۸۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جائے گا جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے (ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے) اور اس کے گلے میں طوق (یعنی ہنسلی) کی طرح ڈال دیا جائے گا اور اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیری جمع ہوں پھر آپ نے (اس کی تصدیق میں) یہ آیت پڑھی، وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ۔ الآیۃ (آل عمران آیت ۱۸۰) (اس آیت میں مال کے طوق بنائے جانے کا ذکر ہے (بخاری و نسائی)

۹۔ عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (علاوہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان لانے کے) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں اور فرض کی ہیں پس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو وہ اس کو (پورا) کام نہ دیں گی جب تک سب کو ادا نہ کرے نماز زکوٰۃ اور رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج۔ (احمد)

ف۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نماز روزہ و حج سب کرتا ہو مگر زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو سب بھی اس کی نجات کیلئے کافی نہیں۔

۱۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں جائے گا۔ (طبرانی صغیر)

۱۱۔حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز تو سب کے سامنے ظاہر ہونے والی چیز ہے اس کو تو قبول کرلیا اور زکوٰۃ پوشیدہ چیز ہے اس کو خود کھالیا (حقداروں کو نہ دیا) ایسے لوگ منافق ہیں۔ (بزار)

ف۔یعنی بعضے لوگ نماز اسی لئے پڑھتے ہیں کہ نہ پڑھیں گے تو سب کو خبر ہوگی اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دیتے کہ اس کی کسی کو خبر نہیں ہوتی اور منافق ایسا ہی کرتے تھے ورنہ خُدا کے حکم تو دونوں ہیں۔

۱۲۔حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ جس قوم نے زکوٰۃ دینا بندکرلیا اللہ تعالیٰ ان کو قحط میں مبتلا کرتا ہے اور ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان سے بارش کو روک لیتا ہے۔(طبرانی و حاکم و بیہقی)

۱۳۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مال میں زکوٰۃ ملی ہوئی رہی وہ اس کو برباد کردیتی ہے۔ (بزار و بیہقی)

ف۔زکوٰۃ ملنا یہ کہ اس میں زکوٰۃ فرض ہوجائے اور نکالی نہ جائے۔اور برباد ہونا یہ کہ وہ مال جاتا رہے یا اس کی برکت جاتی رہے جیسا اگلی حدیث میں مذکور ہے۔

۱۴۔حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مال خشکی میں یا دریا میں تلف ہوتا ہے زکوٰۃ نہ دینے سے ہوتا ہے۔ (طبرانی اوسط)

ف۔ اور اگر باوجود زکوٰۃ دینے کے شاذ نادر تلف ہوجاوے تو وہ حقیقت میں تلف نہیں ہے کیونکہ اس کا اجر آخرت میں ملے گا اور زکوٰۃ نہ دینے سے جو تلف ہوا وہ سزا ہے اُس پر اجر کا وعدہ نہیں۔

۱۵۔ حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے آپ نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو۔ ہم نے عرض کیا نہیں، آپ نے فرمایا کیا تم کو اس سے ڈر نہیں لگتا کہ تم کو اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن پہنا وے اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرو (احمد بسند حسن)

یہ سب روایتیں ترغیب و ترہیب میں ہیں۔

ف۔ ان حدیثوں سے یہ امور ثابت ہوئے۔

الف۔ زکوٰۃ کی فرضیت اور فضیلت۔

ب۔ زکوٰۃ نہ دینے کا وبال اور عذاب دنیا میں تو مال کی بربادی یا بے برکتی اور آخرت میں دوزخ۔

ج۔ زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز روزہ وغیرہ بھی مقبول نہ ہونا۔

د۔ زکوٰۃ نہ دینے والے کی حالت منافق کے مشابہ ہونا

جس کا بیان نمبر ۱۱ کے ذیل میں گذرا۔

۸۔ زکوٰۃ کا حقوق العباد کے مشابہ ہونا جیسا کہ نمبر ۲ کے ذیل میں گذرا اس سے اس کی تاکید دوسری عبادتوں سے اور زیادہ بڑھ گئی اب چند ضروری مضامین زکوٰۃ کے متعلق لکھتا ہوں۔

(پہلا مضمون) جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے وہ کئی چیزیں ہیں ایک چاندی سونا خواہ روپیہ اشرفی ہو خواہ نوٹ کی شکل میں پھر خواہ اپنے قبضہ میں ہو خواہ کسی کے ذمہ اودھار ہو جس کا اپنے پاس ثبوت ہو یا اودھار لینے والا اقراری ہو خواہ چاندی سونے کے برتن یا زیور یا سچا گوٹہ ٹھپّہ ہو۔ اگر صرف چاندی کی چیزیں ہوں اور وزن میں ساڑھے چوّن روپے کی برابر ہو جاوے اور اگر چاندی کے ساتھ کچھ سونے کی بھی چیزیں ہوں اور سونے کے دام چاندی کے وزن کے ساتھ مل کر وہی ساڑھے چوّن روپیہ کے برابر ہو جاوے تو جس دن سے اِن چیزوں کا مالک ہوا ہے اُس دن سے اسلامی سال گزرنے پر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہوگی اور احتیاط یہ ہے کہ اگر پچاس روپیہ کے برابر بھی مالیت ہو تب بھی سوا روپیہ زکوٰۃ کا دیدے اور دوسری چیز جس میں زکوٰۃ فرض ہے سوداگری کا مال ہے جب وہ قیمت میں اتنے کا ہو جس کا ابھی بیان ہوا ہے اور اس قیمت کی مقدار سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ مسلمانوں میں کثرت سے ایسے لوگ ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے کیونکہ اتنے زیور سے یا سوداگری کی اتنی مالیت سے بہت کم گھر خالی ہوں گے مگر وہ اس سے غافل ہیں سو اس کا ضرور خیال کرنا چاہئے۔

تیسری چیز ایسے اونٹ یا گائے بھینس یا بھیڑ بکریاں ہیں جن کو صرف دودھ اور بچّے حاصل کرنے کے لئے پالا ہو اور وہ جنگل میں چرتے ہوں۔ چونکہ اِس ملک میں اس کا رواج کم ہے لہٰذا ان کی تعداد جس میں زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے نہیں لکھی گئی جس کو ضرورت ہو عالموں سے پوچھ لے۔

چوتھی چیز عشری زمین کی پیداوار ہے، اس کے مسائل بھی عالموں سے پوچھ لئے جاویں۔

پانچویں چیز صدقۂ فطر ہے جو عید کے دن زکوٰۃ والوں پر تو سب پر واجب ہے اور بعضے ایسے شخصوں پر بھی واجب ہے جن پر زکوٰۃ واجب نہیں، اس کو بھی کسی عالِم سے پوچھ لیں، یہ اپنی طرف سے اور نابالغ بچوں کی طرف سے دینا چاہیئے۔

(دوسرا مضمون) سب سے زیادہ زکوٰۃ کے حقدار اپنے غریب رشتہ دار ہیں، خواہ بستی میں ہوں یا دوسری جگہ۔ ان کے بعد اپنی بستی کے دوسرے غریب، لیکن اگر دوسری بستی کے لوگ زیادہ غریب ہوں تو پھر اُن ہی کا حق زیادہ ہے۔ مگر جن کو زکوٰۃ دینا ہو وہ نہ بنی ہاشم ہوں یعنی سید وغیرہ اور نہ زکوٰۃ دینے والے کے ماں باپ یا دادا دادی یا نانا نانی یا اولاد یا میاں بی بی لگتے ہوں، اور کفن یا مسجد میں لگانا بھی درست نہیں، البتہ میت والے کو اگر دیدے تو درست ہے۔ مگر پھر اس کو کفن میں لگانے نہ لگانے کا

اختیار ہوگا اور اسی طرح ہر انجمن یا ہر مدرسہ میں دینا درست نہیں جب تک مدرسہ والوں اور انجمن والوں سے پوچھ نہ لے کہ تم زکوٰۃ کو کس طریقہ سے خرچ کرتے ہو اور پھر کسی عالم سے پوچھ لے کہ اس طریقہ سے خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے یا نہیں

(تیسرا مضمون) مسلمانوں کی زیادہ پریشانی ظاہری و باطنی کا سبب افلاس ہے اور زکوٰۃ اس کا کافی علاج ہے اگر مالدار فضول خرچی نہ کریں اور ہٹے کٹے محنت مزدوری کرتے رہیں اور معذور لوگوں کی زکوٰۃ سے امداد ہوتی رہے تو مسلمانوں میں ایک بھی ننگا بھوکا نہ رہے۔ حدیث ۱۶ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں یہ مضمون صاف صاف مذکور ہے۔ فقط

اشرف علی عفی عنہ

روح پانزدہم

علاوہ زکوٰۃ کے اور نیک کاموں میں خرچ کرنا اور ہمدردی کرنا

یعنی زکوٰۃ دے کر بے فکر اور بے رحم نہ ہو جاوے کہ اب میرے ذمہ کسی کی کوئی ہمدردی لازم نہیں رہی زکوٰۃ تو ایک بندھا ہوا حق ہے باقی بہت سے متفرق کام ایسے بھی ہیں کہ موقع پر ان میں مال خرچ کرنا اور جس کے پاس مال نہ ہو یا اس میں مال کا کام نہ ہو تو جان سے مدد کرنا بھی ضروری ہے باقی ضرورت کا درجہ اس کی تحقیق علماء سے ہو سکتی ہے اس کی اجمالی دلیل ایک آیت اور حدیث سے لکھ کر پھر کچھ تفصیل لکھی جائے گی۔

اجمالی دلیل:۱۔ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی کچھ حقوق ہیں پھر (اس کی تائید میں) آپ نے یہ آیت پڑھی لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا۔ الآیۃ (البقرۃ۔ آیت ۱۷۷) (تائید اس طرح ہوئی کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا

اور خاص موقع پر مال دینے کا بھی ذکر فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ یہ موقعے مال دینے کے زکوٰۃ کے علاوہ ہیں) (ترمذی و ابن ماجہ و دارمی)

ف۔ یہ دعویٰ آیت اور حدیث دونوں سے ثابت ہو گیا حاشیہ میں طیبی و مرقاۃ سے اس کی تفصیل کی کچھ مثالیں لکھی ہیں یعنی یہ کہ سائل کو اور قرض مانگنے والے کو محروم نہ کرے برتنے کی چیز مانگی دینے سے انکار نہ کرے۔ پانی، نمک، آگ وغیرہ خفیف چیزیں ویسے ہی دے دے آگے آیتوں اور حدیثوں سے زیادہ تفصیل معلوم ہوگی۔

تفصیلی دلیلیں (آیات):- ۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور تم لوگ خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں۔ (سیقول قریب نصف۔ آیت ۱۹۵)

۳۔ کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا (یعنی اخلاص کے ساتھ) الخ (سیقول۔ قریب ختم آیت ۲۴۵)

۴۔ تم خیر کامل کو کبھی حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں۔ (لن تنالوا شروع۔ آیت ۹۲)

۵۔ وہ (جنت) تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں۔ (لن تنالوا بعد ربع۔ آیت ۱۳۳ و ۱۳۴)

۶۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور

ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ (یعتذرون ربع اول آیت ۱۱۱)

۷۔ اور جو کچھ چھوٹا بڑا انھوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان (اللہ کی راہ میں) ان کو طے کرنے پڑے یہ سب اُن کے نام لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے (یعتذرون ربع اول۔ آیت ۱۲۱)

۸۔ اور قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی۔ (سبحٰن الذی ربع اول۔ آیت ۲۶)

۹۔ اور جو چیز تم خرچ کروگے سو وہ اس کا عوض دے گا۔ (ومن یقنت بعد نصف۔ آیت ۳۹)

۱۰۔ اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (تبارک الذی سورۂ دہر۔ آیت ۸)

ف۔ اور بھی بہت آیتیں ہیں جن میں زکوٰۃ کی قید نہیں دوسرے نیک کاموں میں خرچ کرنیکا مضمون مذکور ہے۔ آگے احادیث ہیں۔

احادیث۔ ۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بیٹے آدم کے تو (نیک کام میں) خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا (بخاری ومسلم)

۲۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ حرص (حبِ مال) سے بچو، اس

حرص نے پہلے لوگوں کو برباد کر دیا۔ (مسلم)

۳ - حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی حیات میں ایک درہم خیرات کرنا مرنے کے وقت سو درہم کے خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

۴ - حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرات کرنے میں (حتی الامکان) جلدی کیا کرو کیونکہ بلا اس سے آگے نہیں بڑھنے پاتی (بلکہ رک جاتی ہے)۔ (رزین)

ف - ثواب کے علاوہ یہ دنیا کا بھی فائدہ ہے۔

۵ - حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک کھجور کے برابر پاک کمائی سے خیرات کرے گا اور اللہ تعالیٰ پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے (داہنے ہاتھ کا مطلب اللہ ہی کو معلوم ہے) پھر اس کو بڑھاتا ہے جیسا تم میں کوئی اپنے بچھیرے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۶ - حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرات دینا مال کو کم نہیں ہونے دیتا (خواہ آمدنی بڑھ جائے یا برکت بڑھ جائے خواہ ثواب بڑھتا رہے۔ (مسلم)

۷ - حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قسم کی بھلائی کو حقیر نہ سمجھنا گو اتنی سہی کہ

اپنے بھائی (مسلمان) سے خندہ پیشانی سے مل لو (مسلم)

۸۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان کے ذمہ کچھ نہ کچھ صدقہ کرنا ضروری ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس (مال) موجود نہ ہو آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھوں سے کچھ محنت کرے (اور مال حاصل کرکے) اپنے بھی کام میں لاوے اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے عرض کیا اگر (معذوری کی وجہ سے) یہ بھی نہ کرسکے یا (اتفاق سے) ایسا نہ کرے آپ نے فرمایا تو کسی پریشان حاجتمند کی مدد کردے (یہ بھی صدقہ ہے) لوگوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کرے آپ نے فرمایا کسی کو کوئی نیک بات بتلادے۔ لوگوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کرے، آپ نے فرمایا کسی کو شر نہ پہونچادے یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف۔ اِن سب کو صدقہ اس وجہ سے فرمایا جیساکہ صدقہ سے خلق کو نفع پہونچتا ہے ان کاموں سے بھی نفع پہونچتا ہے ورنہ صدقہ کے اصلی معنی تو اللہ کی راہ میں کچھ مال دینے کے ہیں اور نقصان نہ پہونچانے کو نفع پہونچانے میں داخل فرمانا کتنی بڑی رحمت ہے۔

۹ و ۱۰۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے ہر جوڑ پر ہر روز ایک صدقہ لازم ہے دو شخصوں کے درمیان انصاف کردے یہ بھی صدقہ ہے

کسی شخص کو جانور پر سوار کرنے میں یا اس کا اسباب لادنے میں مدد کردے یہ بھی صدقہ ہے کوئی اچھی بات (جس سے کسی کا بھلا ہوجاوے) یہ بھی صدقہ ہے جو قدم نماز کی طرف اٹھاوے وہ بھی صدقہ ہے. کوئی تکلیف کی چیز راستہ سے ہٹادے یہ بھی صدقہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

ف ۔ مسلم کی ایک دوسری حدیث میں اس کی شرح آتی ہے کہ (گنتی کے قابل) انسان کے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں جس شخص نے روزمرہ اتنی نیکیاں کرلیں اس نے اپنے کو دوزخ سے بچالیا.

۱۱ ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا صدقہ یہ ہے کہ کوئی اونٹنی دودھ والی کسی کو مانگی دے دی جاوے' اور (اسی طرح) بکری دودھ والی کسی کو مانگی دے دی جاوے (اس طرح کہ وہ اس کا دودھ پیتا رہے جب دودھ نہ رہے لوٹا دے) جو ایک برتن صبح کو بھردے ایک برتن شام کو بھردے ۔ (بخاری ومسلم)

۱۲ ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کوئی درخت لگادے یا کوئی کھیتی بودے پھر اس میں سے کوئی انسان یا پرندہ چرندہ کھاوے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہوگا (بخاری ومسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابرؓ سے ہے کہ جو اسمیں سے چوری ہوجاوے وہ بھی اس کے لئے

صدقہ ہے۔

ف۔ حالانکہ مالک نے چور کو نفع پہونچانے کا ارادہ نہیں کیا پھر بھی صدقہ کا ثواب ملنا یہ کتنی بڑی رحمت ہے۔

۱۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بدچلن عورت کی اس پر بخشش ہوگئی کہ اس کا ایک کتے پر گذر ہوا جو ایک کنوئیں کے کنارہ پر زبان لٹکائے ہوئے تھا، پیاس سے ہلاک ہونے کو تھا، اُس عورت نے اپنا چمڑہ کا موزہ نکالا اور اُس کو اپنی اوڑھنی میں باندھا اور اس کے لئے پانی نکالا (اور اس کو پلایا) اس سے اس کی بخشش ہوگئی۔ عرض کیا گیا کہ ہم کو جانوروں (کی خدمت کرنے) میں بھی ثواب ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا جتنے تر کلیجے والے ہیں (یعنی جاندار ہیں) ان سب میں ثواب ہے۔ (بخاری ومسلم)

ف۔ مگر جو موذی جانور ہیں جیسے سانپ، بچھو ان کا حکم بخاری ومسلم کی دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ ان کو قتل کردو (باب المحرم یجتنب الصید)

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحمٰن کی عبادت کرو اور کھانا کھلایا کرو اور سلام کو عام کرو (یعنی ہر مسلمان کو سلام کرو خواہ اُس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو) تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل

ہو جاؤ گے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

۱۵۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اپنے بھائی (مسلمان) کا سامنا (یعنی ملاقات) ہو اس وقت مسکرانا (جس سے وہ سمجھے کہ مجھ سے مل کر اس کو خوشی ہوئی ہے) یہ بھی صدقہ ہے اور کسی کو اچھی بات کا حکم کردینا اور بری بات سے منع کردینا یہ بھی صدقہ ہے، اور راستہ بھول جانے کے مقام میں کسی کو راستہ بتلا دینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے، اور کسی کی بینائی میں خرابی ہو اُس کی مدد کردینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور کوئی پتھر کانٹا ہڈی راستہ سے ہٹا دینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے، اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں (پانی) اونڈیل دینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔ (ترمذی)

۱۶۔ حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا کہ ام سعد (یعنی میری والدہ) مرگئیں سو کونسا صدقہ زیادہ فضیلت کا ہے (جس کا ثواب ان کو بخشوں) آپ نے فرمایا پانی انھوں نے ایک کنواں کھدوایا اور یہ کہہ دیا کہ یہ (یعنی اس کا ثواب) ام سعد کے لئے ہے۔ (ابوداؤد و نسائی)

۱۷۔ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کو اس کے ننگے ہونے (یعنی کپڑا نہ ہونے) کی حالت میں کپڑا دے اللہ تعالے

اس کو جنت کے سبز کپڑے دے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو (اُس کے) بھوکے ہونے (یعنی کھانا نہ ہونے) کی حالت میں کھانا دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل دے گا۔ اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کے وقت پانی پلا دے اس کو (جنت کی) مہر لگی ہوئی (یعنی نفیس) شراب سے پلاوے گا۔ (ابوداؤد و ترمذی)

۱۸۔ حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات چیزیں ہیں جن کا ثواب بندہ کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور یہ قبر میں پڑا ہوا ہوتا ہے جس نے علم (دین) سکھلایا یا کوئی نہر کھودی یا کوئی کنواں کھُدوایا یا کوئی درخت لگایا یا کوئی مسجد بنائی یا کوئی قرآن چھوڑ گیا یا کوئی اولاد چھوڑی جو اس کے لئے مرنے کے بعد بخشش کی دُعا کرے (ترغیب از بزار و ابونعیم)

اور ابن ماجہ نے بجائے درخت لگانے اور کنواں کھودنے کے صدقہ اور مسافرخانہ کا ذکر کیا ہے (ترغیب) اس حدیث سے دینی مدرسہ کی اور رفاہ عام کے کاموں کی بھی فضیلت ثابت ہوئی۔

۱۹۔ حضرت سعد رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ فلانے کو بھی دے دیجئے (حدیث کے آخر میں ہے کہ) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (بعض اوقات) کسی شخص کو دیتا ہوں

حالانکہ دوسرا شخص مجھ کو اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے (مگر) اس اندیشہ سے (دیتا ہوں) کہ اس کو اگر نہ ملے تو وہ اسلام پر قائم نہ رہے اور (اس وجہ سے) اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دے (کیونکہ بعضے نومسلم اول میں مضبوط نہیں ہوتے اور تکلیف کی سہار نہیں کر سکتے، ان کے اسلام سے پھر جانے کا شبہ رہتا ہے تو ان کو آرام دینا ضروری ہے۔ (عین مسلم)

ف ۔ اس حدیث سے نومسلموں کی امداد کرنے کی اور ان کو آرام پہونچانے کی فضیلت ثابت ہوئی۔

۲۰ ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس نے مجھ کو سچا دین دے کر بھیجا اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اُس شخص کو عذاب نہ دے گا جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس سے نرمی کے ساتھ بات کی اور اس کی یتیمی اور بے چارگی پر ترس کھایا۔ (ترغیب از طبرانی)

ف ۔ اس حدیث سے یتیم خانوں کی امداد کی بھی فضیلت معلوم ہوئی۔

خلاصہ :- یہ دس آیتیں اور بیس حدیثیں ہیں جو مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں بجز دو تین کے کہ اُنہیں دوسری کتاب کا نام لکھ دیا ہے ان سے بہت سے موقع مخلوق کو نفع پہنچانے کے معلوم ہوئے اور ایسے ہی اور بہت کام ہیں جو سب کے سب ایک آیت اور

ایک حدیث میں جمع ہیں۔

آیت: ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں۔ (مائدہ۔ آیت ۲)

حدیث:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب آدمیوں سے زیادہ پیارہ وہ ہے جو آدمیوں کو زیادہ نفع پہنچاوے (ترغیب عن الاصبہانی) اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق دے ✤

اشرف علی

روح شانزدہم

ملقب بہ باب الریان

روزے رکھنا خاصکر فرض روزے رمضان کے اور واجب روزے رکھنا روزہ بھی مثل نماز و زکوٰۃ کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے چنانچہ :-

۱- فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا۔ (البقرۃ آیت ۱۸۳)

اور ۲- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الخ (یہ وہ حدیث ہے جو روح چہاردہم کے نمبر ۹ میں گذر چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و حج سب کرتا ہو مگر روزہ نہ رکھتا ہو تو اس کی نجات کے لئے کافی نہیں) روزہ میں ایک خاص بات ایسی ہے جو کسی عبادت میں نہیں وہ یہ ہے کہ چونکہ روزہ ہونے یا نہ ہونے کی بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو خبر نہیں ہو سکتی اس لئے روزہ وہی رکھے گا جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت یا اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو گا اور اگر فی الحال اس میں کچھ کمی بھی ہو گی تو تجربہ سے ثابت ہے کہ محبت و عظمت کے کام کرنے سے محبت و عظمت

پیدا ہوجاتی ہے اس لئے روزہ رکھنے سے یہ کمی پوری ہوجائے گی اور ظاہر ہے کہ جس کے دلمیں خدا تعالیٰ کا خوف اور محبت ہوگی وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا تو روزہ رکھنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہوگئی اگلی دو حدیثوں میں اسی بات کو اس طرح فرمایا ہے۔

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدمی کے سب عمل اس کے لئے ہیں مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لئے ہے۔ (بخاری)

۴۔ ایک اور روایت میں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ روزہ دار اپنا کھانا اپنا پینا اپنی نفسانی خواہش (جو بی بی سے متعلق ہے) میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے (بخاری) اور اس حدیث کی تفصیل ایک دوسری حدیث میں آئی ہے۔

۵۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد فرمایا کہ وہ کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور پینا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی لذت میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی بی بی کو میرے لئے چھوڑ دیتا ہے (یعنی اپنی خواہش اس سے پوری نہیں کرتا)۔ (ابن خزیمہ)

ف۔ ان حدیثوں سے اوپر والی بات ثابت ہوگئی اور اسی لئے روزہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی چیز فرمائی جیسا نمبر ۳ میں گذرا اور

اِسی خصوصیت مذکورہ کے سبب روزے کو اگلی حدیث میں بڑی تاکید سے سب عملوں میں بے نظیر فرمایا چنانچہ:

۶۔حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ مجھ کو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجئے۔ فرمایا روزہ کو لو کیونکہ کوئی عمل اس کے برابر نہیں۔ میں نے (دوبارہ) عرض کیا یارسول اللہ مجھ کو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجئے۔ فرمایا روزہ کو لو کیونکہ کوئی عمل اس کے مثل نہیں۔ میں نے (تیسری بار) پھر عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو کسی بڑے عمل کا حکم دیجئے فرمایا روزہ کو لو کیونکہ کوئی عمل اس کی برابر نہیں۔ (نسائی و ابن خزیمہ)

ف۔یعنی بعض خصوصیتوں میں بے مثل ہے مثلاً خصوصیت مذکورہ میں اور روزہ میں جو حق تعالیٰ کی محبت اور خوف کی خاصیت ہے روزہ دار اگر اس کا خیال رکھے تو ضرور گناہوں سے بچے گا کیونکہ گناہ محبت اور خوف کی کمی ہی سے ہوتا ہے اور جب گناہوں سے بچے گا تو دوزخ سے بھی بچے گا اگلی حدیث کا یہی مطلب ہے۔

۷۔پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا روزہ ایک ڈھال ہے اور ایک مضبوط قلعہ ہے دوزخ سے (بچانے کے لئے) (احمد اور بیہقی) اور جس طرح روزہ گناہوں سے بچاتا ہے جو کہ باطنی بیماریاں ہیں، اسی طرح بہت سی ظاہری

بیماریوں سے بچاتا ہے کیونکہ زیادہ تر بیماریاں کھانے پینے کی زیادتی سے ہوتی ہیں۔ روزہ سے ان میں کمی ہو گی تو ایسی بیماریاں بھی نہ آویں گی، اگلی حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (ابن ماجہ)

ف۔ یعنی جس طرح زکوٰۃ میں مال کا میل کچیل نکل جاتا ہے اسی طرح روزہ میں بدن کا میل کچیل یعنی مادہ فاسدہ جس سے بیماری پیدا ہوتی ہے دُور ہو جاتا ہے، اور اگلی حدیث میں یہ مضمون بالکل ہی صاف آیا ہے۔

۹۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھا کرو تندرست رہو گے (طبرانی) اور روزہ سے جس طرح ظاہری و باطنی مضرت زائل ہوتی ہے اسی طرح اس سے ظاہری و باطنی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ:-

۱۰۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ایک لانبی حدیث میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کو دو خوشیاں (نصیب) ہوتی ہیں، ایک تو جب افطار کرتا ہے (یعنی روزہ کھولتا ہے تو اپنے افطار پر) خوش ہوتا ہے چنانچہ ظاہر ہے) اور جب

اپنے پروردگار سے ملے گا (اس وقت اپنے روزہ پر) خوش ہوگا۔ (بخاری) اور رمضان میں ایک دوسری عبادت اور بھی مقرر کی گئی ہے یعنی تراویح میں قرآن پڑھنا اور سننا جوکہ سنت مؤکدہ ہے بعض باتیں اس میں روزے کی سی ہیں مثلاً نیند جوکہ کھانے پینے کی طرح نفس کو پیاری چیز ہے تراویح سے اس میں کسی قدر کمی ہوتی ہے اور مثلاً اس کم سونے کی بھی پوری خبر کسی کو نہیں ہوسکتی چنانچہ بہت دفعہ آدمی نماز میں سوجاتا ہے اور دوسرے لوگ سمجھتے ہیں کہ جاگ رہا ہے۔ اور مثلاً بعض دفعہ سجدہ میں نیند آجانے سے بدن ایسی وضع پر ہوجاتا ہے کہ اس وضع پر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جب وضو نہ رہا نماز بھی نہ رہی، یا مثلاً وضو بھی نہ ٹوٹا مگر سوتے ہوئے جس قدر حصہ نماز کا ادا ہوا ہے وہ صحیح نہیں ہوا۔ تو ایسی حالتوں میں نیند جیسی پیاری چیز کو دفع کرنا یا تازہ وضو کرکے اس نماز کو لوٹانا یا نماز کے اس حصہ کو لوٹانا جو سوتے میں ادا ہوا ہے وہی شخص کرسکتا ہے جس کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت اور خوف ہوگا۔

پس روزہ کی طرح اس عبادت یعنی تراویح میں قرآن پڑھنے اور سننے میں بھی زیادہ دکھلاوا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک شان کی دو عبادتیں جمع فرمادیں ایک دن میں ایک رات میں اگلی دو حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے۔

۱۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے کو فرض فرمایا اور میں نے رمضان کی شب بیداری کو (تراویح و قرآن کے لئے) تمہارے واسطے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا (جو مؤکدہ ہونے کے سبب وہ بھی ضروری ہے) جو شخص ایمان سے اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ (نسائی)

۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندہ کی شفاعت (یعنی بخشش کی سفارش) کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار میں نے اس کو کھانے اور نفسانی خواہش سے روکے رکھا سو اس کے حق میں میری سفارش قبول کیجئے اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو (پورا) سونے سے روکے رکھا سو اس کے حق میں میری سفارش قبول کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان دونوں کی سفارش قبول کرلی جائے گی (احمد و طبرانی فی الکبیر و ابن ابی الدنیا و حاکم)

ف۔ دونوں حدیثیں ملانے سے صیام و قیام میں مناسبت جس کی تفصیل ابھی اُوپر آئی ہے ظاہر ہے یہاں تک مضمون کا

ایک سلسلہ تھا آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے۔

آیت۔ ۱۳۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ایک لانبی آیت میں) اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں (آخر میں ارشاد فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب تیار کیا ہے۔ (احزاب)

احادیث۔ ۱۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لانبی حدیث میں) فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ روزہ دار کے منھ کی بدبو (جو فاقہ سے پیدا ہو جاتی ہے) اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے۔ (بخاری)

ف۔ اس بدبو کا اصلی سبب چونکہ معدہ ہے اس لئے یہ مسواک سے بھی نہیں جاتی ہاں کچھ کم ہو جاتی ہے۔

۱۵۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لانبی حدیث میں جس میں اعمال کے ثواب کی مختلف مقداریں آئی ہیں) ارشاد فرمایا کہ روزہ خاص اللہ ہی کے لئے ہے اس پر عمل کرنے والے کا ثواب (غیر محدود ہے اس کو) کوئی شخص نہیں جانتا بجز اللہ کے۔ (طبرانی فی الاوسط و بیہقی)

۱۶۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو

آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر ان میں کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا یہاں تک کہ رمضان کی اخیر رات ہو جاتی ہے اور کوئی ایماندار بندہ ایسا نہیں جو ان راتوں میں سے کسی رات میں نماز پڑھے (مراد وہ نماز ہے جو رمضان کے سبب ہو جیسے تراویح) مگر اللہ تعالےٰ ہر سجدہ کے عوض ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے، اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر سرخ یاقوت سے بناتا ہے جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے ان میں سے ہر دروازہ کے متعلق ایک محل سونے کا ہوگا جو سرخ یاقوت سے آراستہ ہوگا۔ پھر جب رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے سب گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (جو) رمضان (گذشتہ) کے ایسے ہی دن تک رہوئے ہوں یعنی اس رمضان کی پہلی تاریخ سے پہلے رمضان کی پہلی تاریخ تک) اور ہر روز صبح کی نماز سے لے کر آفتاب کے چھپنے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور یہ جتنی نمازیں رمضان کے مہینے میں پڑھے گا خواہ دن کو خواہ رات کو ہر سجدہ کے عوض ایک درخت ملے گا جس کے سایہ میں سوار پانچ سو برس تک چل سکے گا۔ (بیہقی)

۱۷۔ حضرت سلمان رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری جمعہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! تمہارے پاس ایک بڑا اور برکت والا مہینہ آپہونچا (یعنی رمضان) ایسا

مہینہ جس میں ایک رات ہے جو (ایسی ہے جس میں عبادت کرنا) ایک ہزار مہینہ (تک عبادت کرنے) سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض کیا ہے اور اس کی شب بیداری (یعنی تراویح) کو فرض سے کم (یعنی سنت) کیا ہے جو شخص اس میں کسی نیک کام سے (جو فرض نہ ہو) خدا تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرے وہ ایسا ہوگا جیسے اس کے سوا کسی دوسرے زمانہ میں ایک فرض ادا کرے اور جو کوئی اس میں کوئی فرض ادا کرے وہ ایسا ہوگا جیسے اِس کے سوا کسی دوسرے زمانہ میں ستر فرض ادا کرے (آگے ارشاد ہے کہ) جو شخص اس میں کسی روزہ دار کا روزہ کھلوا دے (یعنی کچھ افطاری دے دے) یہ اس کے گناہوں کی بخشش کا اور دوزخ سے اس کے چھٹکارے کا ذریعہ ہو جائے گا اور اس کو بھی اس روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا اس طرح سے کہ اس کا ثواب بھی نہ گھٹے گا لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم میں ہر شخص کو تو اتنا میسّر نہیں جس سے روزہ دار کا روزہ کھلوا سکے (یہ پوچھنے والے روزہ کھلوانے کا مطلب یہ سمجھے کہ پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے) آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اُس شخص کو بھی دیتا ہے جو کسی کا روزہ ایک چھوارے پر یا پیاس بھر پانی پر یا دودھ کی لسّی پر (جو دودھ میں

پانی ملاکر بنائی جاتی ہے) کھلوادے الخ (ابن خزیمہ) اور رمضان کے متعلق ایک تیسری عبادت اور بھی ہے یعنی اعتکاف رمضان کے اخیر دس دن میں جو ایسی سنت ہے کہ سب کے ذمہ ہے لیکن اگر بستی میں ایک بھی کرلے تو سب کی طرف سے کافی ہے اور اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ یہ ارادہ کرکے مسجد میں پڑا رہے کہ اتنے دن تک بدون پیشاب یا پاخانہ وغیرہ کی مجبوری کے یہاں سے نہ نکلوں گا اور روزہ اور تراویح کی طرح اس میں بھی نفس کی ایک پیاری چیز چھوٹتی ہے یعنی کھلے مہار پھرنا اور اسی طرح اس میں بھی دکھلاوا نہیں ہوسکتا کیونکہ کسی کو کیا خبر کہ مسجد میں کسی خاص نیت سے بیٹھا ہے یا ویسے ہی آگیا ہے آگے اس کی فضیلت کا ذکر ہے۔

۱۸- علی بن حسینؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں دس روز کا اعتکاف کرے دو حج اور دو عمرہ جیسا (ثواب) ہوگا۔ (بیہقی)

۱۹- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے حق میں فرمایا کہ وہ تمام گناہوں سے رُکا رہتا ہے اور اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے کوئی تمام نیکیاں کر رہا ہو۔ (مشکوٰۃ از ابن ماجہ) اور ایک فضیلت اس میں یہ بھی ہے کہ اس میں مسجد میں حاضر رہنا پڑتا ہے، اور

مسجد میں حاضر رہنے کی فضیلت روح دوازدہم میں گذر چکی ہے البتہ عورتیں گھر ہی میں اپنی نماز پڑھنے کی جگہ اعتکاف کریں اور یہ سب عبادتیں جس دن ختم ہوتی ہیں یعنی عید کا دن اس کی بھی فضیلت آئی ہے۔ چنانچہ

۲۰۔ حضرت انسؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عید کا دن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انھوں نے میرا فرض ادا کیا پھر دعا کے لئے نکلے ہیں، اپنی عزت وجلال اور کرم و شان بلند کی قسم میں ضرور ان کی عرض قبول کروں گا۔ پھر فرماتا ہے کہ واپس جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا پس وہ بخشے بخشائے واپس آتے ہیں۔ (مشکوٰۃ از بیہقی) آخر کی دو حدیثیں تو مشکوٰۃ کی ہیں باقی سب ترغیب سے ہیں۔

اشرف علی

عہ وفی قوله تعالیٰ ولا تباشروهن وانتم عاكفون فی المساجد اشارة لطيفة الیٰ تخصيص الرجال بالمساجد حيث خص بالخطاب من يتصور منه مباشرة النساء وما هم الا الرجال ۱۲

روحِ ہفتدہم

ملقب بہ بیّت الدّیان

حج کرنا (جس شخص میں شرطیں پائی جاویں ان پر فرض ہے اور دوسروں کے لئے نفل) اور حج بھی مثل نماز و زکوٰۃ و روزہ کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے۔ چنانچہ :-

۱- فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان (یعنی کعبہ کا) حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے (ذمہ) جو کہ طاقت رکھے وہاں تک (پہونچنے کی) سبیل (یعنی سامان) کی (لن تنالوا) اور

۲- ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الخ (یہ وہ حدیث ہے جو روح چہاردہم کے نمبر۹ میں گذر چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و روزہ سب کرتا ہو مگر حج فرض نہ کیا ہو تو اس کی نجات کے لئے کافی نہیں، اور حج میں ایک خاص بات ایسی ہے جو اور عبادتوں میں نہیں، وہ یہ ہے کہ اور عبادتوں

عہ سیاق ھذا الروح کسیاق روح الصوم سواء بسواء فانظر و تفرح ۱۲

عہ لقب بلقب خاص کما قبلہ لما قبلہ ۱۲

کے افعال میں کچھ عقلی مصلحتیں بھی سمجھ میں آجاتی ہیں مگر حج کے افعال میں بالکل عاشقانہ شان ہے تو حج وہی کرے گا جس کا عشق عقل پر غالب ہوگا اور اگر فی الحال اس میں کچھ کمی بھی ہوگی تو تجربہ سے ثابت ہے کہ عاشقانہ کام کرنے سے عشق پیدا ہوجاتا ہے۔ اِس لئے حج کرنے سے یہ کمی پوری ہوجائے گی۔ اور خاصکر جب ان کاموں کو اسی خیال سے کرے اور ظاہر ہے کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا عشق ہوگا وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا تو حج کرنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہوگئی (ایسی ہی تقریر روزہ کے بیان میں گذری ہے) اگلی حدیثوں سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

۳۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ کے گرد پھرنا اور صفا مروہ کے درمیان پھیرے کرنا اور کنکریوں کا مارنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی یاد کے قائم کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ (عین ابوداؤد باب الرمل)

ف۔ یعنی گو ظاہر والوں کو تعجب ہوسکتا ہے کہ اس گھومنے دوڑنے کنکریاں مارنے میں عقلی مصلحت کیا ہے مگر تم مصلحت مت ڈھونڈو یوں سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس کے کرنے سے اس کی یاد ہوتی ہے اور اس سے علاقہ بڑھتا ہے اور محبت کا امتحان ہوتا ہے کہ جو بات عقل میں بھی نہیں آئی حکم سمجھ کر اس کو بھی مان لیا پھر محبوب کے گھر کے بل بل قربان ہونا اس کے کوچہ میں

دوڑے دوڑے پھرنا کھلم کھلا عاشقانہ حرکات ہیں۔

۴۔ زید بن اسلمؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ (اب طواف میں) شانے ہلاتے ہوئے دوڑنا اور شانوں کو چادر سے باہر نکال لینا کس وجہ سے ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو (مکہ میں) قوت دے دی او، کفر کو اور کفر والوں کو مٹا دیا (اور یہ فعل شروع ہوا تھا ان ہی کو اپنی قوت دکھلانے کے لئے جیسا روایات میں آیا ہے) اور باوجود اس کے (کہ اب مصلحت نہیں رہی مگر) ہم اس فعل کو نہ چھوڑیں گے جس کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں (آپ کے اتباع اور حکم سے) کرتے تھے (کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حجۃ الوداع میں عمل فرمایا جبکہ مکہ میں ایک بھی کافر نہ تھا۔ (عین ابو داؤد الرمل)

ف۔ اگر حج میں عاشقی کا رنگ غالب نہ ہوتا تو جب عقلی ضرورت ختم ہوگئی تھی یہ فعل بھی موقوف کر دیا جاتا۔

۵۔ عابس بن ربیعہؓ سے روایت ہے حضرت عمرؓ حجر اسود کی طرف آئے اور اس کو بوسہ دیا اور فرمایا میں جانتا ہوں تو پتھر ہے نہ (کسی کو) نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتا کہ تجھ کو بوسہ دیتے تھے تو میں (کبھی) تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔ (عین ابو داؤد باب تقبیل الحجر)

ف۔ محبوب کے علاقہ کی چیز کو چومنے کا سبب بجز عشق کے اور کونسی مصلحت ہوسکتی ہے اور حضرت عمرؓ نے اپنے اس قول سے یہ بات ظاہر کردی کہ مسلمان حجر اسود کو معبود نہیں سمجھتے کیونکہ معبود تو وہی ہوتا ہے جو نفع و ضرر کا مالک ہو۔

۶۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کی طرف رخ کیا پھر اس پر اپنے دونوں لب (مبارک) ایسی حالت میں رکھے کہ بڑی دیر تک روتے رہے پھر جو نگاہ پھیری تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت عمرؓ بھی رو رہے ہیں آپ نے فرمایا اے عمر اس مقام پر آنسو بہائے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ و ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی)

ف۔ محبوب کی نشانی کو پیار کرتے ہوئے رونا صرف عشق سے ہوسکتا ہے خوف وغیرہ سے نہیں ہوسکتا اور افعال عاشقانہ تو ارادہ سے بھی ہوسکتے ہیں مگر رونا بدون جوش کے ہو نہیں سکتا پس حج کا تعلق عشق سے اس حدیث سے اور زیادہ ثابت ہوتا ہے۔

۷۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لانبی حدیث میں) فرمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات میں ہوتے ہیں) اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان لوگوں پر فخر کے ساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز راستہ سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان

بال ہیں اور غبار آلود بدن ہے اور دھوپ میں چل رہے ہیں میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ (بیہقی وابن خزیمہ)

ف۔ اس صورت کا عاشقانہ ہونا ظاہر ہے اور فخر کے ساتھ اس کا ذکر فرمانا اس عاشقانہ صورت کے پیاری ہونے کو بتلا رہا ہے یہ چند حدیثیں حج میں عاشقی کی شان ہونے کی تائید میں بطور نمونہ کے لکھ دی گئیں ورنہ حج کے سارے افعال کھلم کھلا اسی عاشقانہ رنگ کے ہیں یعنی مزدلفہ عرفات کے پہاڑوں میں پھرنا لبیک کہنے میں چیخنا پکارنا ننگے سر پھرنا اپنی زندگی کو موت کی شکل بنا لینا یعنی مردوں کا سا لباس پہننا ناخن بال تک نہ اکھاڑنا جُوں تک کو نہ مارنا جس سے دیوانوں کی سی صورت بھی ہو جاتی ہے۔ سر منڈانا کسی جانور کا شکار نہ کرنا خاص حد کے اندر درخت نہ کاٹنا گھاس تک نہ توڑنا جس میں کوچۂ محبوب کا ادب بھی ہے یہ کام عاقلوں کے ہیں یا عاشقوں کے اور ان میں بعض افعال جو عورتوں کے لئے نہیں ہیں اِس میں ایک خاص وجہ ہے یعنی پردہ کی مصلحت اور خانۂ کعبہ کے گرد گھومنا اور صفا مروہ کے بیچ میں دوڑنا اور خاص نشانوں پر کنکر پتھر مارنا اور حجر اسود کو بوسہ دینا اور زار زار رونا اور خاک آلودہ دھوپ میں جلتے ہوئے عرفات میں حاضر ہونا ان کے عاشقانہ افعال ہونے کا ذکر اوپر حدیثوں میں آچکا ہے اور جس طرح حج میں عشق و محبت کا

رنگ ہے اس کے ادا کا جس مقام سے تعلق ہے یعنی مکہ معظمہ مع اپنے تعلقات کے اس میں بھی محبت کی شان رکھی گئی ہے جس سے حج کا وہ رنگ اور تیز ہو جائے۔ چنانچہ آیت میں ہے۔

۸۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب آباد کرتا ہوں آپ کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دیجئے۔ (سورۂ ابراہیم مختصراً آیت ۳۷)

ف۔ اس دعا کا وہ اثر آنکھوں سے نظر آتا ہے جس کو ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے۔

۹۔ کوئی مؤمن ایسا نہیں جس کا دل کعبہ کی محبت میں پھنسا ہوا نہ ہو۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر ابراہیم علیہ السلام یہ کہہ دیتے کہ "لوگوں کے قلوب" تو یہود و نصاریٰ کی وہاں بھیڑ ہو جاتی لیکن انھوں نے اہل ایمان کو خاص کر دیا (کہ "کچھ" لوگوں کے قلوب" کہہ دیا) (عین درمنثور) اور حدیث میں ہے، چنانچہ:

۱۰۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہجرت کے وقت مکہ معظمہ کو خطاب کر کے) فرمایا تو کیسا کچھ ستھرا شہر ہے اور میرا کیسا کچھ محبوب ہے اور اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے جدا نہ کرتی تو میں اور جگہ جا کر نہ رہتا۔ (عین مشکوٰۃ از ترمذی)

؎ حیث قال من الناس ۱۲

ف۔ اور جب ہر مومن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو آپ کے محبوب شہر یعنی مکہ معظمہ سے بھی ضرور محبت ہوگی تو مکہ سے محبت دو پیغمبروں کی دعا کا اثر ہوا۔ یہ تو حج کی اور مقام کی دینی فضیلت تھی جو کہ اصلی فضیلت ہے اور بعض دنیوی منفعتیں بھی اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھی ہیں گو حج میں ان کی نیت نہ ہونی چاہیئے مگر وہ خود حاصل ہوتی ہیں، چنانچہ آگے دو آیتوں میں اس طرف اشارہ ہے۔

۱۱۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مقام ہے لوگوں (کی مصلحت) قائم رہنے کا سبب قرار دیا الخ (مائدہ آیت ۹۷)

ف۔ مصلحت عام لفظ ہے سو کعبہ کی دینی مصلحتیں تو ظاہر ہیں، اور دنیوی مصلحتیں بعض یہ ہیں، اس کا جائے امن ہونا، وہاں ہر سال مجمع ہونا جس میں مالی ترقی اور قومی اتحاد بہت سہولت سے میسر ہوسکتا ہے، اور اس کے بقا تک عالم کا باقی رہنا حتیٰ کہ جب کفار اس کو منہدم کردیں گے قریب ہی قیامت آجاوے گی جیسا احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ (بیان القرآن بحاصلہ)

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے (حج کے لئے لوگوں کے آنے کی حکمت میں یہ) ارشاد فرمایا تاکہ اپنے (دینی و دنیوی) فوائد کے لئے آموجود ہوں (مثلاً آخرت کے منافع یہ ہیں حج و ثواب و رضاء حق اور دنیوی فوائد یہ ہیں قربانی کا گوشت کھانا اور تجارت و مثل ذالک)

(الحج آیت ۲۸) چنانچہ :-

۱۳-ابن ابی حاتم نے اس کو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے (کذا فی الروح بیان القرآن) اور حج کے رنگ کی ایک دوسری عبادت اور بھی ہے یعنی عمرہ جو کہ سنت مؤکدہ ہے جس کی حقیقت حج ہی کے بعضے عاشقانہ افعال ہیں اسی لئے اس کا لقب حج اصغر ہے، چنانچہ

۱۴- عبد اللہ بن عباسؓ اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ (یعنی درمنثور عن ابن ابی شیبہ) مگر یہ حج کے زمانے میں بھی ہوتا ہے جس سے دو عبادتیں ایک شان کی جمع ہوجاتی ہیں اور دوسرے زمانے میں بھی ہوتا ہے یہاں تک مضمون کا ایک سلسلہ تھا آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے۔

۱۵- فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (جب حج یا عمرہ کرنا ہو تو اس) حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے (خوش کرنے کے) واسطے پورا پورا ادا کیا کرو (کہ افعال و شرائط بھی سب بجالاؤ اور نیت بھی خالص ثواب کی ہو) (بیان القرآن)

۱۶- حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی ظاہری مجبوری یا ظالم بادشاہ یا کوئی معذور کردینے والی بیماری حج سے روکنے والی نہ ہو اور وہ پھر بے حج کئے مرجائے اس کو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر (عین مشکوٰۃ از دارمی)

ف۔ فرض حج نہ کرنے میں کتنی سخت دھمکی ہے۔

۱۷۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کا ارادہ کرے اس کو جلدی کرنا چاہیئے۔ (عین مشکوٰۃ از ابو داؤد و ترمذی)

۱۸۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ میں اتصال کرلیا کرو (جبکہ زمانہ حج کا ہو) دونوں افلاس کو اور گناہوں کو دُور کرتے ہیں جیسا بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دُور کرتی ہے۔ (بشرطیکہ کوئی دوسرا امر اس کے خلاف اثر کرنے والا نہ پایا جائے) اور جو حج احتیاط سے کیا جائے اس کا عوض بجز جنت کے کچھ نہیں۔ (عین مشکوٰۃ از ترمذی ونسائی)

ف۔ اس میں حج و عمرہ کا ایک دینی نفع مذکور ہے اور ایک دنیوی نفع اور گناہ سے مراد حقوق اللہ ہیں کیونکہ حقوق العباد عہ تو شہادت سے بھی معاف نہیں ہوتے (لحدیث الا الدین کما فی المشکوٰۃ عن مسلم)

۱۹۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے

عہ وما ورد فی ضمان لتبعات فبعد ثبوتہ کما تردد فی ثبوتہ صاحب الترغیب یحمل علی غیر المالیات کالاغتیاب و نحوہ واللہ اعلم ۱۲

مہمان ہیں اگر وہ دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت چاہتے ہیں وہ ان کی مغفرت کرتا ہے (عین مشکوٰۃ از ابن ماجہ)

۲۰۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے یا جہاد کرنے چلا پھر وہ راستہ ہی میں (ان کاموں کے کرنے سے پہلے) مرگیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے غازی اور حاجی اور عمرہ والے کا ثواب لکھے گا۔ (عین مشکوٰۃ از بیہقی) اور حج کے متعلق ایک تیسرا عمل اور بھی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ شریفہ کی زیارت جو اکثر علماء کے نزدیک مستحب ہے اور جس طرح حج میں عشق الٰہی کی شان تھی اس زیارت میں عشق نبوی کی شان ہے اور جب حج سے عشق الٰہی میں ترقی ہوئی اور زیارت سے عشق نبوی میں جس کے دل میں اللہ و رسول کا عشق ہوگا وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا (اس شان عشقی کا پتہ اس حدیث سے چلتا ہے

۲۱۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کر کے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے وہ ایسا ہے جیسے میری حیات میں میری زیارت کرے۔ (عین مشکوٰۃ از بیہقی)

ف۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں زیارتوں کو برابر

فرمایا اور جب کسی خاص بات کی تخصیص نہیں تو ہر اثر میں برابر ہونگی اور ظاہر ہے کہ آپ کی حیات میں آپ کی زیارت ہونی توکس قدر آپ کا عشق قلب میں پیدا ہوتا تو وفات کے بعد زیارت کرنے کا بھی وہی اثر ہوگا اور حدیث تو اس دعوے کی تائید کے لئے لکھ دی ورنہ اس زیارت کا یہ اثر ترقی عشق نبوی کھلم کھلا آنکھوں سے نظر آتا ہے اور جس طرح حج کے مقام یعنی مکہ معظمہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے جس کا بیان اوپر ہوچکا اسی طرح اس زیارت کے مقام یعنی مدینہ منورہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے، چنانچہ :-

۲۲- حضرت ابوہریرہ رضؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ انھوں نے (یعنی ابراہیم علیہ السلام نے) تجھ سے مکہ کے لئے دعا کی ہے اور میں تجھ سے مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں وہ بھی اور اتنی ہی اور بھی (مشکوٰۃ از مسلم)

ف- نمبر ۸ میں گذرا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کے لئے محبوبیت کی دعا فرمائی ہے تو مدینہ منورہ کے لئے دوگنی محبوبیت کی دعا ہوگی۔

۲۳- حضرت عائشہ رضؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مدینہ کو ہمارا

محبوب بنا دے جیسے ہم مکہ سے محبت کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ الخ (مشکوٰۃ از بخاری و مسلم)

۲۴۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو سواری کو تیز کر دیتے مدینہ کی محبت کے سبب۔ (مشکوٰۃ از بخاری)

ف۔ محبوب کا محبوب جب محبوب ہوتا ہے تو ضرور سب مسلمانوں کو مدینہ سے محبت ہو گی۔

۲۵۔ یحییٰ بن سعید رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھ کو اپنی قبر ہونا مدینہ سے زیادہ پسند ہو یہ بات تین بار فرمائی۔ (مشکوٰۃ از مالک) اس میں یہ بھی تقریر ہے جو اس سے پہلی حدیث میں تھی اور حج وزیارت سے محبت کا بڑھ جانا اور خود حج وزیارت کی اور ان کے مقاموں کی بھی محبت ہر ایمان والے کے دل میں ہونا دلیل کا محتاج نہیں اور اس محبت کا جو اثر دین پر پڑتا ہے اس کا بیان اوپر ہو چکا ہے پس اے مقدور والے مسلمانو اس دولت کو نہ چھوڑو۔ (والروایات ماخوذۃ من کتب مختلفۃ وصرح باسمائہا عند کل)

کتبہ

اشرف علی

روح ہشدہم

ملقب بہ لقب عیش الحیّانؒ

قربانی کرنا (جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اس کا بیان کہ زکوٰۃ کس پر فرض ہوتی ہے روح چہار دہم کے اخیر حصہ کے پہلے مضمون میں گذر چکا ہے اور بعضے ایسے شخص پر بھی واجب ہے جس پر

ؒ لقب بلقب خاص کما قبلہ وما قبلہ ولقبت الاضحیۃ بالحیان لھلاکھا صورۃ واثبت لہا العیش لبقاءھا اجرا ففیہ صنعۃ التقابل وفی الاجزاء الاولٰے من ھٰذہ الالقاب لطیفۃ اتفاقیۃ وھی ان الباب کالمقدمۃ للبیت والبیت کالمقدمۃ للعیش ووقعت الاجزاء بھذا الترتیب ووقوع القافیۃ فی الثلثۃ لطیفۃ اُخری ومجیئ الاحرف الممتازۃ من الحاء والدال والراء فی الاجزاء الثلثۃ من القاب بترتیب خاص حیث جاء الاول فی الاٰخر والاٰخر فی الاول والاوسط فی الاوسط وفی کل اثنین منھا فصل حرف واحد لطیفۃ ثالثۃ ویجیئ الحرف الاول فی الجزء الاٰخر وبالعکس ناسب کون الجزء الاٰخر مقدما من حیث کونہ مقصود اوکون الجزء الاول مؤخرا من حیث کونہ مقدمۃ وھذہ لطیفۃ رابعۃ فصارت الالقاب ذات لطائف ۱۲

زکوٰۃ فرض نہیں اس کو کسی عالم سے زبانی پوچھ لے اور جس پر قربانی واجب نہ ہو اگر وہ بھی کرے یا اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے بھی کرے تو اس کو بھی بہت ثواب ملتا ہے اور اگر کسی مرے ہوئے کی طرف سے کرے تو اس مرے ہوئے کو بھی بہت ثواب ملتا ہے اب اس کے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں؎

آیات :- ۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لئے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ ان مخصوص چوپایوں پر (یعنی گائے اونٹ بکری بھیڑ پر) اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمائے تھے۔ (الحج آیت ۳۴) (اور یہ وہ جانور ہیں جن کا ذکر دوسری آیت میں مع ان کے کھانے کے حلال ہونے کے اس طرح آیا ہے کہ) آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم (یعنی نر و مادہ اور بھیڑ میں دنبہ بھی آگیا) اور بکری میں وہی دو قسم اور اونٹ میں وہی دو قسم اور گائے میں وہی دو قسم (اور گائے میں بھینس بھی آگئی (سورۂ انعام۔ آیت ۱۴۳ و ۱۴۴) (پھر ارشاد ہے) اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے اللہ (کے دین) کی یادگار بنایا ہے (کہ ان کی قربانی سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور دین کی رفعت ظاہر ہوتی ہے اور اس حکمت کے علاوہ) ان (جانوروں) میں تمہارے اور بھی فائدے ہیں (مثلاً دنیوی فائدہ کھانا

اور کھلانا اور اخروی فائدہ ثواب۔ الحج آیت ۳۶) (پھر ارشاد ہے) اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہونچتا ہے اور نہ ان کا خون لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ (اور اخلاص) پہونچتا ہے (پھر ارشاد ہے) اور اخلاص والوں کو خوشخبری سنا دیجئے (سورۂ حج۔ آیت ۳۷)

ف۔ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ قربانی پہلی امتوں پر بھی تھی۔

ف۔ (۲) اگرچہ بکری بھیڑ بھی قربانی کے جانور ہیں اور اس لیئے وہ بھی دین کی یادگار ہیں مگر آیت میں خاص اونٹ اور گائے کا ذکر فرمانا اِس لئے ہے کہ ان کی قربانی بھیڑ بکری کی قربانی سے افضل ہے اور اگر پوری گائے یا اونٹ نہ ہو بلکہ اس کا ساتواں حصہ قربانی میں لے لے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ ساتواں حصہ اور پوری بکری یا بھیڑ قیمت اور گوشت کی مقدار میں برابر ہوں تو جس کا گوشت عمدہ ہو وہی افضل ہے اور اگر قیمت اور گوشت میں برابر نہ ہوں تو جو زیادہ ہو وہ افضل ہے۔ (شامی از تاتارخانیہ)

ف۔ (۳) قربانی میں اخلاص یہ ہے کہ خاص حق تعالیٰ کے لئے اور اس سے ثواب لینے کے لئے کرے۔

۲۔ آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیئے اور قربانی کیجئے۔ (کوثر۔ آیت ۲)

ف۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا ہے جب آپ کو اس کی تاکید ہے تو ہم کو کیسے معاف ہو گی جیسے اس کے ساتھ

کی چیز ہے یعنی نماز کہ امت پر بھی فرض ہے۔

احادیث۔ ۱۔ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے دن میں آدمی کا کوئی عمل اللہ تعالےٰ کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن مع اپنے سینگوں اور اپنے بالوں اور کھُروں کے حاضر ہوگا (یعنی ان سب چیزوں کے بدلے ثواب ملے گا) اور (قربانی کا) خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک خاص درجہ میں پہونچ جاتا ہے سو تم لوگ جی خوش کرکے قربانی کرو (زیادہ داموں کے خرچ ہوجانے پر جی بُرا مت کیا کرو)۔ (ابن ماجہ و ترمذی و حاکم)

۲۔ زید بن ارقم رضؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ قربانی کیا چیز ہے آپ نے فرمایا تمھارے (نسبی یا روحانی) باپ ابراہیم کا طریقہ ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہم کو اس میں کیا ملتا ہے یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔ انھوں نے عرض کیا کہ اگر اُون (والا جانور) ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اون کے ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی۔ (حاکم)

۳۔ حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے فاطمہ اُٹھ اور (ذبح کے وقت) اپنی قربانی کے پاس موجود رہ، کیونکہ پہلا قطرہ جو قربانی کا زمین پر گرتا ہے اُسکے ساتھ

ہی تیرے لئے تمام گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی (اور) یاد رکھ کہ (قیامت کے دن) اِس (قربانی) کا خون اور گوشت لایا جائے گا اور تیری میزان (عمل) میں ستر حصہ بڑھا کر رکھ دیا جاوے گا (اور اِن سب کے بدلے نیکیاں دی جاویں گی) ابوسعیدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ (ثواب مذکور) کیا خاص آل محمدؐ کے لئے ہے کیونکہ وہ اس کے لائق بھی ہیں کہ کسی چیز کے ساتھ خاص کئے جائیں یا آل محمد اور سب مسلمانوں کے لئے عام طور پر ہے آپ نے فرمایا کہ آل محمد کے لئے (ایک طرح سے) خاص بھی ہے اور سب مسلمانوں کے لئے عام طور پر بھی ہے۔ (اصبہانی)

ف۔ ایک طرح سے خاص ہونے کا مطلب ویسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسا قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے فرمایا ہے کہ نیک کام کا ثواب بھی اوروں سے دُونا ہے اور گناہ کا عذاب بھی دُونا ہے۔ سو قرآن مجید سے آپ کی بی بیوں کے لئے اور اس حدیث سے آپ کی اولاد کے لئے بھی یہ قانون ثابت ہوتا ہے اور اس کی بناء زیادہ بزرگی ہے۔

۴۔ حسین بن علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس طرح قربانی کرے کہ اُس کا دل خوش ہو کر (اور) اپنی قربانی میں ثواب کی نیت رکھتا ہو وہ قربانی اس شخص کیلئے دوزخ سے آڑ ہو جائے گی۔ (طبرانی کبیر)

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قربانی کرنے کی گنجایش رکھے اور قربانی نہ کرے سو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آوے۔ (حاکم)

ف۔ اس سے کس قدر ناراضی ٹپکتی ہے۔ کیا کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی کی سہار کرسکتا ہے اور یہ ناراضی اسی سے ہے جس کے ذمہ قربانی واجب ہو اور جس کو گنجائش نہ ہو اس کے لئے نہیں ہے۔ یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں۔

۶۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں اپنی بی بیوں کی طرف سے ایک گائے قربانی کی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے بقرعید کے دن حضرت عائشہ کی طرف سے گائے قربانی کی۔ (مسلم)

ف۔ یہ ضرور نہیں کہ ایک گائے سب بی بیوں کی طرف سے کی ہو بلکہ ممکن ہے کہ سات کے اندر اندر کی ہو اور اونٹ بکری کثرت سے ملتے ہوئے گائے کی قربانی فرمانا اگر اتفاقی طور پر نہ سمجھی جاوے تو ممکن ہے کہ یہود جو بچھڑے کو پوجا کرتے تھے اس شرک کے مٹانے کے لئے آپ نے اس کا اہتمام فرمایا ہو، اور بعضی روایتوں میں جو گائے کے گوشت کا مرض (یعنی مضر) ہونا آیا ہے وہ شرعی حکم نہیں ہے بطور پرہیز کے ہے جیسا کہ روح دہم نمبر ۹ میں حضرت علیؓ کو کھجور کھانے سے ممانعت فرمانے کا مضمون گذر چکا

ہے۔ چنانچہ حلیمی نے کہا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حجاز خشک ملک ہے اور گائے کا گوشت بھی خشک ہے (مقاصد حسنہ فی علیکم: فی لحوم البقر) اور مقاصد والے نے کہا ہے کہ گویا یہ حجاز والوں کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ معنی پسند کئے گئے ہیں یعنی سب علماء نے اس کو پسند کیا ہے۔

۷۔ حنش سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا کہ دو دُنبے قربانی کئے اور فرمایا ان میں ایک میری طرف سے ہے اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ میں نے ان سے (اس کے متعلق) گفتگو کی انھوں نے فرمایا کہ حضور نے مجھکو اس کا حکم دیا ہے میں اس کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔ (ابو داؤد و ترمذی)

ف۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر بڑا حق ہے اگر ہم ہر سال حضور کی طرف سے بھی ایک حصہ کردیا کریں تو کوئی بڑی بات نہیں۔

۸۔ ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دنبہ کی اپنی طرف سے قربانی فرمائی اور) دوسرے دُنبہ کے ذبح میں فرمایا کہ یہ (قربانی) اس کی طرف سے ہے جو میری امت میں سے مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی (موصلی وکبیر و اوسط) یہ حدیثیں جمع الفوائد میں ہیں۔

ف۔ مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو ثواب میں

شامل کرنا تھا نہ یہ کہ قربانی سب کی طرف سے ایسی طرح ہوگئی کہ اب کسی کے ذمہ باقی نہیں رہتی۔

ف۔ یہ غور کرنے کی بات ہے کہ جب حضورؐ نے قربانی میں امت کو یاد رکھا تو افسوس ہے کہ اُمتی حضور کو یاد نہ رکھیں اور ایک حصّہ بھی آپ کی طرف سے نہ کر دیا کریں۔

۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قربانیوں کو خوب قوی کیا کرو (یعنی کھلا پلا کر) کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔(کنز العمال فرعن ابی ہریرۃ)

ف۔ عالموں نے سواریاں ہونے کے دو مطلب بیان کئے ہیں ایک یہ کہ قربانی کے جانور خود سواریاں ہوجاویں گی اور اگر کئی جانور قربانی کئے ہوں یا تو سب کے بدلے میں ایک بہت اچھی سواری مل جاوے گی اور یا ایک ایک منزل میں ایک ایک جانور پر سواری کریں گے دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ قربانیوں کی برکت سے پل صراط پر چلنا ایسا آسان ہوجائے گا جیسے گویا خود ان پر سوار ہوکر پار ہوگئے اور کنز العمال میں ایک حدیث اس مضمون کی یہ ہے کہ سب سے افضل قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو اور خوب موٹی ہو (حم ک عن رجل) اور ایک حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک

عہ مجمع البحار مادۃ فرہ ۱۲

زیادہ پیاری قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو اور خوب موٹی ہو (ھق عن رجل) والضعف غیر مضر فی الفضائل لاسیما بعد انجبارہ بتعدد الطریق)

قربانی سے روکنے کا مسئلہ

بعضے ظالم لوگ قربانی کرنے پر خاص کر گائے کی قربانی پر مسلمانوں سے لڑائی جھگڑا کرتے ہیں اور کبھی عین قربانی کے وقت مسلمانوں پر چڑھ آتے ہیں اور قربانی جو کہ ان کا حق جائز بلکہ واجب ہے اس کے چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں جو سراسر ان کی زیادتی ہے اور چونکہ اوپر آیتوں اور حدیثوں میں خاص گائے کا حلال ہونا اور اس کی قربانی کی فضیلت اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا گائے کی قربانی فرمانا بھی مذکور ہے اِس لئے مسلمان اس مذہبی دست اندازی کو گوارا نہیں کرتے اور اپنی جان دے دیتے ہیں جس میں وہ بالکل بے قصور ہیں سو اس کے متعلق مسئلہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جس طرح ایسی مضبوطی[سقه] کرنا جائز ہے اگر کہیں ایسی مضبوطی کرنا خلاف مصلحت ہو تو شرع سے دوسری بات[عسه] بھی

سقه وعسه ولیله مافی کتاب الاکراہ من الدر المختار فان اکرہ علی اکل میتة الی قوله حل الفعل فان صبرا ثم الا اذا اراد مغایظة الکفار فلا باس وکذا الولم یعلم الاباحة بالاکراہ وفیه وان اکرہ علی الکفر الی قوله یوجر لو صبر ومثله سائر حقوقه تعالی کافساد صوم وصلوٰۃ وکل ماثبت فرضیته بالکتاب اھ قلت وسائر الشعائر عامة اصلیة کانت او خاصة لعارض ملحقة بالصوم والصلوٰۃ فافهم ۱۲

جائز ہے وہ یہ کہ اس وقت صبر کریں اور قربانی نہ کریں، اور فوراً حکام کو اطلاع کر کے ان سے مدد لیں۔ اگر قربانی کی مدت میں یعنی بارہ تاریخ تک اس کا کافی انتظام کر دیا جائے قربانی کرلیں اور اگر اس کے بعد انتظام ہو تو اگلے سال سے قربانی کریں اور اس سال قربانی کے حصّہ کی قیمت محتاجوں کو دے دیں اور اگر پہلے سے معلوم ہو جائے کہ جھگڑا ہوگا تو اس وقت وہ طریقہ اختیار کریں جو روح دہم میں لکھا گیا ہے۔ اس کا یہ مضمون ہے کہ ”اگر کسی مخالف کی طرف سے کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعہ سے اس کی مدافعت کرو خواہ وہ خود انتظام کر دیں خواہ تم کو انتقام کی اجازت دے دیں، اور اگر خود حکام ہی کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آوے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کر دو، اگر پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہاری مصیبت دور ہو“ اھ۔ اور اگر کہیں ظالم لوگ چھوڑ دینے پر نہ مانیں اور جان ہی لینے پر آمادہ ہوں تو مسلمانوں کو مقابلہ پر مضبوط ہو جانا ہر حال میں فرض[له] ہے گو کمزور ہی ہوں۔ خلاصہ یہ کہ حتی الامکان فتنہ وفساد

له وهٰذا من باب القتال حيث يفرض عينًا اذا هجم العدو ولا من باب الاكراه ۱۲

کو امن کے ساتھ دفع کریں اور جو کوئی اس پر بھی سر ہی ہو جائے تو پھر مرتا کیا نہ کرتا بقول سعدی ؎

چو دست از ہمہ حیلتے در گسست
حلال است بردن بشمشیر دست
اگر صلح خواہد عدو سر مپیچ
وگر جنگ جوید عناں بر مپیچ

کتبہٗ اشرف علی عفی عنہ

روح نوزدہم

آمدنی و خرچ کا انتظام رکھنا

(یعنی مال کمانے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو اور اس کے خرچ کرنے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو)

ا۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کسی آدمی کے قدم (حساب کے موقع سے) نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو چکے گا، اور (ان پانچ میں دو یہ بھی ہیں کہ) اس کے مال کے متعلق بھی (سوال ہوگا) کہ کہاں سے کمایا (یعنی حلال سے یا حرام سے) اور کاہے میں خرچ کیا الخ (ترمذی)

ف۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ کمانے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے جیسے سود لینا اور رشوت لینا اور کسی کا حق دبا لینا جیسے کسی کی زمین چھین لینا یا موروثی کا دعوٰی کرنا یا کسی کا قرض مار لینا یا کسی کا حصہ میراث کا نہ دینا جیسے بعضے آدمی لڑکیوں کو نہیں دیتے یا اس کے کمانے میں اتنا کھپ جاتا

کہ نماز کی پروا نہ رہے یا آخرت کو بھول جائے یا زکوٰۃ و حج ادا نہ کرے یا دین کی باتیں سیکھنا یا بزرگوں کے پاس آنا جانا چھوڑ دے اور اسی طرح خرچ کرنے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے جیسے گناہوں کے کام میں خرچ کرنا یا شادی غمی کی رسموں میں یا نام کے لئے خرچ کرنا، یا محض نفس کے خوش کرنے کو ضرورت سے زیادہ کھانے کپڑے یا مکان کی تعمیر یا سجاوٹ یا سواری شکاری یا بچوں کے کھیل کھلونوں میں خرچ کرنا، سو اِن سب احتیاطوں کے ساتھ اگر مال کماوے یا جمع کرے کچھ ڈر نہیں بلکہ بعضی صورتوں میں ایسا کرنا بہتر بلکہ ضروری ہے جیسے بیوی بچوں کا ساتھ ہے اور ان کے کھانے پینے یا ان کو دین سکھلانے میں روپیہ کی حاجت ہے یا دین کی حفاظت میں روپیہ کی ضرورت ہے جیسے علم دین کے مدرسے ہیں یا مسلمانوںؓ کی خدمت یا اسلام کی تبلیغ کی انجمنیں ہیں یا اسلامی یتیم خانے ہیں یا مسجدیں ہیں، خاصکر جب دشمنانِ دین ان چیزوں کے مٹانے کے لئے روپیہ خرچ کرتے ہوں اور حالات ایسے ہوں کہ روپیہ کا مقابلہ روپیہ ہی سے ہو سکتا ہو جیسا اللہ تعالیٰ نے ایسے موقع کے لئے پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ (سورۂ توبہ)

عہ دل علی ھذا التعمیم قولہ تعالیٰ وآخرین من دونھم لا تعلمونھم۔ (توبہ)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی گھوڑوں کے رکھنے میں خاص درجہ کے ثواب کا اور ان گھوڑوں کی ہر حالت پر بہت بہت نیکیوں کا وعدہ فرمایا ہے (مسلم) پس ایسی حالتوں میں دنیا اور دین کی موجودہ اور آئندہ حاجتوں کی کفایت کی قدر روپیہ حاصل کرنا عبادت ہوگا۔ اگلی حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش کرنا فرض ہے بعدؔ فرض (عبادت) کے۔ (بیہقی)

۳۔ ابو کبشہ انماری رضؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا چار شخصوں کے لئے ہے (ان میں سے) ایک وہ بندہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو مال بھی دیا اور دین کی واقفیت بھی دی سو وہ اس میں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے اس کے حقوق پر عمل کرتا ہے یہ شخص سب سے افضل درجہ میں ہے۔ الخ (ترمذی)

۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت

عہ مثلاً کوئی کافر زمیندار کسی مسلمان رعایا کو تنگ کرے، اگر مسلمان کے پاس زمین ہو وہ اس کو پناہ دے سکتا ہے ۱۲

عہ اشارۃ الی تاخر المقصود بالغیر عن المقصود بالذات ۱۲

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مال خوش نما خوش مزہ چیز ہے جو شخص اس کو حق کے ساتھ (یعنی شرع کے موافق) حاصل کرے اور حق میں (یعنی جائز موقع میں) خرچ کرے تو وہ اچھی مدد دینے والی چیز ہے الخ (بخاری ومسلم)

۵۔ عمرو بن العاص رضؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا مال اچھے آدمی کے لئے اچھی چیز ہے۔ (احمد)

۶۔ مقدام بن معدی کربؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں صرف اشرفی اور روپیہ ہی کام دے گا۔

۷۔ حضرت سفیان ثوریؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ مال پہلے زمانہ میں (یعنی صحابہ کے وقت میں) ناپسند کیا جاتا تھا (کیونکہ قلب میں دین کی قوت ہوتی تھی اِس لئے مال سے قوت حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی، اور اس کی خرابیوں پر نظر کرکے اس سے دُور رہنا پسند کرتے تھے) لیکن اس زمانہ میں وہ مال مومن کی ڈھال ہے (یعنی اس کو بددیانتی سے بچاتا ہے کیونکہ قلب میں وہ قوت نہیں، بس مال کے نہ ہونے سے پریشان ہوجاتا ہے اور پریشانی میں دین کو برباد کرلیتا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ اگر ہمارے پاس یہ اشرفیاں نہ ہوتیں تو یہ بڑے لوگ ہماری صافی بنالیتے

(یعنی ذلیل و خوار سمجھتے اور ذلت سے بعض دفعہ دین کا بھی نقصان ہوجاتا ہے اب مال کے سبب ہماری عزت کرتے ہیں اور عزت کے سبب ہمارا دین محفوظ رہتا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کے ہاتھ میں کچھ روپیہ پیسہ ہو اس کی درستی کرتا رہے (یعنی اس کو بڑھاتا رہے یا کم از کم اس کو برباد نہ کرے) کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی (اس میں) محتاج ہوجاتا ہے تو سب سے پہلے اپنے دین ہی پر ہاتھ صاف کرتا ہے (جیسا ڈھال ہونے کے مطلب میں ابھی گذرا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی کی برداشت نہیں کرسکتا (یعنی اکثر وہ اتنا ہوتا ہی نہیں کہ اس کو بے موقع اڑایا جاوے اور وہ پھر بھی ختم نہ ہو اس لئے اس کو سنبھال سنبھال کر ضرورت میں خرچ کرے تاکہ جلدی ختم ہونے سے پریشانی نہ ہو) (شرح سنہ) آگے حلال مال حاصل کرنے کے ذریعوں کی فضیلت کا ذکر ہے۔

۸۔ ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنے والا امانت والا تاجر (قیامت میں) پیغمبروں اور ولیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی و دارمی و دارقطنی)

ف۔ اس میں حلال تجارت کی فضیلت ہے۔

۹۔ مقدام بن معدی کربؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص نے کوئی کھانا اس سے اچھا نہیں

کھایا کہ اپنی دستکاری سے کھائے اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے (بخاری) اور وہ دستکاری زرہ بنانا ہے جیسا قرآن مجید میں آیا ہے اور اس سے حلال دستکاری کی فضیلت معلوم ہوئی۔ البتہ حرام دستکاری گناہ کی چیز ہے، جیسے جاندار کا فوٹو لینا یا تصویر بنانا باجے بنانا۔

۱۰۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چَرائی ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا اور آپ نے بھی چرائی ہیں، آپ نے فرمایا ہاں میں اہلِ مکہ کی بکریاں کچھ قیراطوں پر چرایا کرتا تھا۔ (بخاری)

ف۔ قیراط دینار کا چوبیسواں حصہ ہوتا ہے اور دینار ہمارے سکہ سے قریب پونے تین روپے کے ہوتا ہے تو قیراط دو پائی کم دو آنہ کا ہوا غالباً ہر بکری کی چرائی اتنی ٹھہر جاتی ہوگی اور اس[۱] سے ایسی مزدوری کی فضیلت معلوم ہوئی جس میں کئی شخصوں کا کام کیا جائے۔

۱۱۔ عتبہ بن الندرؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کو آٹھ یا دس برس کے لئے نوکر رکھ دیا تھا

[۱] و لیسمیٰ بالاجیر المشترک ۱۲

(شعیب علیہ السلام کی بکریاں چَرانے پر)۔ (احمد و ابن ماجہ)

ف۔ یہ قصہ قرآن مجید میں بھی ہے اِس سے ایسی نوکری کی فضیلت ہوئی کہ جس میں ایک عہ ہی شخص کا کام کیا جائے۔

۱۲۔ ثابت بن الضحاک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (زمین کو) کرایہ پر دینے کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے کہ اس کا کچھ حرج نہیں (مسلم)

ف۔ اس سے جائز کرایہ کی آمدنی کی اجازت معلوم ہوئی۔

۱۳۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں کہ کوئی درخت لگاوے یا کچھ کھیتی کرے پھر اس سے کوئی آدمی یا کوئی پرندہ یا کوئی مواشی کھاوے مگر اس شخص کے لئے وہ (بجائے) خیرات ہوتا ہے (یعنی خیرات کا ثواب مِلتا ہے) (بخاری و مسلم)

ف۔ اس سے کھیتی کرنے کی اور اسی طرح درخت یا باغ لگانے کی کیسی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو یہ بھی آمدنی کا ایک پسندیدہ ذریعہ ہوا۔

۱۴۔ حضرت انس رضؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مانگنے آیا آپ نے (اس کے گھر سے ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ پانی

عہ یعنی بالاجیر الخاص ۱۲

پینے کا منگا کر اور اس کو نیلام کر کے اس کی قیمت میں سے کچھ اناج اور کلہاڑی خرید کر اس کو دے کر) فرمایا کہ جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر بیچو پھر فرمایا یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ مانگنے کا کام قیامت کے دن تمہارے چہرہ پر (ذلت کا) ایک داغ ہو کر ظاہر ہو (ابوداؤد و ابن ماجہ)

ف۔ اس سے ثابت ہوا کہ حلال پیشہ کیسا ہی گھٹیا ہو، اگرچہ گھاس ہی کھودنا ہو مانگنے سے اچھا ہے اگرچہ شان ہی بنا کر مانگا جاوے، جیسے بہت لوگوں نے چندہ مانگنے کا پیشہ کر لیا ہے جس سے اپنی ذلت اور دوسروں پر گرانی ہوتی ہے البتہ اگر دینی کام کے لئے عام خطاب سے چندہ کی ضرورت ظاہر کی جاوے تو مضائقہ نہیں۔

۱۵۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (حلال) پیشہ کرنے والے مومن سے محبت کرتا ہے۔ (عین ترغیب از طبرانی و بیہقی)

ف۔ اس میں ہر حلال پیشہ آگیا کسی حلال پیشہ کو ذلیل نہ سمجھنا چاہیئے۔ آگے اس کا ذکر ہے کہ اپنی تسلی کے لئے حلال مال کا ذخیرہ رکھنا بھی مصلحت ہے۔

۱۶۔ حضرت عمرؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ (یہود) بنی نضیر کے اموال (مراد زمینیں ہیں جو بذریعہ فتح مسلمانوں کے قبضہ

عـہ بشرطیکہ دین کی ذلت نہ ہو جیسے مسلمان کسی کافر کی بہت ذلیل خدمت کرے ۱۲

میں آئی تھیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (خرچ کے) لئے مخصوص تھے آپ اس میں سے اپنی بیویوں کا خرچ ایک سال کا دے دیتے تھے اور جو بچتا اس کو ہتھیار اور گھوڑوں (یعنی جہاد کے سامان) میں لگا دیتے۔ (عین بخاری)

۱۷۔ کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ میری توبہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں گا اور اپنے کل مال کو اللہ و رسول کی نذر کر کے اس سے دست بردار ہو جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کچھ مال تھام لینا چاہیئے یہ تمہارے لئے بہتر (اور مصلحت) ہے (اور وہ مصلحت یہی ہے کہ گذر کا سامان اپنے پاس ہونے سے پریشانی نہیں ہونے پاتی) میں نے عرض کیا تو میں اپنا وہ حصہ تھامے لیتا ہوں جو خیبر میں مجھ کو ملا ہے۔ (عین ترمذی)

ف۔ پہلی حدیث سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بقدر ضرورت ذخیرہ رکھنا اور دوسری حدیث سے حضور کا اس کے لئے مشورہ دینا ثابت ہوتا ہے۔

۱۸۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں ایسے شخص سے نفرت رکھتا ہوں جو محض بیکار ہو نہ کسی دنیا کے کام میں ہو اور نہ آخرت کے کام میں ہو۔ (عین مقاصد حسنہ از سعید بن منصور و احمد و ابن مبارک و بیہقی و ابن ابی شیبہ)

ف۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے متعلق کوئی

دینی کام نہ ہو اُس کو چاہیئے کہ معاش کے کسی جائز کام میں لگے بیکار عمر نہ گذارے، باقی دینی کام کرنے والوں کا ذمہ دار خود خدا تعالیٰ ہے وہ معاش کی فکر نہ کریں۔ یہاں تک آمدنی کا ذکر تھا آگے خرچ کا ذکر ہے۔

۱۹۔ حضرت مغیرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مال کے ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

ف۔ ضائع کرنے کا مطلب بے موقع خرچ کرنا ہے جس کی کچھ تفصیل حدیث ۱۰ کے ذیل میں مذکور ہے۔

۲۰۔ انس وابوامامہ وابن عباس وعلیؓ سے (مجموعًا ومرفوعًا) روایت ہے کہ بیچ کی چال چلنا (یعنی نہ کنجوسی کرے اور نہ فضول اڑاوے بلکہ سوچ سمجھ کر اور سنبھال کر ہاتھ روک کر کفایت شعاری اور انتظام و اعتدال کے ساتھ ضرورت کے موقعوں میں صرف کرے تو اس طرح خرچ کرنا) آدھی کمائی ہے جو شخص (خرچ کرنے میں اس طرح بیچ کی چال چلے گا وہ محتاج نہیں ہوتا اور فضول اڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں رہتا۔ (عین مقاصد از عسکری ودیلمی وغیرہا)

ف۔ اس میں خرچ کے انتظام کا گُر بتلا دیا گیا اور دیکھا بھی جاتا ہے کہ زیادہ تر پریشانی و بربادی کا سبب یہی ہے کہ خرچ کا انتظام نہیں رکھا جاتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو ہاتھ میں ہے وہ ختم ہو جاتا ہے

پھر قرض لینا شروع کردیتے ہیں جس کے بُرے نتیجے بے شمار ہیں. جو کہ دنیا میں بھی دیکھے جاتے ہیں اور آخرت میں بھی، جیسا کہ

۲۱ - محمد بن عبد اللہ بن جحش رضؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے بارے میں فرمایا (یعنی جو کسی کا مالی حق کسی کے ذمہ آتا ہو) قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو جاوے پھر زندہ ہوکر (دوبارہ) شہید ہو جاوے پھر زندہ ہوکر (سہ بارہ) شہید ہو جائے اور اس کے ذمہ کسی کا دَین آتا ہو وہ جنت میں نہ جاوے گا جب تک اس کا دین ادا نہ کیا جائے گا۔ (عین ترغیب از نسائی وطبرانی وحاکم مع لفظ وتصحیح حاکم)

ف۔ البتہ جو دَین کسی ایسی ضرورت سے لیا کہ شرع کے نزدیک بھی وہ ضرورت ہے اور اُس کے ادا کرنے کی دھن میں بھی لگا رہا اُس کی اجازت ہے۔ (لاحادیث فی الترہیب من الدین من الترغیب)

ان سب حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ مال کا آمد و خرچ اگر شرع کے موافق ہو تو وہ خدا تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اس میں کوئی برائی نہیں، اور جہاں بُرائی آتی ہے وہ اس صورت میں ہے جب اس کا آمد و خرچ شرع کے خلاف ہو جیسے حدیثوں میں نکاح کرنے کی اور نسل بڑھانے کی تاکید بھی آئی ہے۔ (کما فی الروح الآتی) پھر بی بی عہ اور

عہ قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوالکم

اولاد کو دشمن بھی فرمایا ہے (تغابن) یعنی جب آخرت سے روکے (جلالین) یہی حالت مال[سے] کی ہے اسی لئے فتنہ ہونے میں بھی مال اور اولاد دونوں کا ساتھ ہی ذکر فرمایا (تغابن) یعنی جب آخرت سے غافل کرے (جلالین) پس ان سب کی ایک حالت ہوئی۔ سو خدا تعالیٰ کی نعمتیں خوب برتو مگر غلام بن کر نہ کہ باغی بن کر۔ یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی ہیں اور بعضی حدیثیں جو دوسری کتابوں سے لی ہیں اُن کے نام کے ساتھ لفظ عین بڑھا دیا۔

کتبہ

اشرف علی

(بقیہ حاشیہ) فاحذروھم فی الجلالین بان تطیعوھم فی التخلف عن الخیر کالجہاد الخ

[سے] قال اللہ تعالیٰ انما اموالکم واولادکم فتنۃ فی الجلالین لکم شاغلۃ عن امور الآخرۃ ۱۲

روح بستم

نکاح کرنا اور نسل بڑھانا

(یعنی جس مرد یا جس عورت کو کوئی عذر نکاح سے روکنے والا نہ ہو اس کے لئے کبھی مصلحت کے درجہ میں اور کبھی ضرورت کے درجہ میں اصلی حکم یہی ہے کہ نکاح کرلے۔ چنانچہ)

۱۔ ابن ابی نجیح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محتاج ہے محتاج ہے وہ مرد جس کی بی بی نہ ہو لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مال والا ہو (تب بھی وہ محتاج ہے) آپ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والا ہو (پھر فرمایا) محتاج ہے محتاج ہے وہ عورت جس کے خاوند نہ ہو لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مالدار ہو (تب بھی وہ محتاج ہے) آپ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والی ہو۔ (رزین)

ف۔ کیونکہ مال کا جو مقصود ہے یعنی راحت اور بے فکری نہ اس مرد کو نصیب ہے جس کی بی بی نہ ہو اور نہ اس عورت کو نصیب ہے جس کے خاوند نہ ہو۔ چنانچہ دیکھا بھی جاتا ہے اور نکاح میں بڑے بڑے فائدے ہیں دین کے بھی اور دنیا کے بھی چنانچہ :-

۲۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جوانوں کی جماعت جو شخص تم میں گھرستی کا بوجھ اٹھانے کی ہمت رکھتا ہو (یعنی بی بی کے حقوق ادا کرسکتا ہو) اس کو نکاح کرلینا چاہیئے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچی رکھنے والا ہے اور شرمگاہ کو بچانے والا ہے (یعنی حرام نگاہ سے اور حرام فعل سے آسانی کے ساتھ بچ سکتا ہے۔ (ستۃ الا مالک)

ف۔ اس کا دینی فائدہ ہونا ظاہر ہے اور دنیوی فائدہ ایک تو نمبرا میں مذکور ہو چکا ہے اور کچھ آگے مذکور ہوتے ہیں

۳۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے نکاح کرو وہ تمھارے لئے مال لاویں گی۔ (بزار)

ف۔ یہ بات اسی وقت ہے جب میاں بی بی دونوں سمجھ دار اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں سو ایسی حالت میں مرد تو یہ سمجھ کر کہ میرے ذمہ خرچ بڑھ گیا ہے کمانے میں زیادہ کوشش کرے گا اور عورت گھر کا ایسا انتظام کرے گی جو مرد نہیں کرسکتا اور اس حالت میں راحت اور بے فکری لازم ہے اور مال کا یہی فائدہ ہے یہ مطلب ہوا مال لانے کا۔

۴۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے عرض کیا گیا کہ کونسی عورت سب سے اچھی ہے آپ نے فرمایا کہ جو ایسی ہو کہ جب شوہر اس کو دیکھے (دل) خوش ہو جاوے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اس کو بجا لاوے اور اپنی ذات اور مال کے بارے میں کوئی ناگوار بات کر کے اس کے خلاف نہ کرے۔ (نسائی)

ف۔ خوشی اور فرماں برداری اور موافقت کتنے بڑے فائدے ہیں۔

۵۔ حضرت علیؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے ہاتھ اور سینہ میں چکّی پیسنے سے اور پانی ڈھونے سے نشان پڑ گئے اور جھاڑو کی گرد اور چولھے کے دھوئیں سے کپڑے میلے ہو گئے کہیں سے کچھ لونڈیاں آئی تھیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی مانگی آپ نے فرمایا اے فاطمہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے پروردگار کا فرض ادا کرتی رہو اور اپنے گھر والوں کا کام کرتی رہو (بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی)

ف۔ حضرت فاطمہؓ سے بڑی کون ہو گی جو گھر کا کام نہ کرے، تو گھر کا انتظام رہنا کتنا بڑا فائدہ ہے۔

۶۔ معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی ہو اور بچے جننے والی ہو (اگر وہ بیوہ ہے تو پہلے نکاح سے اس کا اندازہ

ہوسکتا ہے اور اگر کنواری ہے تو اس کی تندرستی سے اور اس کے خاندان کی نکاح کی ہوئی عورتوں سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے) کیونکہ میں تمہاری کثرت سے اور امتوں پر فخر کروں گا (کہ میری امت اِتنی زیادہ ہے۔ (ابوداؤد و نسائی)

ف ۔ اولاد کا ہونا بھی کتنا بڑا فائدہ ہے زندگی میں بھی کہ وہ سب سے بڑھ کر اپنے خدمت گذار و مددگار اور فرماں بردار اور خیر خواہ ہوتے ہیں (کما ہو مشاہد فی الاکثر) اور مرنے کے بعد اس کے لئے دعا بھی کرتے ہیں (عین مشکوٰۃ باب العلم از مسلم) اور اگر آگے نسل چلی تو اُس کے دینی راستہ پر چلنے والے مدّتوں تک رہتے ہیں (روح دوم ۵) اور قیامت میں بھی اس طرح کہ جو بچپن میں مرگئے وہ اس کو بخشوائیں گے (کتاب الجنائز) اور جو بالغ ہو کر نیک ہوئے وہ بھی سفارش کریں گے۔ (روح سوم نمبر ۶ و ۷) اور سب سے بڑی بات یہ کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھتی ہے جس سے دنیا میں بھی قوت بڑھتی ہے اور قیامت میں ہمارے پیغمبرؐ خوش ہوکر فخر فرماویں گے ۔ سو نکاح نہ کرنا اتنے فائدوں کو برباد کرنا ہے۔ اور اگر کسی ملک میں شرع کے موافق باندی مل سکے تو ان فائدوں کے حاصل کرنے میں وہ بھی بجائے بی بی کے ہے۔ پس بدون معقول عذر کے حلال عورت سے خالی رہنے کی برائی آئی ہے۔ چنانچہ :-

۷ - ابوذرؓ سے روایت ہے کہ عکاف بن بشیر تمیمیؓ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپ نے ان سے فرمایا اے عکاف کیا تمہاری بی بی ہے۔ عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا اور باندی بھی نہیں، عرض کیا باندی بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا اور خیر سے تم مالدار بھی ہو، وہ بولے خیر سے میں مالدار بھی ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر تو تم اِس حالت میں شیطان کے بھائی بھی ہو۔ اگر تم نصاریٰ میں سے ہوتے تو ان کے راہبوں میں سے ہوتے، ہمارا (یعنی اہل اسلام کا) طریقہ نکاح کرنا ہے (یا شرعی باندی رکھنا) تم میں سب سے بدتر مجرد لوگ ہیں شیطان کے پاس کوئی ہتھیار جو نیک لوگوں میں پورا اثر کرنے والا ہو عورتوں سے بڑھکر نہیں مگر جو لوگ نکاح کئے ہوئے ہیں وہ گندی باتوں سے پاک و صاف ہیں۔

ف۔ یہ اس حالت میں ہے جب نفس میں عورت کا تقاضا ہو سو جب حلال نہ ہوگی حرام کا ڈر ظاہر ہے۔ اور یہ سب فائدے دین و دنیا کے جو ذکر کئے گئے پورے طور سے اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب میاں بی بی میں محبت ہو اور محبت اس وقت ہوتی ہے جب ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے رہیں پھر ان حقوق کا حکم بھی ہے اِس لئے کچھ بڑے بڑے حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے باقی حقوق اس سے سمجھ میں آجاویں گے۔ بی بی کے حقوق یہ ہیں:-

۸۔ ابو موسیٰ اشعری رض سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اس شخص کی فضیلت فرمائی

جس کے پاس کوئی باندی تھی اس نے اس کو (دینی) ادب اور علم اچھی طرح سکھلایا الخ (یعنی مشکوٰۃ از بخاری و مسلم)

ف ۔ ظاہر ہے کہ بی بی کا حق باندی سے زیادہ ہی ہے تو اس کو علم دین سکھلانے کی کیسی کچھ فضیلت ہوگی، اور روح دوم نمبر ۴ میں اس کا حکم قرآن سے مذکور ہوا ہے۔

۹ ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے حق میں (تم کو) اچھے برتاؤ کی نصیحت کرتا ہوں تم (اسکو) قبول کرو کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے سو اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اس کا توڑنا طلاق دے دینا ہے۔ اور اگر اس کو اس کے حال پر رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ اس لئے ان کے حق میں اچھے برتاؤ کی نصیحت قبول کرو۔ (بخاری و مسلم و ترمذی)

ف ۔ سیدھا کرنے کا یہ مطلب کہ ان سے کوئی بات بھی تمہاری طبیعت کے خلاف نہ ہو سو اس کوشش میں کامیابی نہ ہوگی۔ انجام کار طلاق کی نوبت آوے گی۔ اِس لئے معمولی باتوں میں درگذر کرنا چاہیئے نیز زیادہ سختی یا بے پروائی کرنے سے کبھی عورت کے دل میں شیطان دین کے خلاف باتیں پیدا کر دیتا ہے اس کا سب سے زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔

۱۰۔ حکیم بن معاویہؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے

عرض کیا یا رسول اللہ ہماری بی بی کا ہم پر کیا حق ہے آپ نے فرمایا یہ ہے کہ جب تم کھانا کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ اور جب کپڑا پہنو اس کو بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو (یعنی قصور پر بھی منہ پر مت مارو، اور بے قصور مارنا تو سب جگہ برا ہے) اور نہ اُس کو بُرا کوسنا دو اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑو مگر گھر کے اندر رہ کر (یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ) (ابوداؤد)

۱۱۔ عبداللہ بن زمعہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص اپنی بی بی کو غلام کی سی مار نہ دے پھر شاید دن کے ختم ہونے پر اس سے ہم بستری کرنے لگے۔ (بخاری ومسلم وترمذی)

ف۔ یعنی پھر کیسے آنکھیں ملیں گی۔

۱۲۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں اور میمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں اتنے میں ابن ام مکتوم (نابیناؓ) آئے اور یہ واقعہ ہم کو پردہ کا حکم ہونے کے بعد کا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں ان سے پردے میں ہو جاؤ ہم نے عرض کیا کیا وہ نابینا نہیں ہے نہ ہم کو دیکھتا ہے نہ ہم کو پہچانتا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھتیں (ترمذی وابوداؤد)

ف۔ یہ بھی بی بی کا حق ہے کہ اس کو نامحرم سے ایسا گہرا پردہ

کرا دے کہ نہ یہ اُس کو دیکھے نہ وہ اِس کو دیکھے اور اس میں بی بی کے دین کی بھی حفاظت ہے کہ بے پردگی کی خرابیوں سے بچی رہے گی اور اس کی دنیا کی بھی حفاظت ہے اس لئے کہ تجربہ ہے کہ کسی سے جس قدر زیادہ خصوصیت ہوتی ہے اسی قدر اس سے زیادہ تعلق ہوتا ہے اور جتنی کوئی چیز عام ہوتی ہے اس سے کم تعلق ہوتا ہے اور پردہ میں یہ خصوصیت ظاہر ہے اس لئے تعلق بھی زیادہ ہوگا اور جتنا تعلق بی بی سے زیادہ ہوگا اتنا ہی اس کا حق زیادہ ادا ہوگا تو پردہ میں بی بی کا دنیا کا نفع بھی زیادہ ہوا۔ آگے خاوند کا حق مذکور ہوتا ہے۔

۱۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو بی بی کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ (ترمذی)

ف۔ اِس سے کتنا بڑا حق شوہر کا ثابت ہوتا ہے۔

۱۴۔ ابن ابی اوفیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے گی۔ (ابن ماجہ)

ف۔ یعنی صرف نماز روزہ کرکے یوں نہ سمجھ بیٹھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کردیا وہ حق بھی پورا ادا نہیں ہوا۔

۱۵۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کی نماز اس کے سر سے آگے نہیں بڑھتی (یعنی قبول نہیں ہوتی) جو اپنے خاوند کی نافرمانی کرے جب تک وہ اس سے باز نہ آجاوے (اوسط وصغیر طبرانی) یہاں تک نکاح کی تاکید اور حقوق کا مضمون ہوچکا البتہ اگر نکاح سے روکنے والا کوئی قوی عذر ہو تو اس حالت میں نہ مرد کے لئے نکاح ضروری رہتا ہے نہ عورت کے لئے۔ اگلی حدیثوں میں بعضے عذروں کا بیان ہے۔

۱۶۔ ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور عرض کیا کہ یہ میری بیٹی نکاح کرنے سے انکار کرتی ہے۔ آپ نے اس لڑکی سے فرمایا (نکاح کے بارہ میں) اپنے باپ کا کہنا مان لے اس نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا میں نکاح نہ کروں گی جب تک آپ مجھے یہ نہ بتلادیں کہ خاوند کا حق بی بی کے ذمہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا (اس میں بعضے بڑے حقوق کا ذکر ہے) اس نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا میں کبھی نکاح نہ کروں گی۔ آپ نے فرمایا عورتوں کا نکاح (جب وہ شرعاً با اختیار ہوں) بدون ان کی اجازت کے مت کرو۔ (بزار)

ف۔ اس کا عذر یہ تھا کہ اس کو امید نہ تھی کہ خاوند کا حق ادا کرسکوں گی آپ نے اس کو مجبور نہیں فرمایا۔

۱۷۔عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ عورت جس کے رخسارے (محنت مشقت سے) بدرنگ ہو گئے ہوں قیامت کے دن اس طرح ہوں گے جیسے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی۔ یعنی ایسی عورت جو اپنے خاوند سے بیوہ ہوگئی ہو اور شان وشوکت والی اور حسن وجمال والی ہے (جس کے طالب نکاح بہت سے ہو سکتے ہیں مگر) اس نے اپنے کو یتیموں (کی خدمت) کے لئے مقید کر دیا یہاں تک کہ (سیانے ہو کر) جدا ہو گئے یا مر گئے۔ (ابوداؤد)

ف۔ یہ اس صورت میں ہے جب عورت کو یہ اندیشہ ہو کہ دوسرا نکاح کرنے سے بچے برباد ہو جائیں گے۔ پہلی حدیث میں پہلے نکاح کا اور دوسری حدیث میں دوسرے نکاح کا عذر ہے، یہ عذر عورت کے لئے تھے آگے مردوں کے عذر کا ذکر ہے۔

۱۸۔ یحیی بن داقدؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک سو اسی (۱۸۰) سنہ ہوا یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پونے دوسو برس کے قریب گذر جاویں جس میں فتنوں کی کثرت ہوگی اور بعضی روایت میں دوسو برس آئے ہیں (کما فی عین تخریج العراقی علی الاحیاء عن ابی یعلی والخطابی) سو ایسی کسر کو شمار کرنے سے دونوں کا ایک ہی مطلب ہوا) ہیں (اس وقت) اپنی امت کے لئے مجرد رہنے کی اور تعلقات چھوڑ کر پہاڑوں کی

چوٹیوں میں رہنے کی اجازت دیتا ہوں۔ (رزین)

ف۔ اس کا مفصل مطلب آگے آتا ہے۔

۱۹۔ ابن مسعود وابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی کہ یہ لوگ اس شخص کو ناداری سے عار دلائیں گے اور ایسی باتوں کی فرمایش کریں گے جس کو یہ اٹھا نہیں سکے گا سو یہ ایسے کاموں میں گھس جاوے گا جس میں اس کا دین جاتا رہے گا پھر یہ برباد ہوجائے گا۔ (عین تخریج مذکور از خطابی و بیہقی)

ف۔ حاصل اس عذر کا ظاہر ہے کہ جب دین کے ضرر کا قوی اندیشہ ہو اور بعضے آدمی جو کم ہمتی سے نکاح نہیں کرتے اور پرائے ٹکڑوں پر پڑے رہتے ہیں ان کی نسبت یہ حدیث آئی ہے۔

۲۰۔ عیاضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ آدمی دوزخی ہیں (ان میں سے) ایک وہ کم ہمت ہے جس کو (دین کی) عقل نہیں جو لوگ تم میں طفیلی بن کر رہتے ہیں نہ اہل وعیال رکھتے ہیں نہ مال رکھتے ہیں (مسلم) اور بی بیوں کی طرح اولاد کے بھی حقوق ہیں جن کا حکم بھی ہے اور ان کے ادا کرنے سے یہ بھی زیادہ امید ہے کہ وہ زیادہ خدمت کریں گے، ان میں سے دینی حقوق کا ذکر روح دوم کی نمبر ۴ و ۶ و ۷ میں اور روح سوم

نمبر ۶۷ میں ہو چکا ہے اور ان کا دُنیوی حق یہ ہے کہ جن چیزوں سے دنیا کا نفع اور آرام ملتا ہے وہ بھی سکھلاوے۔

۲۱۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بیٹوں کو تیرنا اور تیر چلانا سکھلاؤ اور عورتوں کو کاتنا سکھلاؤ۔ (عین مقاصد از بیہقی)

ف۔ ان تین کا نام مثال کے طور پر ہے مراد سب ضرورت کی چیزیں ہیں۔ یہ سب حدیثیں جمع الفوائد سے لی گئیں اور بعض حدیثیں جو دوسری کتابوں سے لی گئی ہیں ان کے نام کے ساتھ لفظ عین بڑھا دیا گیا۔ فقط۔

اشرف علی

روح بست ویکم

دنیا سے دل نہ لگانا اور آخرت کی فکر میں رہنا

اِس سے دین میں پختگی اور دل میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور یہ بات اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ ہمیشہ یوں سوچا کرے کہ دنیا ایک ادنیٰ درجہ کی چیز اور پھر ختم ہونے والی ہے خاصکر اپنی عمر تو بہت ہی جلد گذر جائے گی اور آخرت ایک شاندار چیز اور آنے والی ہے جس میں موت تو بہت ہی جلد آکھڑی ہوگی پھر لگاتار یہ واقعات ہونا شروع ہوجائیں گے قبر کا ثواب عذاب، قیامت کا حساب کتاب، جنت دوزخ کی جزا اور سزا۔ اِسی مضمون کی چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خوشنما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی مثلاً عورتیں ہیں اور بیٹے ہیں اور لگے ہوئے ڈھیر ہیں سونے اور چاندی کے اور نشان لگے ہوئے گھوڑے ہیں اور دوسرے مواشی ہیں اور زراعت ہے (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگی کی اور انجام کار کی خوبی (کی چیز)

تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے (جو بعد موت کے کام آوے گی جس کی خبر دینے کا آگے حکم ہے یعنی) آپ (ان لوگوں سے یہ) فرما دیجئے کیا میں تم کو ایسی چیز بتادوں جو (بدرجہا) بہتر ہو ان (مذکورہ) چیزوں سے (سو سنو!) ایسے لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان کے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے باغ ہیں (یعنی بہشت) جن کے پائیں میں نہریں جاری ہیں۔ ان (بہشتوں) میں ہمیشہ کو رہیں گے اور (ان کے لئے) ایسی بی بیاں ہیں (جو ہر طرح) صاف ستھری کی ہوئی ہیں، اور ان کے لئے خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ (آل عمران آیت ۱۴ و ۱۵)

۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ (دنیا میں) تمہارے پاس ہے وہ (ایک روز) ختم ہو جاوے گا (خواہ زوال سے یا موت سے) اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ دائم رہے گا۔ (نحل آیت ۹۶)

۱۳۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالحہ (ہمیشہ ہمیشہ کو) باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک (یعنی آخرت میں اس دنیا سے) ثواب کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہے اور امید کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہے یعنی اعمال صالحہ پر جو جو امیدیں وابستہ ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہوں گی اور اس سے بھی زیادہ ثواب ملے گا۔ بخلاف متاع دنیا کے کہ اس سے خود دنیا ہی میں امیدیں پوری نہیں

ہوتیں اور آخرت میں تو احتمال ہی نہیں۔ (کہف آیت ۴۶)

۴۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم خوب جان لو کہ (آخرت کے مقابلہ میں) دنیوی حیات (ہرگز قابل اشتغال مقصود نہیں کیونکہ) وہ محض لہو ولعب اور (ایک ظاہری) زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا (قوت وجمال میں اور دنیوی ہنر و کمال میں) اور اموال و اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہے (آگے دنیا کے زوال کو ایک مثال سے بیان کرکے فرماتے ہیں) اور آخرت کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں (کفار کے لئے) عذاب شدید ہے اور (اہل ایمان کے لئے) خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے (حدید۔ آیت ۲۰)

۵۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بلکہ تم دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت دنیا سے بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے (اعلیٰ۔ آیت ۱۶ و ۱۷)

۶۔ مستورد بن شدادؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم دنیا کی نسبت بمقابلہ آخرت کے صرف ایسی ہے جیسے تم میں کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کتنا پانی لے کر واپس آتی ہے (اس پانی کو جو نسبت دریا سے ہے وہ نسبت دنیا کو آخرت سے ہے) (مسلم)

۷۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا ایک کن کٹے مرے ہوئے بکری کے بچے پر گذر ہوا آپ نے فرمایا تم میں کون پسند کرتا ہے کہ یہ (مردہ بچہ) اس کو ایک درہم کے بدلے مل جاوے لوگوں نے عرض کیا (درہم تو بڑی چیز ہے) ہم تو اس کو بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ ہم کو کسی ادنیٰ چیز کے بدلے بھی مل جاوے آپ نے فرمایا قسم اللہ کی دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس قدر یہ تمہارے نزدیک۔ (مسلم)

۸۔ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کی برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی پینے کو نہ دیتا (احمد و ترمذی وابن ماجہ)

۹۔ ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کا ضرر کرے گا اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت کرے گا وہ اپنی دُنیا کا ضرر کرے گا سو تم باقی رہنے والی چیز کو (یعنی آخرت کو) فانی ہونے والی چیز پر (یعنی دنیا پر) ترجیح دو۔ (احمد و بیہقی)

۱۰۔ کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے گلے میں چھوڑ دیئے جاویں وہ بھی بکریوں کو اتنا تباہ نہ کریں جتنا انسان کے دین کو مال اور بڑائی کی محبت تباہ کرتی ہے۔ (ترمذی و دارمی)

ف- یعنی ایسی محبت کہ اس میں دین کے تباہ ہونے کی بھی پرواہ نہ رہے اور یہ بڑائی چاہنا دنیا کا ایک بڑا حصہ ہے خواہ دینی سرداری ہو جیسے استاد یا پیر یا واعظ بن کر اپنی تعظیم و خدمت چاہتا ہو۔ خواہ دُنیوی سرداری ہو جیسے رئیس یا حاکم یا صدر انجمن وغیرہ بن کر اپنی شان و شوکت یا حکومت چاہتا ہو، قرآن مجید میں بھی اس کی بُرائی آئی ہے۔ چنانچہ:-

۱۱- فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ عالم آخرت ہم ان لوگوں کیلئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ تو (نفس کے لئے) بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد (یعنی گناہ اور ظلم) کرنا چاہتے ہیں۔ (قصص۔ آیت ۸۳) البتہ اگر بے چاہے اللہ تعالیٰ کسی کو بڑائی دیدے اور وہ اس بڑائی سے دین میں کام لے وہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ جیسا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندہ سے قیامت میں فرماوے گا کیا میں نے تجھ کو سرداری نہ دی تھی (مسلم) اس سے بڑائی کا نعمت ہونا ظاہر ہے اور جیسا موسیٰ علیہ السلام کو وجاہت والا فرمایا۔ (احزاب۔ آیت ۶۹) اور جیسا عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا و آخرت میں وجاہت والا فرمایا۔ (آل عمران آیت ۴۵) یہاں تک کہ بعض انبیاء علیہم السلام کو سلطنت تک عطا فرمائی جیسے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ تھے۔ (ص وغیرہا) بلکہ دین کی خدمت کے لئے خود

سرداری کی خواہش کرنا بھی مضائقہ نہیں جیسے یوسف علیہ السلام نے مصر کے ملکی خزانوں پر بااختیار ہونے کی خود خواہش کی (یوسف۔آیت ۵۵) لیکن باوجود جائز ہونے کے پھر بھی اس میں خطرہ ہے۔ چنانچہ:۔

۱۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص دس آدمیوں پر بھی حکومت رکھتا ہو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں حاضر کیا جائے گا کہ اس کی مشکیں کسی ہوں گی یہاں تک کہ یا تو اس کا انصاف (جو دنیا میں کیا ہوگا) اس کی مشکیں کھلوادے گا اور یا بے انصافی (جو اس نے دنیا میں کی ہوگی) اس کو ہلاکت میں ڈال دے گی۔ (دارمی)

ف۔ اس کا خطرہ ہونا ظاہر ہے۔

۱۳۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے پھر اُٹھے تو آپ کے بدن مبارک میں چٹائی کا نشان ہوگیا تھا۔ ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم آپ کے لئے بستر بچھا دیں اور (بستر) بنادیں آپ نے فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا واسطہ میری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی سوار (چلتے چلتے) کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھہر جاوے پھر اُس کو چھوڑ کر آگے چل دے۔

(احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

۱۴۔ حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

کرتی ہیں، آپ نے فرمایا کہ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اُس شخص کا مال ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو اور اس کو (حد ضرورت سے زیادہ) وہ شخص جمع کرتا ہے جس کو عقل نہ ہو۔ (احمد و بیہقی)

۱۵۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا (اپنے خطبہ میں یہ بھی فرماتے تھے کہ) دُنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ (رزین بیہقی عن الحسن مرسلاً)

۱۶۔ حضرت جابرؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دنیا ہے جو سفر کرتی ہوئی جا رہی ہے اور یہ آخرت ہے جو سفر کرتی ہوئی آ رہی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کے کچھ فرزند ہیں سو اگر تم یہ کر سکو کہ دُنیا کے فرزندوں میں نہ بنو تو ایسا کرو کیونکہ تم آج دار العمل میں ہو اور یہاں حساب نہیں ہے اور تم کل کو آخرت میں ہو گے اور وہاں عمل نہ ہو گا۔ (بیہقی)

۱۷۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرنا چاہتا ہے اُس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے پھر آپ نے فرمایا جب نور سینہ میں داخل ہوتا ہے وہ کشادہ ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا اس کی کوئی علامت ہے جس سے

(اس نور کی) پہچان ہو جاوے۔ آپ نے فرمایا ہاں دھوکہ کے گھر سے (یعنی دنیا سے) کنارہ کشی اور ہمیشہ رہنے کے گھر کی طرف (یعنی آخرت کی طرف) توجہ ہو جانا اور موت کے لئے اس کے آنے سے پہلے تیار ہو جانا (بیہقی) یہاں تک دنیا سے دل ہٹانے کا مضمون مضمون تھا آگے آخرت سے دل لگانے اور اس کے خیال رکھنے کا مضمون ہے۔

۱۸۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کثرت سے یاد کیا کرو لذتوں کی قطع کرنے والی چیز کو یعنی موت کو۔ (ترمذی ونسائی وابن ماجہ)

۱۹۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت تحفہ ہے مومن کا (بیہقی)

ف۔ سو تحفہ سے خوش ہونا چاہیئے اور اگر کوئی عذاب سے ڈرتا ہو تو اس سے بچنے کی تدبیر کرے، یعنی اللہ و رسول کے احکام کو بجا لاوے، کوتاہی پر توبہ کرے۔

۲۰۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں شانے پکڑے پھر فرمایا دنیا میں اس طرح رہ جیسے گویا تو پردیسی ہے (جس کا قیام پردیس میں عارضی ہوتا ہے اس لئے اس سے دل نہیں لگاتا) یا (بلکہ ایسی طرح رہ جیسے گویا تو) راستہ میں چلا جا رہا ہے (جس کا بالکل ہی قیام نہیں)

اور حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب شام کا وقت آوے تو صبح کے وقت کا انتظار مت کر اور جب صبح کا وقت آوے، تو شام کے وقت کا انتظار مت کر الخ (بخاری)

۲۱۔ براء بن عازبؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مؤمن دنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو اس کے پاس سفید چہرہ والے فرشتے آتے ہیں ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے جان پاک اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل پھر جب اس کو لے لیتے ہیں تو وہ فرشتے ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور اس کو اس کفن اور اس خوشبو میں رکھ لیتے ہیں اور اس سے مشک کی سی خوشبو مہکتی ہے اور اس کو لے کر (اوپر) چڑھتے ہیں اور (زمین پر رہنے والے) فرشتوں کی جس جماعت پر گذر ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہے یہ فرشتے اچھے اچھے القاب سے اس کا نام بتلاتے ہیں کہ یہ فلانا فلانے کا بیٹا ہے، پھر آسمان دنیا تک اس کو پہنچاتے ہیں اور اس کے لئے دروازہ کھلواتے ہیں اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک اُس کے ساتھ جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اُس کو پہنچایا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کا اعمال نامہ علیین

میں لکھو اور اس کو (سوال و جواب کے لئے) زمین کی طرف لے جاؤ سو اس کی روح اُس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے (مگر اس طرح نہیں جیسے دنیا میں تھی بلکہ اس عالم کے مناسب جس کی حقیقت دیکھنے سے معلوم ہوگی) پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں تیرا رب کون ہے، وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے، پھر کہتے ہیں۔ یہ کون شخص ہیں جو تم میں بھیجے گئے تھے۔ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ایک پکارنے والا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) آسمان سے پکارتا ہے میرے بندہ نے صحیح صحیح جواب دیا اس کے لئے جنت کا فرش کردو اور اس کو جنت کی پوشاک پہنا دو اور اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو سو اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے۔ (اس کے بعد اسی حدیث میں کافر کا حال بیان کیا گیا جو بالکل اس کی ضد ہے۔) (احمد)

ف ۔ اس کے بعد یہ واقعات ہوں گے۔

الف ۔ صور پھونکا جاوے گا۔

ب ۔ سب مردے زندہ ہوں گے۔

ج ۔ میدان محشر کی بڑی بڑی ہولیں ہوں گی۔

د ۔ حساب کتاب ہوگا۔

ہ ۔ اعمال تولے جائیں گے کسی کا حق رہ گیا ہوگا اس کو

نیکیاں دلائی جائیں۔

و۔ خوش قسمتوں کو حوض کوثر کا پانی ملے گا۔

ز۔ پل صراط پر چلنا ہوگا۔

ح۔ بعضے گناہوں کی سزا کے لئے جہنم میں عذاب ہوگا۔

ط۔ ایمان والوں کی شفاعت ہوگی۔

ی۔ جنتی جنت میں جاویں گے وہاں حق تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

ان سب واقعات کی تفصیل اکثر مسلمانوں کے کان میں بارہا پڑی ہے اور جس نے نہ سُنا ہو یا پھر معلوم کرنا چاہے شاہ رفیع الدین صاحبؒ کا قیامت نامہ اُردو پڑھ لے۔ ان سب باتوں کو سوچا کرے اگر سوچنے کا زیادہ وقت نہ ملے تو سوتے ہی وقت ذرا اچھی طرح سوچ لیا کرے۔ یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں۔ فقط

اشرف علی عفی عنہ

روح بست و دوم

گناہوں سے بچنا

گناہ ایسی چیز ہے کہ اگر اس میں سزا بھی نہ ہوتی تب بھی یہ سوچ کر اس سے بچنا ضروری تھا کہ اس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہو جاتی ہے اگر دنیا میں کوئی اپنے ساتھ احسان کرتا ہو اس کو ناراض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات تو بندہ کے ساتھ بے شمار ہیں۔ اس کے ناراض کرنے کی کیسے ہمت ہوتی ہے اور اب تو سزا کا بھی ڈر ہے خواہ دنیا میں بھی[عہ] سزا ہو جاوے یا صرف آخرت میں چنانچہ دنیا میں ایک سزا یہ بھی ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے کہ اس شخص کو دنیا سے رغبت اور آخرت سے وحشت ہو جاتی ہے اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس سے دل کی مضبوطی اور دین کی پختگی جاتی رہتی ہے جیسا روح بست و یکم کے شروع مضمون سے بھی یہ صاف سمجھا[عہ۲] جاتا ہے تو اس حالت میں تو گناہ کے پاس

عہ کما فسر بہ فی الحدیث قولہ تعالیٰ من یعمل سوء یجز بہ ۱۲

عہ۲ وھو مصرح فی الحدیث الآتی ۱۲

بھی نہ پھٹکنا چاہیئے خواہ دل[عہ] کے گناہ ہوں خواہ ہاتھ پاؤں کے، خواہ زبان کے پھر خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں خواہ بندوں کے ہوں اور یہ سزا تو سب گناہوں میں مشترک ہے اور بعض بعض گناہوں میں خاص خاص سزائیں بھی آئی ہیں ان سب باتوں کے متعلق حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جب گناہ کرتا ہے اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ ہوجاتا ہے پھر اگر توبہ و استغفار کرلیا تو اس کا قلب صاف ہوجاتا ہے، اور اگر (گناہ میں) زیادتی کی تو وہ (سیاہ دھبہ) اور زیادہ ہوجاتا ہے سو یہی ہے وہ زنگ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) فرمایا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں (جیسا وہ لوگ سمجھتے ہیں) بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال (بد) کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔ (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

۲۔ حضرت معاذؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے کو گناہ سے بچانا کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوجاتا ہے۔ (احمد)

۳۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو تمہاری بیماری اور دوا نہ بتلادوں سن لو

عہ قال تعالیٰ وذروا ظاہر الاثم وباطنہ ۱۲

کہ تمہاری بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے۔ (عین ترغیب از بیہقی والا شبہ انہ قول قتادۃ)

۴۔ انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلوں میں ایک قسم کا زنگ لگ جاتا ہے (یعنی گناہوں سے) اور اس کی صفائی استغفار ہے۔ (عین ترغیب از بیہقی)

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔ (عین جزاء الاعمال از مسند احمد غالباً)

ف۔ ظاہر میں بھی محروم ہو جانا تو کبھی ہوتا ہے اور رزق کی برکت سے محروم ہو جانا ہمیشہ ہوتا ہے۔

۶۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے، پانچ چیزیں ہیں میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ان کو پاؤ، جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو اُن کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں، اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی قحط اور تنگی اور ظلمِ حکام میں مبتلا ہوگی، اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاوے گا اُن سے بارانِ رحمت۔ اگر بہائم

بھی نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی، اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرما دے گا اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمن کو غیر قوم سے پس بجبر لے لیں گے وہ ان کے اموال کو۔ (عین جزاء الاعمال از ابن ماجہ)

۷۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب کسی قوم میں خیانت ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے اور جو قوم ناحق فیصلہ کرنے لگی ان پر دشمن مسلط کر دیا گیا۔ (مالک)

۸۔ ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب زمانہ آرہا ہے کہ (کفار کی) تمام جماعتیں تمہارے مقابلہ میں ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کھانے والے اپنے خوان کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا اور ہم اس روز (کیا) شمار میں کم ہوں گے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم اُس روز بہت ہو گے لیکن تم کوڑہ (اور ناکارہ) ہو گے جیسے رو میں کوڑا آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ یہ کمزوری کیا چیز ہے (یعنی اس کا سبب کیا ہے) آپ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔
(ابوداؤد و بیہقی)

۹۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں سے (گناہوں کا) انتقام لینا چاہتا ہے بچے بکثرت

مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں۔ (عین جزاء الاعمال از ابن ابی الدنیا)

۱۰۔ ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" بادشاہوں کا مالک ہوں بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں ان کے (بادشاہوں کے) دلوں کو ان پر رحمت اور شفقت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں میں ان بادشاہوں کے دلوں کو غضب اور عقوبت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں پھر وہ ان کو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں۔ (آہ مختصراً) (ابو نعیم)

۱۱۔ وہبؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضبناک ہوتا ہوں اور لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک پہنچتا ہے۔ (عین جزاء الاعمال از احمد)

ف۔ یہ مطلب نہیں کہ سات پشت پر لعنت ہوتی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے نیک ہونے سے جو اولاد کو برکت ملتی وہ نہ ملے گی۔

۱۲۔ وکیع سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا خود ہجو کرنے لگتا ہے۔ (عین جزاء الاعمال از احمد)

ف۔ اِن حدیثوں میں زیادہ تر مطلق گناہ کی خرابیاں مذکور ہیں

اب بعض بعض گناہوں کی خاص خاص خرابیاں بھی لکھی جاتی ہیں۔

۱۳۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سُود کھانے والے (یعنی لینے والے) پر اور اس کے کھلانے والے (یعنی دینے والے) پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہ پر اور فرمایا یہ سب برابر ہیں (یعنی بعضی باتوں میں)۔ (مسلم)

۱۴۔ ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کبائر کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص مر جاوے اور اس پر دَین (یعنی کسی کا حق مالی) ہو اور اس کے ادا کرنے کے لئے کچھ نہ چھوڑ جاوے (اھ مختصراً احمد و ابوداؤد)

۱۵۔ ابی حرہ رقاشیؓ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سنو ظلم مت کرنا سنو کسی کا مال حلال نہیں بدون اس کی خوش دلی کے۔ (بیہقی و دارقطنی)

ف۔ اس میں جیسے کھلم کھلا کسی کا حق چھین لینا یا مار لینا آگیا۔ جیسے کسی کا قرض یا میراث کا حصہ وغیرہ دبا لینا، ایسے ہی جو چندہ دباؤ سے یا شرم و لحاظ سے لیا جاتا ہے وہ بھی آگیا۔

۱۶۔ سالم اپنے باپؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کسی کی) زمین سے بدون حق کے ذرا سی بھی لے لے (احمد کی ایک حدیث میں ایک بالشت آیا ہے) اس کو قیامت کے روز ساتوں زمین میں دھنسا دیا جاوے گا۔ (بخاری)

۱۷۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر (ابوداؤد وابن ماجہ وترمذی) اور ثوبان کی روایت میں یہ بھی زیادہ ہے اور (لعنت فرمائی ہے) اس شخص پر جو ان دونوں کے بیچ میں معاملہ ٹھیرانے والا ہو۔ (احمد وبیہقی)

ف۔ البتہ جہاں بدون رشوت دیئے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے وہاں دینا جائز ہے مگر لینا وہاں بھی حرام ہے۔

۱۸۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور جوئے سے منع فرمایا الخ (ابوداؤد)

ف۔ شراب میں سب نشہ کی چیزیں آگئیں اور جوئے میں بمیہ ولاٹری وغیرہ سب آگئی۔

۱۹۔ ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی سب چیزوں سے منع فرمایا ہے جو نشہ لاوے (یعنی عقل میں فتور لاوے) یا جو حواس میں فتور لاوے۔ (ابوداؤد)

ف۔ اس میں افیون بھی آگئی اور بعضے حقے بھی آگئے جن سے دماغ یا ہاتھ پاؤں بیکار ہو جاویں۔

۲۰۔ ابوامامہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو میرے رب نے حکم دیا ہے باجوں کے مٹانے کا جو ہاتھ سے بجائے جاویں اور جو منھ سے

بجائے جاویں۔ الخ۔ (احمد)

۲۱۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا ہے اور زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے کسی کا ہاتھ وغیرہ) پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اٹھا (کرجا) نا ہے اور قلب (کا زنا یہ ہے کہ وہ) خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے الخ (مسلم)

ف۔ اور لڑکوں کے ساتھ ایسی باتیں یا ایسے کام کرنا اس سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے اور اس حدیث کے ساتھ اس سے پہلی حدیث کو ملا کر دیکھنا چاہیئے کہ ناچ رنگ میں کتنے گناہ جمع ہیں۔

۲۲۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ (کی نافرمانی کرکے ان) کو تکلیف دینا اور بے خطا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

۲۳۔ حضرت انسؓ سے اس حدیث میں بجائے اس کے جھوٹی گواہی دینا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲۴۔ ابوہریرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) یہ چیزیں بھی ہیں۔ یتیم کا مال کھانا اور (جنگجو کافر کی) جنگ کے وقت (جب شرع

؎ لقولہ تعالیٰ اتاتون الرجال ۱۲

کے موافق جنگ ہو) بھاگ جانا اور پارسا ایمان والی بیبیوں کو جن کو (ایسی بری باتوں کی) خبر بھی نہیں تہمت لگانا۔ (بخاری ومسلم)

۲۵- ابوہریرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) یہ چیزیں بھی ہیں زنا کرنا۔ چوری کرنا۔ ڈکیتی کرنا۔ (بخاری ومسلم)

۲۶- عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں جسمیں وہ چاروں ہیں وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک اسکو چھوڑ نہ دیگا (وہ خصلتیں یہ ہیں) جب اسکو امانت دیجائے (خواہ مال ہو یا کوئی بات ہو) وہ خیانت کرے اور جب بات کہے جھوٹ بولے اور جب عہد کرے اسکو توڑ ڈالے اور جب کسی سے جھگڑے تو گالیاں دینے لگے۔ (بخاری ومسلم) اور ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب وعدہ کرے خلاف کرے۔

۲۷- صفوان بن عسالؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی حکم ارشاد فرمائے ان میں یہ بھی ہے کہ کسی بے خطا کو کسی حاکم کے پاس مت لے جاؤ کہ وہ اسکو قتل کرے (یا اس پر کوئی ظلم کرے) اور جادو مت کرو الخ (ترمذی وابوداؤد ونسائی) اور ان گناہوں پر عذاب کی وعیدیں آئی ہیں۔ حقارت سے کسی کو ہنسنا۔ کسی پر طعن کرنا۔ برے لقب سے پکارنا۔ بدگمانی کرنا۔ کسی کا عیب تلاش کرنا۔ غیبت کرنا۔ بلاوجہ برا بھلا کہنا چغلی کھانا۔ دورویہ ہونا۔ یعنی اس کے منھ پر ایسا اس کے منھ پر ویسا۔ تہمت لگانا دھوکا دینا۔ عار دلانا۔ کسی کے نقصان پر خوش ہونا۔ تکبر و فخر کرنا۔ ضرورت

کے وقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا۔ کسی کے مال کا نقصان کرنا۔ کسی کی آبرو پر صدمہ پہنچانا۔ چھوٹوں پر رحم نہ کرنا۔ بڑوں کی عزت نہ کرنا۔ بھوکوں ننگوں کی حیثیت کے موافق خدمت نہ کرنا۔ کسی دنیوی رنج سے بولنا چھوڑ دینا۔ جاندار کی تصویر بنانا۔ زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا۔ ہٹے کٹے کو بھیک مانگنا۔ ان امور کے متعلق آیتیں اور حدیثیں روح نہم و نوزدہم میں گذر چکی ہیں۔ ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا کافروں کا یا فاسقوں کا لباس پہننا۔ عورتوں کے لئے مردانہ وضع بنانا جیسے مردانہ جوتہ پہننا ان کا بیان روح بست و پنجم میں آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور بہت سے گناہ ہیں نمونہ کے طور پر لکھ دیئے سب سے بچنا چاہیئے اور جو گناہ ہو چکے ہیں ان سے توبہ کرتا رہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ

۲۸۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہ تھا۔ (بیہقی مرفوعاً وشرح السنہ موقوفاً) البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہل حقوق سے بھی معاف کرائے۔ چنانچہ

۲۹۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ذمہ اُس کے بھائی (مسلمان) کا کوئی حق ہو آبرو کا یا اور کسی چیز کا اس کو آج معاف کرالینا چاہیئے اس سے پہلے کہ نہ دینار ہو گا نہ درہم ہو گا (بخاری) (مراد قیامت کا دن ہے) بقیہ

۳۰۔اگر اس کے پاس کوئی نیک عمل ہوا تو بقدر اس کے حق کے اس سے لے لیا جاوے گا (اور صاحب حق کو دے دیا جاوے گا) اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو دوسرے کے گناہ لے کر اس پر لاد دیئے جائیں گے۔(عین جمع الفوائد از مسلم و ترمذی) یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی ہیں اور بعضی حدیث جو دوسری کتاب کی ہے وہاں لفظ عین لکھ دیا ہے۔

اشرف علی عفی عنہ

روح بست و سوم

صبر و شکر کرنا

انسان کو جو حالتیں پیش آتی ہیں خواہ اختیاری ہوں خواہ غیر اختیاری، وہ دو طرح کی ہوتی ہیں یا تو طبیعت کے موافق ہوتی ہیں ایسی حالت کو دل سے خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اور اس پر خوش ہونا اور اپنی حیثیت سے اس کو زیادہ سمجھنا اور زبان سے خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس نعمت کا گناہوں میں استعمال نہ کرنا یہ شکر ہے اور یا وہ حالتیں طبیعت کے موافق نہیں ہوتیں بلکہ نفس کو ان سے گرانی اور ناگواری ہوتی ہے ایسی حالت کو یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں میری کوئی مصلحت رکھی ہے اور شکایت نہ کرنا اور اگر وہ کوئی حکم ہے تو اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اگر وہ کوئی مصیبت ہے تو مضبوطی سے. اُس کی سہار کرنا اور پریشان نہ ہونا یہ صبر ہے اور چونکہ صبر زیادہ مشکل ہے اس لئے اس کا بیان شکر سے پہلے بھی کرتا ہوں اور زیادہ بھی کرتا ہوں، اول اس کے کثرت سے پیش آنے والے موقعے بطور مثال کے بتلاتا ہوں پھر اس کے

متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔ وہ مثالیں یہ ہیں مثلاً نفس دین کے کاموں سے گھبراتا ہے اور بھاگتا ہے یا گناہ کے کاموں کا تقاضا کرتا ہے خواہ نماز روزہ سے جی چراتا ہے یا حرام آمدنی کو چھوڑنے سے یا کسی کا حق دینے سے ہچکچاتا ہے ایسے وقت ہمت کرکے دین کے کام کو بجالاوے اور گناہ سے رُکے اگرچہ دونوں جگہ کسی قدر تکلیف ہی ہو۔ کیونکہ بہت جلدی اس تکلیف سے زیادہ آرام اور مزہ دیکھے گا اور مثلاً اس پر کوئی مصیبت پڑگئی خواہ فقر و فاقہ کی خواہ بیماری کی خواہ کسی کے مرنے کی، خواہ کسی دشمن کے ستانے کی، خواہ مال کے نقصان ہوجانے کی ایسے وقت میں مصیبت کی مصلحتوں کو یاد کرے اور سب سے بڑی مصلحت ثواب ہے جس کا مصیبت پر وعدہ کیا گیا ہے، اور اس مصیبت کا بلا ضرورت اظہار نہ کرے اور دل میں ہر وقت اس کی سوچ بچار نہ کرے اس سے ایک خاص سکون پیدا ہوجاتا ہے البتہ اگر اس مصیبت کی کوئی تدبیر ہو جیسے حلال مال کا حاصل کرنا یا بیماری کا علاج کرنا یا کسی صاحب قدرت سے مدد لینا یا شریعت سے تحقیق کرکے بدلہ لے لینا یا دعا کرنا اس کا کچھ مضائقہ نہیں اور مثلاً دین کے کام میں کوئی ظالم روک ٹوک کرے یا دین کو ذلیل کرے۔ وہاں جان کو جان نہ سمجھے مگر قانون عقلی اور قانون شرعی کے خلاف نہ کرے یہ صبر کی ضروری مثالیں ہیں آگے

آیتیں اور حدیثیں ہیں۔

۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (اگر تم کو حبِّ مال و جاہ کے غلبہ سے ایمان لانا دشوار ہو تو) تم مدد لو صبر اور نماز سے۔ (بقرہ آیت ۱۵۳)

ف۔ یہاں صبر کی صورت شہواتِ خلاف شرع کا ترک کرنا ہے۔

۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے (جو دشمنوں کے ہجوم یا حوادث کے نزول سے پیش آوے) اور کسی قدر فقر و فاقہ سے اور کسی قدر مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے (مثلاً مواشی مر گئے یا کوئی آدمی مر گیا یا بیمار ہو گیا یا پھل اور کھیتی کی پیداوار تلف ہو گئی) اور آپ (اِن موقعوں میں) صبر کرنے والوں کو بشارت سُنا دیجئے الخ (البقرہ آیت ۱۵۵)

۳۔ (پہلی اُمتوں کے مخلصین کے باب میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو نہ ہمت ہاری اُنھوں نے اِن مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ ان کے (قلب یا بدن) کا زور گھٹا اور نہ وہ (دشمن کے سامنے) دبے (کہ اُن سے عاجزی اور خوشامد کی باتیں کرنے لگے ہوں) اور اللہ

تعالیٰ کو ایسے صابرین (یعنی مستقل مزاجوں) سے محبت ہے (جو دین کے کام میں ایسے ثابت رہیں) (آل عمران۔ آیت ۱۴۶)

۴۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ (احکام دین پر) صابر (ثابت قدم) رہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر ان کو ضرور دیں گے۔ (نحل۔ آیت ۹۶)

۵۔ اللہ تعالیٰ نے ایک طویل آیت میں دوسرے اعمال کے ساتھ یہ بھی فرمایا۔ اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں (پھر اخیر میں فرمایا) ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (احزاب۔ آیت ۳۵)

ف۔ اس میں سب قسمیں صبر کی آگئیں صبر طاعات پر اور صبر معاصی سے اور صبر مصائب پر۔

۶۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیزیں نہ بتلاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے لوگوں نے عرض کیا ضرور بتلائیے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وضو کا کامل کرنا ناگواری کی حالت میں (کہ کسی وجہ سے وضو کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے مگر پھر ہمت کرتا ہے) اور بہت سے قدم ڈالنا مسجدوں کی طرف (یعنی دور سے آنا یا بار بار آنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا الخ (مسلم و ترمذی)

ف - ایسے وقت وضو کرنا صبر کی ایک مثال ہے۔

۷ - ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ مجھ کو میرے دلی محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا اگرچہ تیری بوٹیاں کاٹ دی جاویں اور تجھ کو (آگ میں) جلا دیا جاوے۔ الخ (ابن ماجہ)

ف - ایسے وقت ایمان پر قائم رہنا صبر کی ایک مثال ہے اور کسی ظالم کی زبردستی کے وقت جو ایسی بات یا ایسا کام شرع سے معاف ہے وہ شرک و کفر میں داخل نہیں کیونکہ دل تو ایمان سے بھرا ہے۔

۸ - ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰؓ کو ایک لشکر پر سردار بنا کر دریا کے (سفر) میں بھیجا ان لوگوں نے اسی حالت میں اندھیری رات میں کشتی کا بادبان کھول رکھا تھا (اور کشتی چل رہی تھی) اچانک ان کے اوپر سے کسی پکارنے والے نے پکارا اے کشتی والو ٹھیرو میں تم کو خدا تعالیٰ کے ایک حکم کی خبر دیتا ہوں جو اس نے اپنی ذات پر مقرر کر رکھا ہے، ابو موسیٰ نے کہا اگر تم کو خبر دینا ہے تو ہم کو خبر دو۔ اس پکارنے والے نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ بات مقرر کر لی ہے کہ جو شخص گرمی کے دن میں (روزہ رکھ کر) اپنے کو پیاسا رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو پیاس کے دن (یعنی قیامت میں

جب پیاس کی شدت ہو گی) سیراب فرماویگا۔ (عین ترغیب از بزار)

ف ۔ یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے۔

۹۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اس میں اٹکتا ہو اور وہ اس کو مشکل لگتا ہو اس کو دو ثواب ملیں گے۔ (بخاری و مسلم)

ف ۔ یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے اور یہ پوری حدیث روحِ سوم نمبر ۳ میں گذر چکی ہے۔

۱۰۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب میں زیادہ پیارا عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ (بخاری و مسلم)

ف ۔ ظاہر ہے کہ اِس طرح ہمیشہ نباہنے میں ضرور کسی نہ کسی وقت نفس کو دشواری ہوتی ہے اِس لئے یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے۔

۱۱۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ گھیری ہوئی ہے (حرام) خواہشوں کے ساتھ اور جنت گھیری ہوئی ہے ناگوار چیزوں کے ساتھ۔ (مسلم)

ف ۔ جو عبادتیں نفس پر دشوار ہیں اور جن گناہوں سے بچنا دشوار ہے اس میں سب آ گئے۔

۱۲۔ ابو ہریرہ و ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو کوئی مصیبت یا کوئی مرض یا کوئی فکر یا کوئی رنج یا کوئی تکلیف یا کوئی غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ کانٹا جو چُبھ جاوے مگر اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے اس کے گناہ معاف فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۳۔ حضرت عائشہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو طاعون واقع ہونے کے وقت اپنی بستی میں صبر کئے ہوئے ثواب کی نیت کیئے ہوئے ٹھیرا رہے اور یہ اعتقاد رکھے کہ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے (تقدیر میں) لکھ دیا ہے مگر ایسے شخص کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔ (بخاری) اگرچہ مرے نہیں اور مرنے میں بڑے درجہ کی شہادت ہے۔ (مسلم وغیرہ)

ف۔ لیکن گھر بدلنا یا محلہ بدلنا یا اسی بستی کے جنگل میں چلا جانا اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ بیمار دل اور مردوں کے حقوق ادا کرتا رہے۔

۱۴۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے بندہ کو اُس کی دو پیاری چیزوں (کی مصیبت) میں مبتلا کردوں (اس سے مراد دو آنکھیں ہیں جیسا راوی نے یہی تفسیر اسی حدیث میں کی ہے یعنی اُس کی آنکھیں جاتی رہیں) پھر وہ صبر کرے میں ان دونوں

کے عوض میں اس کو جنت دوں گا۔ (بخاری)

۱۵۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے مومن بندہ کے لئے جبکہ میں دنیا میں رہنے والوں میں سے اُس کے کسی پیارے کی جان لے لوں پھر وہ اس کو ثواب سمجھے (اور صبر کرے تو ایسے شخص کے لئے) میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں۔ (بخاری)

ف۔ وہ پیارا خواہ اولاد ہو یا بی بی ہو یا شوہر ہو یا اور کوئی رشتہ دار ہو یا دوست ہو۔

۱۶۔ ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندہ کا بچہ مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچہ کی جان لے لی وہ کہتے ہیں ہاں پھر فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا۔ وہ کہتے ہیں ہاں پھر فرماتا ہے میرے بندہ نے کیا کہا۔ وہ کہتے ہیں آپ کی حمد (وثنا) کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (احمد و ترمذی)

۱۷۔ ابودرداءؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور ان کی طرف متوجہ ہو کر ہنستا ہے (جیسا اسکی

شان کے لائق ہے) اور ان کی حالت پر خوش ہوتا ہے (ان تین میں) ایک وہ (بھی) ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے جان دینے کو تیار ہوگیا (جہاں اس کی شرطیں پائی جاویں) پھر خواہ جان جاتی رہی اور خواہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غالب کردیا اور اس کی طرف سے کافی ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندہ کو دیکھو میرے لئے کس طرح اپنی جان کو صابر بنادیا۔ (اھ مختصراً عین ترغیب از طبرانی) یہ صبر کا بیان ہوچکا اب کچھ شکر کا بیان کرتا ہوں اور یہ شکر جس طرح خود اپنی ذات میں بھی ایک عبادت ہے اسی طرح اس میں ایک یہ بھی خاصیت ہے کہ اس سے ایک دوسری عبادت یعنی صبر آسان ہوجاتا ہے عقلی طور سے بھی اور طبعی طور سے بھی۔ عقلی طور سے تو اس طرح کہ جب اللہ کی نعمتوں کے سوچنے کی اور ان پر خوش ہونے کی (جو کہ شکر میں لازم ہے) عادت پختہ ہوجائے گی تو مصیبت وغیرہ کے وقت یہ بھی سوچے گا کہ جس ذات پاک کے اتنے احسانات ہوتے رہتے ہیں اگر اس کی طرف سے کوئی تکلیف بھی پیش آگئی اور وہ بھی ہماری ہی مصلحت اور ثواب کے لئے (جیسا اوپر حدیثوں سے معلوم ہوا) تو اس کو خوشی سے برداشت کرنا چاہئے جیسے دنیا میں اپنے محسنوں کی سختیاں خوشی سے گوارا کرلی جاتی ہیں۔ خاصکر جب بعد میں انعام بھی ملتا ہو، اور طبعی طور پر اس طرح کہ

عـــہ حقیقت اس کی شروع مضمون میں لکھی گئی ۱۲

نعمتوں کے سوچنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت ہو جائے گی اور جس سے محبت ہوتی ہے اس کی سختی ناگوار نہیں ہوتی جیسا دنیا میں عاشق کو اپنے معشوق کی سختیوں میں خاص لطف آتا ہے۔ آگے اس شکر کے متعلق آیتیں اور حدیثیں آتی ہیں۔

۱۸۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یاد کرو میں تم کو (رحمت سے) یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔ (بقرہ۔ آیت ۱۵۲)

۱۹۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ہم بہت جلد جزا دیں گے شکر کرنے والوں کو۔ (آل عمران۔ آیت ۱۴۵)

۲۰۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر تم (میری نعمتوں کا) شکر کرو گے میں تم کو زیادہ نعمت دوں گا (خواہ دنیا میں بھی یا آخرت میں تو ضرور) اور اگر تم ناشکری کرو گے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے (ناشکری میں اس کا احتمال ہے)۔ (ابراہیم۔ آیت ۷)

۲۱۔ ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص کو مل گئیں اسکو دنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں، دل شکر کرنے والا اور زبان ذکر کرنے والی اور بدن جو بلا پر صابر ہو اور بی بی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں اس سے خیانت نہیں کرنا چاہتی۔ (بیہقی)

خلاصہ۔ کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو، خواہ طبیعت کے موافق خواہ طبیعت کے مخالف اول حالت

پر شکر کا حکم ہے، دوسری حالت پر صبر کا حکم ہے، تو صبر و شکر ہر وقت کے کرنے کے کام ہوئے۔

مسلمانو! اس کو نہ بھولنا پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت و راحت میں رہو گے۔ یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی ہیں اور جو دوسری کتاب سے لی ہے اس پر لفظ عین لکھ دیا ہے فقط

اشرف علی عفی عنہ

روح بست وچہارم

مشورہ کے قابل امور میں دیانتدار خیر خواہوں سے مشورہ لینا

اور آپس میں محبت اور ہمدردی اور اتفاق رکھنا اور معاملات یعنی لین دین وغیرہ میں اور معاشرات یعنی میل جول میں اس کا خیال رکھنا کہ میرے ہاتھ سے کسی کو نقصان یا میری بات سے کسی کو دھوکہ نہ ہو اور اس کا نام صفائی معاملہ ہے، اور اس کا خیال رکھنا کہ میرے برتاؤ سے کسی کو ظاہری تکلیف یا باطنی تنگی یا پریشانی یا گرانی نہ ہو، اور اس کا نام حسنِ معاشرت ہے۔ یہ تین چیزیں ہوئیں۔ مشورہ اتفاق صفائی معاملہ وحسن معاشرت اور یہ تینوں چیزیں مستقل طور پر بھی مقصود ہیں (یعنی ان کا الگ الگ بھی حکم ہے) جیسا آگے آنے والی آیتوں اور حدیثوں سے معلوم ہوگا اور ایک کا دوسرے سے خاص تعلق بھی ہے مثلاً مشورہ پر اسی وقت بھروسہ

عہ آگے آتا ہے کہ ایسے کام کون سے ہیں ۱۲

ہو سکتا ہے جب مشورہ والوں میں باہم محبت واتفاق ہو اور محبت واتفاق اسی وقت قائم رہ سکتا ہے جب ایک کو دوسرے سے کوئی نقصان یا تکلیف ظاہری یا باطنی نہ پہنچی ہو۔ اسی طرح دوسری طرف سے لو کہ کسی کو تکلیف یا نقصان سے بچانے کا خیال پورے پورے طور سے تب ہی ہو سکتا ہے جب اس سے محبت و ہمدردی ہو اور اتفاق و محبت کو پوری ترقی اس سے ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے مشورہ میں شریک رکھے۔ اس خاص تعلق کی وجہ سے ان تینوں چیزوں کو مثل ایک ہی چیز کے قرار دے کر سب کا ساتھ ہی ذکر کیا جاتا ہے۔ اب ترتیب سے ایک ایک عہ کا بیان کرتا ہوں۔

مشورہ۔ اس میں دنیا کا بھی فائدہ ہے کہ اس سے کاموں میں غلطی کم ہوتی ہے۔ چنانچہ

۱۔ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اطمینان کے ساتھ کام کرنا اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔ (ترمذی)

ف۔ اور ظاہر ہے کہ مشورہ میں جلد بازی کا انسداد ہے اور یہ ان ہی امور میں ہے جس میں دیر کی گنجائش ہے اور دین کا بھی فائدہ ہے کہ شریعت میں اس کی فضیلت آئی ہے۔ چنانچہ

۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (اے پیغمبر) ان (صحابہ) سے خاص خاص

عہ اشارۃ الی کون اللام للعھد ۱۲

باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رائے پختہ کرلیں (خواہ^عہ وہ ان کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو) سو خدا تعالیٰ پر اعتماد (کرکے اسی کام کو کرڈالا) کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔
(آل عمران۔ آیت ۱۵۹)

ف۔ خاص خاص باتوں سے مراد وہ امور ہیں جن میں وحی نازل نہ ہوئی ہو اور مہتم بالشان بھی ہوں یعنی معمولی نہ ہوں کیونکہ وحی کے بعد اس کی گنجائش نہیں اور معمولی کاموں میں مشورہ منقول نہیں۔ جیسے دو وقت کا کھانا وغیرہ۔

۳۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کی سرگوشیوں میں خیر (یعنی ثواب اور برکت) نہیں ہوتی، ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ (خیر) خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم و ترغیب کی تکمیل و انتظام کے لئے تدبیریں اور مشورہ کرتے ہیں ان کی سرگوشی میں البتہ خیر یعنی ثواب و برکت ہے۔ (نساء۔ آیت ۱۱۴)

ف۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اوقات مشورہ خفیۃً ہی مصلحت ہے۔

۴۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان (مؤمنین کا ہر کام (جو قابل مشورہ ہو،

عہ یدل علیہ الاطلاق ۱۲

جس کا بیان اوپر آچکا ہے) آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے۔
(شوریٰ۔ آیت ۳۸)

ف - مشورہ پر مومنین کی مدح فرمانا مشورہ کی مدح کی صاف دلیل ہے۔

۵- انسؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (واقعہ بدر میں جانے کے متعلق صحابہ سے) مشورہ فرمایا۔ الخ (عین مسلم)

۶- میمون بن مہرانؒ سے روایت ہے کہ (کسی مقدمہ میں جب) حضرت ابوبکرؓ (کو قرآن و حدیث میں حکم نہ ملتا تو) بڑے لوگوں کو اور نیک لوگوں کو جمع کرکے ان سے مشورہ لیتے جب ان کی رائے متفق ہوجاتی تو اس کے موافق فیصلہ فرماتے (عین حکمت بالغہ عن ازالۃ الخفاء عن الدارمی)

ف - رائے کا متفق ہونا عمل کی شرط نہیں۔ (لعزمہ علی قتال مانعی الزکوٰۃ مع اختلاف الجماعۃ)

۷- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے اہل مشورہ علماء ہوتے تھے خواہ بڑی عمر کے ہوں یا جوان ہوں۔ (عین بخاری)

ف - اخیر کی تین حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا معمول تھا مشورہ لینے کا۔

۸- جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اس کو مشورہ دینا چاہیئے (عین ابن ماجہ) اب مشورہ کے کچھ آداب ذکر کئے جاتے ہیں۔

۹۔ کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی معرکہ کا ارادہ فرماتے تو اکثر دوسرے واقعہ کا پردہ فرماتے الخ۔ (بخاری)

ف۔ اِس سے معلوم ہوا کہ جس مشورہ کا ظاہر کرنا مضر ہو اس کو ظاہر نہ کرنا چاہیئے۔

۱۰۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجلسیں امانت کی ساتھ ہیں (یعنی کسی مجلس میں کسی معاملہ کے متعلق کچھ باتیں ہوں ان کو باہر ذکر نہ کرنا چاہیئے۔ اس میں مشورہ کی مجلس بھی آگئی) مگر تین مجلسیں الخ (ابوداؤد)

ف۔ ان تین مجلسوں کا حاصل یہ ہے کہ کسی کی جان یا مال یا آبرو لینے کا مشورہ یا تذکرہ ہو اس کو چھپانا جائز نہیں اور جب خاص آدمی کے ضرر کے شبہ میں ظاہر کرنا گناہ ہے تو جس کے ظاہر کرنے میں عام مسلمانوں کا ضرر ہو اس کا ظاہر کرنا تو اور زیادہ گناہ ہوگا چنانچہ:

۱۱۔ حاطب بن ابی بلتعہؓ نے بدنیتی سے نہیں بلکہ غلط فہمی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا ہی راز کفار مکہ کو پہنچا دیا

تھا، اس پر سورۂ ممتحنہ کی شروع کی آیتوں میں تنبیہ کی گئی (عین در منثور از کتب حدیث) بلکہ جس معاملہ کا بھی تعلق عام مسلمانوں سے ہو اگرچہ اس کے ظاہر کرنے میں کوئی نقصان بھی معلوم نہ ہوتا ہو تب بھی بجز ان لوگوں کے جو عقل اور شرع کے موافق اس معاملہ کو ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں عام لوگوں کو اس کا ظاہر کرنا نہ چاہئیے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے نقصان کی طرف اس شخص کی نگاہ نہ پہنچی ہو۔ چنانچہ:

۱۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جب ان لوگوں کو کسی امر (جدید) کی خبر پہنچتی ہے خواہ (وہ امر موجب) امن ہو یا (موجب) خوف تو اس (خبر) کو (فوراً) مشہور کر دیتے ہیں (اس میں ایسے اخبار اور ایسے جلسے بھی آ گئے حالانکہ کبھی وہ غلط ہوتی ہے کبھی اس کا مشہور کرنا خلاف مصلحت ہوتا ہے) اور اگر (بجائے خود مشہور کرنے کے) یہ لوگ اس (خبر) کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے) کے اوپر اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں (یعنی اکابر صحابہ ان کی رائے) کے اُوپر حوالے رکھتے (اور خود کچھ دخل نہ دیتے) تو اس کو وہ حضرات پہچان لیتے جو ان میں تحقیق کر لیا کرتے ہیں (پھر جیسا یہ حضرات عملدرآمد کرتے ویسا ہی ان خبر اڑانے والوں کو کرنا چاہئیے تھا) (نساء۔ آیت ۸۳)

ف۔ اور اس آیت سے اکثر اخباروں کا خلاف حدود ہونا معلوم ہو گیا البتہ جو اخبار حدود کے اندر ہوں اس کا مفید ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ یعنی

۱۳- ابن ابی ہالہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے حالات کی تلاش رکھتے تھے اور (خاص) لوگوں سے پوچھتے رہتے کہ (عام) لوگوں میں کیا واقعات (ہو رہے) ہیں۔ (عین شمائل ترمذی)

اتفاق: ۱۴- فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو (یعنی اللہ تعالےٰ کے دین کو) اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نا اتفاقی مت کرو۔ الخ (آل عمران آیت ۱۰۳)

۱۵- فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان (مسلمانوں) کے دلوں میں اتفاق پیدا کر دیا۔ (انفال۔ آیت ۶۳)

ف۔ احسان کے موقع پر ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ اتفاق بڑی نعمت ہے۔

۱۶- فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (تمام اُمور میں) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت (کا لحاظ) کیا کرو (کہ کوئی کام خلاف شرع نہ ہو) اور آپس میں نزاع مت کرو۔ ورنہ (باہمی نا اتفاقی سے) کم ہمت ہو جاؤ گے (کیونکہ قوتیں منتشر ہو جائیں گی ایک کو دوسرے پر وثوق نہ ہوگا اور اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے) اور تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی (مراد اس سے بد رعبی ہے کیونکہ دوسروں کو اس نا اتفاقی کی اطلاع ہونے سے یہ امر لازمی ہے)۔ (انفال۔ آیت ۴۶)

ف۔ اس میں نا اتفاقی کی برائی اور اصل چیز اللہ و رسول کی

اطاعت یعنی دین کا ہونا مذکور ہے۔

۱۷۔ ابوالدرداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز کی خبر نہ دوں جو (اپنے بعض آثار کے اعتبار سے) روزہ اور صدقہ (زکوٰۃ) اور نماز کے درجہ سے بھی افضل ہے لوگوں نے عرض کیا ضرور خبر دیجئے آپ نے فرمایا وہ آپس کے تعلقات کو درست رکھنا ہے اور آپس کا بگاڑ (دین کو) مونڈ دینے والی چیز ہے (ابوداؤد و ترمذی) اور جن باتوں سے اتفاق پیدا ہوتا ہے یا اتفاق قائم رہتا ہے یعنی آپس کے حقوق کا خیال رکھنا اور جن سے نااتفاقی ہوتی ہے یعنی آپس کے حقوق میں کوتاہی کرنا ان کا بیان روح نہم میں ہو چکا ہے صفائی معاملہ وحسن معاشرت۔ جن لوگوں کو دین کا تھوڑا سا بھی خیال ہے وہ پہلی بات کا یعنی صفائی معاملہ کا تو کچھ خیال کرتے بھی ہیں اور اس کو دین کی بات بھی سمجھتے ہیں اور مسائل نہ جاننے سے کچھ کوتاہی ہو جاوے تو اور بات ہے اس کا آسان علاج یہ ہے کہ میرا رسالہ صفائی معاملات اور پانچواں حصہ بہشتی زیور کا دیکھ لیں یا سن لیں جو معاملہ پیش آیا کرے اس کا حکم کسی عالم سے پوچھ لیا کریں اور اگر خود کوئی خیال نہیں کرتا تو دوسرا شخص جس کا حق ہے وہ تقاضا کر کے اس کے کان کھول دیتا ہے اس لئے اِس

عہ۔ ان کے معنی شروع مضمون میں گذر چکے ہیں ۱۲

جگہ اس کے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ لیکن دوسری چیز یعنی حسن معاشرت کا بہت سے دین دار لوگ بھی خیال نہیں کرتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ محض دنیا کا ایک انتظام ہے اس کا دین سے کچھ تعلق نہیں اس لئے اس کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ اس کے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔

۱۸۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو تم اپنے (خاص رہنے کے) گھروں کے سوا (جن میں کسی دوسرے کے ہونے کا احتمال ہی نہیں جیسے اپنا خاص کمرہ) دوسرے گھروں میں (جن میں دوسرے لوگ رہتے ہوں خواہ مرد خواہ عورتیں خواہ محرم خواہ غیر محرم) داخل مت ہو جب تک کہ (ان سے) اجازت حاصل نہ کرلو (آگے فرمایا) اور اگر (اجازت لینے کے وقت) تم سے یہ کہہ دیا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو تم لوٹ آیا کرو (اور یہی لوٹ آنے کا بخاری و مسلم کی حدیث میں حکم ہے جب تین بار پوچھنے پر اجازت نہ ملے) (سورۂ نور۔ آیت ۲۷ و ۲۸)

ف۔ یہ مسئلہ اجازت چاہنے کا زنانہ اور مردانہ سب گھروں کے لئے ہے اور اس میں تین حکمتیں ہیں ایک یہ کہ گھر والے کے کسی ناجائز موقع پر نظر نہ پڑ جائے، دوسرے یہ کہ کسی ایسی حالت کی خبر نہ ہو جاوے جس کی خبر ہونا اس کو ناگوار ہے تیسرے یہ کہ بعض اوقات دل پر گرانی ہوتی ہے خواہ آرام میں خلل

پڑنے سے خواہ کسی کام میں حرج ہونے سے خواہ ملنے ہی کو جی نہیں چاہتا۔

۱۹۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو جب تم سے کہا جاوے (یعنی صدر مجلس کہہ دےعہ) کہ مجلس میں جگہ کھول دو (جس میں آنے والے کو بھی جگہ مل جائے) تو تم جگہ کھول دیا کرو (اور آنے والے کو جگہ دے دیا کرو) اللہ تعالیٰ تم کو (جنت میں) کھلی جگہ دے گا اور جب (کسی ضرورت سے) یہ کہا جاوے کہ (مجلس سے) اٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہوا کرو (خواہ خلوت کی ضرورت سے اٹھاوے اور خواہ دوسری جگہ بیٹھنے کے لئے اٹھاوے (مجادلہ۔ آیت ۱۱)

۲۰۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری باری کی رات میں (اول) بستر پر لیٹ گئے پھر اتنا ہی توقف فرمایا کہ آپ نے یہ سمجھا کہ میں سو گئی سو اپنا چادرہ آہستہ سے لیا اور نعل مبارک آہستہ سے پہنے اور دروازہ آہستہ سے کھولا اور باہر تشریف لے گئے پھر دروازہ آہستہ سے بند کردیا (اور بقیع میں تشریف لے گئے) اور (واپسی پر اس کی وجہ میں یہ) فرمایا کہ میں یہ سمجھا کہ تم سو گئیں اور میں نے تمہارا جگانا پسند نہیں کیا اور مجھ کو اندیشہ ہوا کہ (تم جاگ کر اکیلی گھبراؤگی الخ (عین مسلم)

ف۔ حدیث میں صاف مذکور ہے کہ آپ نے سب کام اس لئے

عہ ولا یختص بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کما فی الروح ۱۲

آہستہ کیئے کہ حضرت عائشہؓ کو تکلیف نہ ہو خواہ جاگنے کی وجہ سے خواہ صرف گھبرانے کی۔

۲۱۔ حضرت مقدادؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ ہم تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے اور آپ ہی کے یہاں مقیم تھے بعد عشاء آکر لیٹ رہتے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دیر میں تشریف لاتے تو چونکہ مہمانوں کے سونے جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا اس لئے سلام تو فرماتے کہ شاید جاگتے ہوں مگر ایسا آہستہ فرماتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سُن لیں اور اگر سوتے ہوں تو آنکھ نہ کھلے۔ (عین مسلم بحاصلہ) حسن معاشرت کا مضمون اس جگہ مختصر لکھ دیا اس کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے رسالہ آداب المعاشرت اور دسواں حصہ بہشتی زیور کا شروع سے ہنر اور پیشوں کے بیان تک ضرور دیکھ لیں یا سن لیں اور یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں مگر جو دوسری کتابوں سے لی ہیں ان میں لفظ عین لکھ دیا ہے۔ فقط

اشرف علی عفی عنہ

روح بست و پنجم

امتیازِ قومیؒ

(یعنی اپنا لباس اپنی وضع، اپنی بول چال، اپنا برتاؤ وغیرہ غیر مذہب والوں سے الگ رکھنا) دوسری قوموں کی وضع وعادات بلا ضرورت اختیار کرنے کو شریعت نے منع کیا ہے پھر ان میں بعض چیزیں تو ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے ان کی خصوصیت نہ بھی رہے تب بھی گناہ رہیں گی جیسے ڈاڑھی منڈانا یا حد سے باہر کترانا یا گھٹنوں سے اونچا پاجامہ یا جانگیہ پہننا کہ ہر حال میں ناجائز ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ شرعی وضع کو حقیر سمجھے یا اُس کی بُرائی کرے تو پھر گناہ سے گذر کر کفر ہوجاوے گا۔ اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے ان کی خصوصیت نہ رہے تو گناہ نہ رہیں گی اور خصوصیت نہ رہنے کی پہچان یہ ہے کہ ان چیزوں کو دیکھنے سے عام لوگوں کے

عہ ویلقب بلسان الشرع بمسئلة التشبہ ۱۲

عہ فالتشبہ حکمة للمنهی عنها لا علة ۱۲

ذہن میں یہ کھٹک نہ ہو کہ یہ وضع تو فلانے لوگوں کی ہے جیسے انگرکھا یا اچکن پہننا۔ مگر جب تک یہ خصوصیت ہے اس وقت تک منع کیا جاوے گا جیسے ہمارے ملک میں کوٹ پتلون پہننا یا گرگابی پہننا یا دھوتی باندھنا یا عورتوں کو لہنگا پہننا، پھر ایسی چیزوں میں جو چیزیں دوسری قوموں کی محض قومی وضع ہیں جیسے کوٹ پتلون وغیرہ یا قومی وضع کی طرح ان کی عام عادت ہے جیسے میز کرسی پر یا چھری کانٹے سے کھانا، اس کے اختیار کرنے سے تو صرف گناہ ہی ہوگا کہیں کم کہیں زیادہ اور جو چیزیں دوسری قوموں کی مذہبی وضع ہیں ان کا اختیار کرنا کفر ہوگا جیسے صلیب لٹکانا یا سر پر چوٹی رکھ لینا یا جنیو باندھ لینا یا ماتھے پر قشقہ لگا لینا یا جے پکارنا وغیرہ۔ اور جو چیزیں دوسری قوموں کی نہ قومی وضع ہیں نہ مذہبی وضع ہیں گو ان کی ایجاد ہوں اور عام ضرورت کی چیزیں ہیں جیسے دیا سلائی یا گھڑی یا کوئی حلال دوا یا مختلف سواریاں یا ضرورت کے بعضے نئے آلات جیسے ٹیلیگراف یا ٹیلیفون یا نئے ہتھیار یا نئی ورزشیں جن کا بدل ہماری قوم میں نہ ہو اُن کا برتنا جائز ہے نہ کہ گانے بجانے کی چیزیں جیسے گراموفون یا ہارمونیم وغیرہ۔ مگر ان جائز چیزوں کی تفصیل اپنی عقل سے نہ کریں بلکہ علماء سے پوچھ لیں اور مسلمانوں میں جو فاسق یا بدعتی ہیں خواہ وہ بدعتی دین کے رنگ میں ہوں خواہ دنیا کے رنگ

میں ہوں ان کی وضع اختیار کرنا بھی گناہ ہے۔ گو کافروں کی وضع سے کم سہی بلکہ مرد کو عورت کی وضع اور عورت کو مرد کی وضع بنانا گناہ ہے۔ پھر ان سب ناجائز وضعوں میں اگر پوری وضع بنائی زیادہ گناہ ہوگا اگر ادھوری بنائی اس سے کم ہوگا اور اس سے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ یہ مسئلہ جس طرح شرعی ہے اسی طرح عقلی بھی ہے کیونکہ مرد کے لئے زنانہ وضع بنانے کو ہر شخص عقل سے بھی بُرا سمجھتا ہے حالانکہ دونوں مسلمان اور صالح ہیں تو جہاں مسلمان اور کافر کا فرق ہو یا صالح و فاسق کا فرق ہو وہاں کافر یا فاسق کی وضع بنانے کو کس کی عقل اجازت دے سکتی ہے۔ اب کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔

۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور شیطان نے یوں کہا کہ میں ان کو (اور بھی) تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے (جیسے داڑھی منڈانا بدن گودنا وغیرہ)

(النساء۔ آیت ۱۱۹)

ف۔ بعضی تبدیلی تو صورت بگاڑنا ہے اور حرام ہے جیسی اوپر مثالیں لکھی گئیں اور بعضی تبدیلی صورت کا سنوارنا ہے اور واجب ہے جیسے لبیں ترشوانا ناخن ترشوانا بغل اور زیر ناف کے بال لینا اور بعضی تبدیلی جائز ہے جیسے مرد کو سر کے بال منڈا دینا یا کٹا دینا یا ڈاڑھی کا جو حصہ ایک مٹھی سے زیادہ ہو

کٹا دینا اور اس کا فیصلہ شریعت سے ہوتا ہے نہ کہ رواج سے کیونکہ اول تو رواج کا درجہ شریعت کے برابر نہیں دوسرے ہر جگہ کا رواج مختلف پھر وہ ہر زمانے میں بدلتا بھی رہتا ہے۔

۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ظالموں (یعنی نافرمانوں) کی طرف (باعتبار دوستی یا شرکت اعمال واحوال کے) مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے الخ (ہود۔ آیت ۱۱۳)

ف۔ یہ یقینی بات ہے کہ اپنی وضع وطریقہ چھوڑ کر دوسرے کی وضع اور طریقہ خوشی سے تب ہی اختیار کرتا ہے جب اس کی طرف دل جھکے، اور نافرمانوں کی طرف جھکنے پر دوزخ کی وعید فرمائی ہے، اس سے صاف ثابت ہوا کہ ایسی وضع اور طریقہ اختیار کرنا گناہ؎ ہے۔

۳۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر دو کپڑے کسم کے رنگے ہوئے دیکھے فرمایا یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہیں ان کو مت پہنو۔ (مسلم)

ف۔ ایسا کپڑا مرد کے لئے خود بھی حرام ہے مگر آپ نے ایک وجہ یہ بھی فرمائی معلوم ہوا کہ اس وجہ میں بھی اثر ہے پس یہ وجہ جہاں بھی پائی جاوے گی یہی حکم ہوگا۔

۴۔ رکانہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

؎ فمسئلۃ التشبہ ثابتۃ بالقرآن ایضا ۱۲

فرمایا ٹوپیوں کے اوپر عماموں کا ہونا فرق ہے ہمارے اور مشرکین کے درمیان۔ (ترمذی)

ف۔ مرقاۃ میں ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ہم عمامہ ٹوپیوں کے اوپر باندھتے ہیں اور مشرکین صرف عمامہ باندھتے ہیں اھ

۵۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (وضع وغیرہ میں) کسی قوم کی شباہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے۔ (احمد و ابو داؤد)

ف۔ یعنی اگر کفار فساق کی وضع بناوے گا وہ گناہ میں ان کا شریک ہو گا۔

۶۔ ابی ریحانہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے منع فرمایا (ان میں یہ بھی ہے یعنی) اور اس سے بھی کہ کوئی شخص اپنے کپڑوں کے نیچے حریر لگاوے مثل عجمیوں کے یا اپنے شانوں پر حریر لگاوے مثل عجمیوں کے الخ۔ (ابو داؤد ونسائی)

ف۔ اس میں بھی وہی تقریر ہے جو (۳) میں گذری۔

۷۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کی شباہت بناتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی شباہت بناتی ہیں۔ (بخاری)

۸۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کی وضع کا لباس پہنے اور اس عورت پر بھی جو مرد کی وضع کا لباس پہنے۔ (ابوداؤد)

۹۔ ابن ابی ملیکہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے کہا گیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتہ پہنتی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

ف۔ آج کل عورتوں میں اس کا بہت رواج ہو گیا اور بعضی تو انگریزی جوتہ پہنتی ہیں جس سے دو گناہ ہوتے ہیں۔ ایک مردوں کی وضع کا دوسرا غیر قوم کی وضع کا۔

۱۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ تعالیٰ بال میں بال ملانے والی کو اور ملوانے والی کو (جس سے غرض دھوکہ دینا ہو کہ دیکھنے والوں کو لانبے علوم ہوں)، اور گودنے والی کو اور گدوانے والی کو۔ (بخاری و مسلم)

ف۔ مردوں کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۱۔ حجاج بن حسان سے روایت ہے کہ ہم حضرت انسؓ کی خدمت میں گئے (حجاج اس وقت بچے تھے کہتے ہیں کہ) میری بہن مغیرہ نے مجھ سے قصہ بیان کیا کہ تم اس وقت بچے تھے اور تمہارے (سر پر) بالوں کے دو چٹلے یا گپھے تھے حضرت انسؓ نے تمہارے سر پہ ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی اور فرمایا ان کو منڈوا دو یا کاٹ دو کیونکہ یہ وضع یہود کی ہے۔ (ابوداؤد)

۱۲۔ عامر بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاف رکھو اپنے مکانوں کے سامنے کے میدانوں کو اور یہود کے مشابہ مت بنو (وہ میلے کچیلے ہوتے تھے) (ترمذی)

ف ۔جب گھر سے باہر کے میدانوں کو میلا رکھنا یہود کی مشابہت کے سبب ناجائز ہے تو خود اپنے بدن کے لباس میں مشابہت کیسے جائز ہو گی۔

۱۳۔ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جاہل) دیہاتی لوگ مغرب کی نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آجاویں اور (یہ) دیہاتی اس کو عشاء کہتے تھے (یعنی تم اس کو عشاء مت کہو مغرب کہو) اور یہ بھی فرمایا کہ (جاہل) دیہاتی لوگ عشاء کی نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آجاویں کیونکہ وہ کتاب اللہ میں عشاء ہے (اور وہ اس کو عتمہ کہتے تھے) اس لئے کہ عتمہ (یعنی اندھیرے) میں اونٹوں کا دودھ دوہا جاتا تھا (مسلم)

ف ۔اس سے معلوم ہوا کہ بول چال میں بھی بلا ضرورت ان لوگوں کی مشابہت نہ چاہیئے جو دین سے واقف نہیں۔

۱۴۔حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں عربی کمان تھی آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں فارس کی کمان تھی آپ نے فرمایا اس کو پھینک اور

(عربی کمان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ) اس کو لو اور جو اس کے مشابہ ہے۔ الخ (ابن ماجہ)

ف۔ فارسی کمان کا بدل عربی کمان تھی اسلئے اسکے استعمال سے منع فرمایا، معلوم ہوا کہ برتنے کی چیزوں میں بھی غیر قوم کی مشابہت سے بچنا چاہیئے جیسے کانسی پیتل کے برتن بعضی جگہ غیر قوموں سے خصوصیت رکھتے ہیں۔

۱۵۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو عرب لہجے اور آواز میں پڑھو (یعنی صحیح اور بلا تکلف) اور اپنے کو اہل عشق کے لہجہ سے اور دونوں اہل کتاب (یعنی یہود ونصاریٰ) کے لہجہ سے بچاؤ الخ (بیہقی ورزین)

ف۔ معلوم ہوا کہ پڑھنے میں بھی غیر قوموں اور بے شرع لوگوں کی مشابہت سے بچنا چاہیئے۔

۱۶۔ ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے ام سعد دختر ابوجہل کو دیکھا کہ ایک کمان لٹکائے ہوئے تھی اور مردوں کی چال سے چل رہی تھی۔ عبداللہ نے کہا کہ یہ کون ہے میں نے کہا کہ یہ ام سعد دختر ابوجہل ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے ایسا شخص ہم سے الگ ہے جو عورت ہوکر مردوں کی مشابہت کرے یا مرد ہوکر عورتوں کی مشابہت کرے۔ (عین ترغیب از احمد وطبرانی و اسقط المبہم)

۱۷۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف رُخ کرے اور ہمارے ذبح کئے ہوئے کو کھائے وہ ایسا مسلمان ہے جس کے لئے اللہ کی ذمہ داری ہے اور اس کے رسول کی سو تم لوگ اللہ کی ذمہ داری میں خیانت مت کرو (یعنی اس کے اسلامی حقوق ضائع مت کرو) (بخاری) اس سے معلوم ہوا کہ کھانے کی جن چیزوں کو مسلمانوں کے ساتھ خاص تعلق ہے ان کا کھانا بھی نماز وغیرہ کی طرح علامت ہے اسلام کی، سو بعضے آدمی جو گائے کا گوشت بلا عذر کسی کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں اس کا ناپسند ہونا اس سے معلوم ہوا (ویؤیدہ شان نزول قولہ تعالیٰ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ﭪ البقرہ۔ آیت ۲۰۸) غرض ہر بات میں اسلامی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے، دین کی باتوں میں بھی اور دنیا کی باتوں میں بھی۔ چنانچہ

۱۸۔ عبداللہ بن عمرؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی، سب فرقے دوزخ میں جاویں گے بجز ایک ملت کے۔ لوگوں نے عرض کیا اور وہ فرقہ کونسا ہے (جو دوزخ سے نجات پاوے گا) آپ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ (ترمذی)

ف - طریقہ سے مراد واجب طریقہ ہے جس کے خلاف دوزخ کا ڈر ہے اور آپ نے اس طریقہ میں کسی چیز کی تخصیص نہیں فرمائی تو اس میں دین کی باتیں بھی آگئیں اور دنیا کی بھی۔ البتہ کسی چیز کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا طریقہ ہونا اور اس کا واجب ہونا کبھی قول سے معلوم ہوتا ہے کبھی فعل سے کبھی نص یعنی (صاف عبارت) سے کبھی (اجتہاد اور) اشارہ سے جس کو صرف عالم لوگ سمجھ سکتے ہیں عام لوگوں کو ان کے اتباع سے چارہ نہیں اور بدون ان کے اتباع کے غیر عالم لوگوں کا دین بچ نہیں سکتا۔

ختم کلام - جس قسم کے اعمال کی فہرست کا دیباچہ میں ذکر ہے ان میں اس وقت جس عمل کو سوچتا ہوں وہ ان پچیس[۲۵] حصوں میں پاتا ہوں اجمالاً یا تفصیلاً۔ اس لئے رسالہ کو ختم کرتا ہوں، البتہ اگر ذوقاً کسی کے ذہن میں اور کوئی عمل آوے یا ان میں سے کسی حصہ کی تفصیل مصلحت معلوم ہو وہ اس کا ضمیمہ بن سکتا ہے۔

شکر انعام - ۱۹ - عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے پہنچاتے رہو اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ (بخاری)

۲۰ - ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دین کے احکام میں چالیس حدیثیں محفوظ کر کے میری امت پر پیش کر دے اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ

کر کے اٹھائے گا اور میں قیامت کے دن اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا۔ (بیہقی)

الحمدللہ کہ ان حصوں میں نوّے سے زائد آیتوں کی اور غیر مکرر و مرفوع تین سو چالیس سے زائد حدیثوں کی تبلیغ ہو گئی۔ اگر کوئی اِن حصوں کو چھپوا کر تقسیم کرے یہ ثواب اس کو بھی مِلے گا یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں بجز ایک کے جس میں عین لکھ دیا ہے۔ فقط۔

کتبہٗ

اشرف علی

تمّت